

عظ
قائد اعظم
افکار و کردار



راجا شمس محمد

عظ
قائد اعظم
افکار و کردار

راجا رشید محمود

نذیر ستر پبلشرز ۴۰-۱ اردو بازار لاہور

قائد اعظم — افکار و کردار

صفحات ۱۶۱

اشاعت ۱ اول (۱۹۴۵)

خوشنویس ۱ خلیل احمد نوری

مطبع ۱ آئر۔ آئر۔ پرنٹر لاہور

نشر

نذیر حسین

نذیر سن پبلشرز

۴۴۔ اے، آئر دو باؤ آئر۔ لاہور

قیمت ۲۵ روپے

اپنے ناموں

فضل الہی صاحب

کے نام

جو قائد اعظم (رحمہ اللہ) کے سچے نام لیوا ہیں

بابائے قوم

وہ نگہبان وطن، سالار قوم ذہین ملت، دیدہ بیدار قوم
راز دار و محرم اسرار قوم دردمند و دافقہ آزار قوم
آہستہ مرحوم کا شیرازہ بستند
قلعہ مضبوط و دیوار بستند

وہ اٹھا اس خاک سے دیوار وار جان دے دی شمع پر پردہ دار
گر چہ اکثر قوم غنی بیگانہ وار وہ فرنگی سے لڑا مردانہ وار
امن قائم ہو گیا اس جنگ سے
اپنا چھٹکارا نمودا افسانہ سے

اس کے پہلو میں دل بے باک تھا وہ کشتاہن مشہر لولاک تھا
اس کی زد میں گنبد افلاک تھا اس کا دشمن دیدہ اداک تھا
اس کی تربیت پر حند ارجح کرے
راحت پریم اسے حاصل ہے

(مکیر قصوری)

انجمن

تباہک زندگی کے درخشاں سال
قائد اعظم اور اسلام
قائد اعظم اور عشق رسول
قائد اعظم اور نظریہ پاکستان
قائد اعظم اور پاکستان
قائد اعظم اور تعمیر ملت
قائد اعظم اور نظم و ضبط
قائد اعظم کا نظریہ تسلیم
قائد اعظم کا تصور مہمات
قائد اعظم کا مزاج
قائد اعظم اور اردو
قائد اعظم اور فلسفہ
قائد اعظم اور خواتین

۹

۱۱

۲۴

۳۲

۴۴

۴۳

۴۸

۵۲

۵۴

۶۵

۶۹

۷۵

۸۱

سنجے چند

ہندوستان میں مسلم انفرادیت اور اسلامی شخص کی حفاظت کا بیڑا قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمہ نے اٹھایا۔ انہوں نے اس حقیقت کو بالآخر محض لظہن سے بھی منوالیا کہ مسلمان اپنی عبادات سے لے کر اپنے طرز معاشرت تک میں دوسروں سے الگ ہیں اور انہیں اپنی اس انفرادیت کے تحفظ کے لیے علیحدہ وطن کی ضرورت ہے۔ گاندھی جی نے اپنی سی کر لی مسلمان علماء کے ایک طبقے نے قائد اعظم اور اسلامی شخص کے دوسرے داعیوں کو فتوے اور دشنام طرازیوں کی سان پر چڑھایا اور اسلام کا نام لے کر اپنے جذبہ کی نمائش کر کے اہل اسلام کو مرعوب کرنا چاہا کہ وہ بھی ان کی طرح ہندوؤں کے تابع محل بن جائیں اور دلوں میں الگ مملکت کے حصول کی خواہش کو پسپے نہ دیں۔

اپنوں اور بیگانوں کی متحدہ کوششوں نے بھی قائد اعظم کو نصب العین کے حصول کی راہ سے نہ بھٹکایا اور بالآخر ان کی کوششوں نے ہم اراگست ۱۹۴۷ء کو عملی شکل اختیار کر لی۔

قائد اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت کے بہت سے گوشے ابھی دنیا کے سامنے نہیں آئے جاسکے۔ ان کے افکار سے خود قوم کو بھی پوری طرح آشنا نہیں کیا جاسکا۔ راقم الحروف نے زیر نظر کتاب میں افکار کے حوالے سے ان کے کردار پر گفتگو کرنے کی سعی کی ہے۔ میں نے بعض ابواب میں تو ان موضوعات پر قلم اٹھایا ہے جن پر پہلے بھی کام ہو چکا ہے۔ اس میں بھی قارئین کرام محسوس

۸۵	قائد اعظم اور فراعہ وطن
۹۰	قائد اعظم اور گاندھی جی
۱۰۰	قائد اعظم اور برطانوی حکومت
۱۱۳	قائد اعظم بحیثیت مسلمان
۱۲۱	قائد اعظم بحیثیت قانون دان
۱۲۶	قائد اعظم بحیثیت سیاست دان
۱۳۲	قائد اعظم بحیثیت سربراہ مملکت
۱۳۸	قائد اعظم بحیثیت مقرر
۱۵۴	قائد اعظم کی نظر میں اقتصادی ترقی کی اہمیت

کریں گے کہ افکار کے کچھ نئے عرّفے کھٹے ہیں اور کردار کے کچھ مزید گوشے
بے نقاب ہوتے ہیں لیکن اس کتاب کے بعض موضوعات ایسے ہیں جنہیں پہلے
کبھی پھیڑا ہی نہیں گیا۔

میں نے باقی پاکستان کو دیکھا نہیں، پڑھا ہے۔ ان سے میری محبت مورد

ہی ہے اور حقائق و معارف پر غور و خوض کا نتیجہ بھی میرے دو جیال اور خیال
میں سے کوئی شخص کبھی "مختارہ قومیت" کا حامی نہیں رہا، اسلامی شخص پر سب

کا ایمان ہے۔ اس طرح قائد کی محبت میری گھٹی میں پڑی ہے۔ نہ صرف نظر
کتاب میرے مددِ ح کی خدمت میں ہر عقیدت کی حیثیت بھی رکھتی ہے لیکن
یہ عقیدت حقائق سے صرف نظر کا نتیجہ نہیں بلکہ حالات و واقعات پر غور و خوض
کے باعث ہے۔ قائد اعظم جو کچھ ہیں، وہی اس کتاب میں نظر آئیں گے۔
یاد لوگوں نے انہیں اسلام سے بیگانہ مشہور کیا۔ آپ اس کتاب کے مطالعے

سے محسوس کریں گے کہ قائد کی تعلیمات اسلام سے واقفیت بھی تھی اور اسلامی
احکام کا پر تو ان کے اعمال و افعال بھی نظر آتا ہے۔ انہیں کائنات کے آقا و مولا
علیہ التحیۃ والسلام سے محبت تھی۔ وہ بہت اچھے مغز رکھنے والے تھے۔ انہوں نے پاکستان کے
سربراہ کی حیثیت سے لارڈ مائونٹ بیٹن کو قبول نہ کیا اور خود یہ ذمہ داری قبول کی۔

تو اپنی شہرہ و ملامت کے باوجود بطریق احسن نبھائی۔
عرفیہ کہ افکار و کردار کے حوالے سے قائد اعظم کی جیتی جاگتی شخصیت کے مختلف
پہلو آپ کے سامنے ہوں گے۔ اگر بابائے قوم کا کردار آپ کو متاثر کرتا ہے تو خدا
کے لیے پاکستان سے محبت کیجیے اور پاکستان دشمنوں کی ریشہ و دانیوں کی طرف سے
آٹھیں نہ منوئیے۔ اپنے آپ کو ایک زندہ قوم کے افراد ثابت کیجیے۔

تائبانگ زندگی کے روشن ماہ و سال

۲۵ دسمبر کو نیوہم روڈ، کھارادر، کراچی کی ایک عمارت میں جنم

جائی پونجا کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ جس کا نام خاندانی ناموں سے
قدر سے مختلف رکھا گیا۔ محمد علی۔ ان کی والدہ مٹھی ہائی کی مشنت پوری
کمر لے کے لیے انہیں حسن پیر کے منار واقع گھنڈے جایا گیا جو
ان کے آبائی گاؤں نیلی سے دس میل دور تھا۔ وہاں محمد علی کے
سر کے بال اتارے گئے اور ان کی محبت کے لیے دعا مانگی گئی۔
کراچی میں محمد علی کی ابتدائی تعلیم کا آغاز ہوا۔

دس برس کی عمر تک انہوں نے گمر پور میں تعلیم کی، گجراتی اور

انگریزی تعلیم حاصل کی۔ ۳ جولائی کو انہوں نے سندھ مدرستہ الاسلام
کراچی کے انگلش ڈیپارٹمنٹ میں داخلہ لیا۔

محمد علی جناح ۵ جنوری کو بیٹے گئے، وہاں کچھ دن انجمن اسلام سکول

میں تعلیم حاصل کی۔ ۹ فروری کو دوبارہ سندھ مدرستہ الاسلام کراچی
میں داخلہ لیا۔

محمد علی پانچویں سینئر ڈیو (دسویں جماعت) میں تھے کہ ۳۰ جنوری

کو سکول چھوڑ دیا۔ ۱۶ سال کی عمر میں راجکوٹ کے قریب قلعہ

بن بنا کے تاجر کو کل کلیم جی کی لڑکی اتنی بائی سے ان کی شادی ہو گئی۔
شادی کے بعد کراچی واپس آکر انہوں نے چرچ مشن سکول،
لارنس روڈ میں داخلہ لیا اور بمبئی یونیورسٹی کا میٹرکولیشن سٹرٹیفکیٹ
حاصل کیا۔

۱۸۹۳ بیرسٹری کے لیے لندن گئے۔ لیکن ان میں داخلہ لیا۔ اسی دوران
میں ان کی نو بہا ہندا دھن بمبئی میں جیسے کی وہاں سے ہلاک ہو گئیں۔
محمد علی جناح نے بیرسٹری کا امتحان پاس کر لیا۔

۱۸۹۵ لندن سے کراچی واپس آئے پر انہیں معلوم ہوا کہ ان کی والدہ ان کی
غیر حاضری میں انتقال کر چکی ہیں۔ وہ افسردہ دل اور پرمردہ طبیعت کے
ساتھ وکالت کے لیے بمبئی پہنچے اور بمبئی ہائی کورٹ میں اپنا نام رجسٹر
کر دیا۔

۱۸۹۷ محمد علی کے والد جناح پونجا انتقال کر گئے۔ بمبئی کے قائم مقام ایڈووکیٹ
جنرل میکفرسن نے انہیں چیمبر میں مطالعے کی اجازت دے دی۔
حالات کی نامساعدت کے باوجود محمد علی جناح حوصلہ نہ ہارے کیونکہ
وہ یہ کام جانتے ہی نہ سکتے۔

۱۹۰۰ محمد علی جناح نے چھ ماہ پر پریذیڈنسی میجسٹریٹ کے عہدے پر کام
کیا۔ نومبر ۱۹۰۰ میں انہیں میجسٹریٹ کے طور پر مستقل نوکری کی پیشکش
کی گئی لیکن انہوں نے سر چارلس اولیونٹ کی پریشکوش مسترد کر دی اور
بمبئی کے وسط میں ایک عمارت میں دفتر حاصل کر کے وکالت شروع
کر دی۔

۱۹۰۳ انہوں نے وکیل کی حیثیت سے بے پناہ کامیابی حاصل کی۔ اب

محمد علی سیاست سے علاحدہ تھے لیکن کانگریس کے رہنماؤں کے ساتھ
ان کا ربط مضبوط بہت بڑھ گیا تھا۔

۱۹۰۵ محمد علی سیاسی معاملات پر بہت کھل کر اظہار خیال کرنے لگے لیکن
کسی سیاسی تحریک یا سیاسی جماعت کی سرگرمیوں میں کھلے بندوں
حصہ نہیں لیا۔

۱۹۰۶ دسمبر میں پہلی مرتبہ کانگریس کے اجلاس منعقدہ کلکتہ میں دادا بھائی
نوروجی کے سیکرٹری کی حیثیت سے شرکت کی۔

۱۹۰۷ انہوں نے بڑی تیزی سے کانگریسی حلقوں میں مقبولیت حاصل کی۔
کانگریس میں سودیشی تحریک پر اختلافات پیدا ہوئے تو جناح نے
گوپال کرشنا گوکھلے کے اعتدال پسند گروپ کو تھاوان کا یعتین دلایا۔
کانگریس کے دستور و آئین کی اصلاح اور تبدیلی میں نمایاں حصہ لیا۔ اسی
عرصے میں وہ دادا بھائی نوروجی کے سیکرٹری کی حیثیت سے بھی
خدمات انجام دیتے رہے۔

۱۹۰۹ مشورہ رائے اصلاحات کے نفاذ کے بعد محمد علی جناح کو حکومت کے
معاملات میں دخل اندازی کا پہلا موقع ملا۔ دسمبر میں بمبئی پریذیڈنسی سے
پیریم امپیریل یجلیٹو کونسل کے لیے مسلمانوں کی ایک نشست پر
محمد علی جناح کا مقابلہ منتخب ہو گئے۔

۱۹۱۰ ۲۵ جنوری کو امپیریل یجلیٹو کونسل کے افتتاحی اجلاس (کلکتہ)
میں وہ ایک طرز ارنگن اور متاثر کن مقررہ کی حیثیت سے نمودار ہوئے۔

۱۹۱۱ ۷ مارچ کو کونسل کے اجلاس میں مسلم اوقات اور وقت علی الاطلاق
کو قانونی حیثیت دینے کے بارے میں بل کا مسودہ پیش کیا۔ جہند وسلم

رہنماؤں کی اتحاد کانفرنس منعقدہ اڈا آباد میں محمد علی جناح بھی شامل ہوئے۔

۱۹۱۲ انہوں نے اسپرہیل کونسل کے مباحثوں میں حصہ لیا۔ دسمبر میں مسلم لیگ کی کونسل کے اجلاس دہلی پور میں پہلی مرتبہ شرکت کی اور لیگ کے آئین میں مجوزہ ترمیموں کی حمایت کی تاکہ کانگریس اور لیگ کے مقاصد میں ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔

۱۹۱۳ سابقہ کارکردگی کی بنا پر دائرہ سرائے نے انہیں کونسل کا دوبارہ رکن نامزد کر دیا۔ انہوں نے مسلم اوقاف اور وقف محل الاولاد کا مسودہ قانون منظور کیا۔ سال کے شروع میں وہ چھپیاں گزراؤں نے لندن گئے، وہاں انڈین ایسوسی ایشن کی تنظیم نو کی اور وہاں سے واپسی پر مسلم لیگ کی رکنیت قبول کر لی۔ اگرچہ ۱۳ دسمبر کو مسلم لیگ کے ساتویں اجلاس میں شریک ہوئے اور تقریر کی۔

۱۹۱۳ مئی میں کانگریس کے وفد کے قائد کی حیثیت سے انگلستان گئے۔ وطن واپسی کے بعد ایک مرتبہ ہندو مسلم اتحاد کی کوششوں میں مصروف ہو گئے۔

۱۹۱۵ محمد علی جناح کی کوششوں سے دسمبر میں کانگریس اور مسلم لیگ کے ممبئی میں اجلاس ہوئے اور ۳ دسمبر کو دونوں جماعتوں کا مشترکہ اجلاس ہوا۔ جناح ہندو مسلم اتحاد کے لیے قنونی سے کام کر رہے تھے۔

۱۹۱۶ اکتوبر میں احمد آباد میں ہونے والی سولہویں بمبئی پریذیڈنسی کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے جناح نے نہایت مدبرانہ تقریر کی۔ دسمبر میں مسلم لیگ کا نواں اجلاس (کنکشن) ان کی صدارت میں ہوا۔ یہاں

وہ تجویز منظور ہوئی جو تاریخ میں "میشاق کنکشن" کے نام سے مشہور ہے۔ انہوں نے مسلم لیگ اور کانگریس کے مشترکہ اجلاس کی صدارت بھی کی اور ۲۳-۲۴ اگست پر مشتمل ایک مدبرانہ تقریر کی۔

۱۹۱۴ ۱۵ جون کو انہوں نے ہوم رول لیگ میں شرکت کا اعلان کیا اور اس کے صدر منتخب ہوئے۔ ۲۸ جولائی کو مسلم لیگ اور کانگریس کے مشترکہ اجلاس (ممبئی) میں ایک وفد انگلستان بھیجنے کا فیصلہ ہوا جس میں جناح بھی تھے۔ (یہ وفد ستمبر میں انگلستان گیا) ۳۰ جولائی کو ان کی صدارت میں ممبئی میں ایک جلسہ ہوا جس میں انہوں نے حکومت کے رویے پر سخت نکتہ چینی کی۔

۱۹۱۸ ۱۹ اپریل کو انہوں نے ایک پارسی سرٹوشاپے سٹ کی صاحبزادی رتن بائی کے قبول اسلام کے دو سرے دن ان سے شادی کر لی۔ ۱۰ جون کو ممبئی کے ٹاؤن ہال میں صوبائی دار کونسل کا اجلاس ہوا جس میں ممبئی کے گورنر لارڈ ولسنگٹن نے جناح کا نام بیسے بغیر ان پر تنقید کی۔ کونسل کے اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی تو محمد علی جناح نے گورنر کی تقریر کا منہ توڑ جواب دیا اور تقریر کے بعد اجلاس سے واک آؤٹ کر گئے۔ ۱۹ جون کو یوم ہوم رول میں بھی انہوں نے گورنر ممبئی کے رویے کی شدید مذمت کی اور اس کی رہی سہی عزت کو بھی خاک میں ملا دیا۔ اگست پر کوٹا قوتوں کے خلاف اس دور کا سب سے زبردست اور پُر امن مظاہرہ ہوا جو محمد علی جناح کی بلندوصلگی اور سبے باک قیادت کا مظاہرہ تھا۔ ۱۵ اگست کو رتن بائی نے جناح کی خوبصورت بچی کو جنم دیا۔ ۲۹ فروری

سکوروٹ کمیٹی کی سفارشات پر مبنی ایک بل امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں پیش ہوا جسے جناح نے شہری آزادیوں پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف قرار دیا اور اس کی سخت مخالفت کی۔ کونسل میں یہ بل منظور ہو گیا تو انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔ ۱۳ اپریل کو جلیا نوالہ باغ میں جلسے پر گولیاں چلائی گئیں جن سے سرکاری رپورٹ کے مطابق ۳۷۹ افراد ہلاک اور ۱۲ سو شدید زخمی ہوئے اور ۱۵ اپریل کو پنجاب بھر میں شل لگا دیا گیا۔ جناح اس صورت حال کا ذمہ دار گاندھی کو سمجھتے تھے اس لیے وہ اس مرحلے پر خاموش رہے۔ اس سال وہ مسلم لیگ کے ایک وفد میں شامل ہو کر انگلستان گئے اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے خلاف بڑی موثر تقاریر کیں۔

۱۹۲۰

خلافت کے بچاؤ کے لیے ہنگامے ہوئے تو محمد علی جناح نے کون دھپسی نہیں لی۔ اور بیوی اور نومولود بچی کے ہمراہ سیر و تفریح کی غرض سے لندن چلے گئے۔ ستمبر کے آغاز میں وہ ہندوستان واپس آئے اور کانگریس اور مسلم لیگ کے اجلاسوں میں شرکت کی۔ انہوں نے تحریک ترک ممالک کی حمایت کی اپیل نہیں کی۔ ۳ اکتوبر کو جوم رول لیگ کا اجلاس گاندھی جی کی صدارت میں ہوا اور آئین میں تبدیلی کر دی گئی جس پر احتجاج کرتے ہوئے جناح ۲۵ اکتوبر کو اپنے ۱۹ ساتھیوں سمیت مستعفی ہو گئے۔ دسمبر کے آخری عشرے میں ناٹنگھم میں کانگریس اور مسلم لیگ کے اجلاس میں گاندھی نے سواراج کے حصول کی قرارداد پیش کی تو محمد علی جناح نے مخالفت کی۔ ۱۹ فروری کو گوگلے کی چٹھی برسی پر تقریر کرتے ہوئے تحریک ترک

۱۹۲۱

ممالک کے حوالے سے گاندھی کی شدید مخالفت کی اور کہا کہ وہ ملک کو غلط راستے پر ڈال رہے ہیں۔ حکومت نے ترک ممالک کے مخالف رہنماؤں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی تو جناح نے نہایت سختی سے اسے مسترد کر دیا۔

۱۹۲۲

محمد علی جناح خاموشی سے بدلتے ہوئے حالات اور گاندھی کی سیاست کا جائزہ لیتے رہے اور زیادہ تر وقت وکالت میں صرف کرنا شروع کر دیا۔

۱۹۲۳

انہوں نے کونسلوں کے انتخابات میں ایک آزاد رکن کی حیثیت سے حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔ ان کے مخالف امیدوار مقابلے سے دستبردار ہو گئے اور وہ سہ نومبر کو بلا مقابلہ قانون سبھا اسمبلی کے رکن منتخب ہو گئے۔

۱۹۲۴

۲۴ مئی کو لاہور کے گلوب ٹھیٹر میں آل انڈیا مسلم لیگ کا پندرہواں ملتی شدہ اجلاس محمد علی جناح کی صدارت میں ہوا۔ انہوں نے ایک مرتبہ سیاستدان کی حیثیت سے برصغیر کی سیاسی صورت حال کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا۔ ۱۶ ستمبر کو ایک تحریک پر تقریر کرتے ہوئے انہوں نے اسمبلی میں حکومت پر سخت تنقید کی۔ نومبر میں بمبئی میں ایک اتحاد کانفرنس ہوئی جس کے انعقاد میں جناح نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

۱۹۲۵

اتحاد کانفرنس کی تشکیل کردہ تحقیقاتی کمیٹی کی سب کمیٹی کے اجلاس (۲۵ جنوری) میں محمد علی جناح نے فرقہ وارانہ کشیدگی اور اختلافات کے موضوع پر مدبرانہ تقریر کر کے ہندوؤں کی سیاسی چالوں کو بیکار کر دیا۔ اسمبلی میں ان کی بے لاک تقریروں نے کھلبلی مچا دی۔

۱۹۲۶ اسمبلی میں ان کا رویہ حکومت کے ساتھ بڑا تلخ رہا اور وہ نہایت بے باکی سے حکومت کی کارکردگی پر مقررین رہے۔ وہ ملک کی آزادی کے شوق میں ہندو مسلم اتحاد کے لیے کوشاں رہے لیکن آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس دسمبر (دہلی) میں انہیں سخت کتنا پڑا کہ صرف مخلوط انتخاب سے قومیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس اجلاس میں انہوں نے ہندوستان کے آئین میں ترامیم تجویز کیں اور ان کی تشریح میں پہلی دفعہ ہندوؤں کے رویے کو مخالفانہ قرار دیا۔

۱۹۲۷ انہوں نے ۲ مارچ کو ہندوستان کے تیس سربراہ اور وہ مسلمان رہنماؤں کو دہلی میں مدعو کیا اور مسلمانوں کے مطالبات پر مشتمل ایک قرارداد پیش کی، جسے بعد میں "تجاذیب دہلی" کے نام سے مقبولیت حاصل ہوئی۔ ۱۵ مئی کو کانگریس کے اجلاس (بمبئی) میں تجاذیب دہلی کو من و عن منظور کر لیا گیا۔ ۱۹ نومبر کو انہوں نے بمبئی میں سائنس کیشن کے خلاف ایک جلسہ عام طلب کیا جس میں ایک پندرہ سو خط لکھا گیا۔ سائنس کیشن کے خلاف یہ پہلا جلسہ عام تھا۔

۱۹۲۸ ۱۶ فروری کو محمد علی جناح نے یسٹسٹو اسمبلی میں واضح طور پر اعلان کیا کہ اگر حکومت اہل سے موقف کو سمجھنے پر تیار نہیں ہے تو ہمیں بھی اختیار ہے کہ اس سے تعاون کریں یا نہ کریں۔ انہوں نے ایوان میں اور ایوان سے باہر سائنس کیشن اور اسکن کیٹی کی سفارشات پر تقاریر کیں۔ ۵ مئی کو وہ لندن روانہ ہوئے۔ ان کی ازدواجی زندگی کشیدگی کا شکار ہو گئی۔ ۳۱ دسمبر کو کلکتہ میں کل تاحقی

کنونشن میں انہوں نے نرورپورٹ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے تین ترامیم پیش کیں۔

۱۹۲۹ ان کی اظہار نے دار فانی سے سفر آخرت اختیار کیا۔ ۳۰، ۳۱ مارچ کو آل انڈیا مسلم لیگ کا متوی شدہ اجلاس دہلی کے روشن تعمیر میں ہوا۔ صدارت جناح نے کی۔ متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں محمد علی جناح کے چودہ نکات کو اپنا لیا گیا اور کہا گیا کہ جب تک یہ چودہ نکات منظور نہیں کیے جائیں گے، اس وقت تک مسلمانوں کے لیے کوئی دستور قابل قبول نہیں ہوگا۔ اسی سال محمد علی جناح غازی علم الدین (مشید) کے مقدمے کی پیروی کے لیے لاہور گئے مرکز اسمبلی میں پنڈت موتی لال سے ان کی جھڑپ ہوئی۔

۱۹۳۰ انہوں نے کانگریس کی سول نافرمانی کی تحریک کی مخالفت کی۔ مسلمانوں کے فائدے کی حیثیت سے گول میز کانفرنس میں شرکت کی اور انگلستان میں حکومت اختیار کر لی۔

۱۹۳۱ ۲ مارچ کو انہوں نے لندن سے ایک مسلم سیاست دان چودھری محمد امتین کے نام اپنے خط میں لکھا: "مسلمانوں کو اپنی صلاحیتوں اور جدوجہد کے سہارے زندہ رہنا ہوگا۔ مسلمانوں کے لیے اب صرف ایک راستہ رہ گیا ہے کہ وہ متحد ہو کر چودہ مطالبات کی تائید کریں اور کسی کے آواز کا رد نہیں؟"

۱۹۳۲ جولائی میں نوابزادہ یاقوت علی خاں نے انہیں وطن واپسی پر نیم ضامن کر لیا۔

۱۹۳۳ اپریل میں وہ ہندوستان آگئے۔ اپریل ہی میں آل انڈیا مسلم لیگ

کوشش کے اجلاس کی صدارت کی بجائی کے مسلم نوب سے جنس
سے اپنی روایتی وادی کا ثبوت دیتے ہوئے مرکزی اسمبلی کے
انتخابات میں بلا امتیاز تہذیب گریہ۔

۱۹۳۵ مسٹر راجندر پرشاد صدر کانگریس، سے مل کر ہندو مسلم اختلافات دور
کر کے ایک اور کوشش کی۔

۱۹۳۶ قانوب ہند ۱۹۳۵ کے تحت صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں حقہ
پیسے کا فیصد ہر درجنہ سے متحدہ ہندوستان کا طوعانی دورہ
کیا نتیجے میں مسلم لیگ کوٹ نڈر کا یہابی نصیب ہوئی۔

۱۹۳۷ ۵۔ کتوبر کو مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس دکنھو کی صدارت کی
دسمبر میں آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کلکتہ کے پنے اجلاس کی صورت
کی مشرکادھی سے حلو کا بت کی۔

۱۹۳۸ مسلم لیگ ور کانگریس کے اختلافات کے متعلق پٹت جو ہر ڈال نڈر
سے حلو کا بت کی۔ پریں میں مسلم لیگ کے حصہ صوبی اجلاس دکنھو
کتوبر میں مسلم لیگ کانفرنس و دسمبر میں سالار اجلاس اپنہ کی صدارت
کی۔ گاندھی جی ورسو جاتش چندر بوس سے گفت و شنید کی۔

۱۹۳۹ ۱۰۔ پت میں قانون انگلڈی پید مرکزی قانون ساز مجلس میں تقریر کی۔ نومبر
میں دسمبر سے ہندو لاڈ متھاگو کی خواہش پر ان سے ملاقات کی مشر
گاندھی کے ایک مضمون کا وند ان ٹیکن جواب دے۔

۱۹۴۰ ۲۳۔ مارچ کو مسلم لیگ کے سالار علان دہور کی صدارت کی و رقرار و
لاہور کی منظوری دی۔ دہلی اور حو آباد کے طلبہ کی کانفرنسوں سے
خطاب کیا۔

۱۹۴۱ ۲۔ مارچ کو پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن کے جلسے کی صدارت کی۔

۱۰۔ مارچ کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے طلبہ سے خطاب کیا۔ پھر کا پور،
دہلی، سیوریہ، کانپور اور مختلف علاقوں کا دورہ کیا۔ کتوبر میں دہلی کے
اجلاس (ریصد رت قائد اعظم) میں فیصد ہندو کو واکسٹائے ہند کی
مس مانی کارروائی کے پیشو مسلم لیگ اس سال مرکزی اسمبلی میں شرکت
نہیں کرے گی۔

۱۹۴۲ برطانیہ سے کانگریس مشن آیا قائد اعظم نے مشن کی تجا ویر کو مسترد کر دیا۔
کانگریس کی قرار واد اگست کی مخالفت کی

۱۹۴۳ ۲۶ جولائی کو پٹی میں ایک حکمران سے قائد اعظم پر ناکام فائدہ حاصل کیا۔
۱۸ دسمبر کو مشورہ تجزیہ مصنف بیرون نکاس نے قائد سے ملاقات
کی اور آپ کا طویل مشر و قیہ بند کیا۔ ۳۰ دسمبر کو کراچی میں اس کے
میلوں پر جوئی جہان کے دریغے پھوس پر سائے گئے

۱۹۴۴ قائد اعظم نے راج گوپال چا دیہ کا کارمولو مسترد کر دیا۔ حضور زار ت سے
مصاحبت کی کوشش کی۔

۱۹۴۵ تھار کانفرنس کی ناقابل قبول تجا ویر مسترد کرے کا اعلان کیا۔ سب پہا
مصرفیوں کے باعث کچا بار بیا رہو گئے۔

۱۹۴۶ قائد اعظم کی قیدت میں مسلم لیگ سے انتخابات میں نمایاں کامیابی حاصل
کی۔ انتخابات نظریہ پاکستان کی بنیاد پر طے گئے تھے۔ رطایوی
وراد فی مشن کی تجا ویر مسترد کر کے رست اقدام کا فیصد کیا گیا۔ جس پر
اکثر خطاب یافتہ مسلمانوں نے خطابات واپس کر دیے۔ داسر نے
نے کانگریس کو عبوری حکومت سے کی دعوت دی تو قائد اعظم نے

اس جتنا ہی اور رکاری پر شدید محتاج کیا جس پر مسلم لیگ کو بھی
جمہوری حکومت میں شامل کر دیا گیا۔ قائد عظیم نے برطانوی حکومت کی
دعوت پر بند نہ گئے۔ دہائی پر مبنی غلام حسین مسیحی میں مکیسی
نحال پاستہ و رعم و م پاستہ سے ملاقات کی

۱۹۴۷ء مارچ میں لاہور میں شاہنشاہ گورنر جنرل ورو مسر سے کی حیثیت
سے ہندوستان سے وفاق عظیم کے استقلال کے پیش نظر
مسلم برقیہ پاکستان ماننے پر مجبور ہوئے۔ ۳۱ جون کو قیام پاکستان
کا عہد کیا گیا قائد عظیم نے بھی ریڈیو پر قوم سے خطاب کیا اور اصرار
میں پاکستان رہدہ مادہ کا غور کیا گیا۔ انیس سو پانچ کی مجلس دستور ساز
اعلاس ہو جس میں قائد سے خطبہ نہایت دیا۔ ۱۴ اگست کو پاکستان
دیا کے تیسرے پر مسر ۱۹۴۸ اگست کو ہائی پاکستان نے پاکستان کے
پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے قوم کے نام علیحدہ کا پیغام دیا۔ ۳۰ اکتوبر
کو چھاپا ہو جو رستی گرد و دلا جوں میں قوم سے خطاب کیا اور
مسرحی کو مسر و ضبط کی یقین فرمائی۔

۱۹۴۸ء بنائے قوم نے یکم جولائی کو سٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح
کیا۔ ۱۴ اگست کو پہلے جشن استقلال کے موقع پر زیارت سے قوم
کے نام پیغام دیا ۱۱ ستمبر کو رت دس بج کر ۵۴ منٹ پر کراچی میں
رہنے حاجی حقیقی سے جاسٹے اور ۲ ستمبر کو لاہور، رٹانوں کے
ان کی عازر جنازہ میں شرکت کی وراپ کو سپرد خاک کر دیا گیا
لیکن

وہ آج بھی ہر سیکے پکتی کے دس کی دھڑکن میں زندہ و پائندہ ہیں۔

قائد عظیم اور اسلام

قائد عظیم محمد علی جناح رحمہ اللہ نے دینی نظریے کی بنیاد پر مسلمانوں
کے لیے لگ ملکیت حاصل کی تو ہر سہ کہ اس مقصد کے لیے اس کی تمام
کوششیں اسلام و مسلمانوں کے تشخص کے خواہے سے تھی ہندو، پاکستان
کی مخالفت کی جو سے کرتے تھے کہ یہ مسلمان نہ بن جائے اور
قائد عظیم نے ہمیشہ پاکستان کے قیام کی وجہ جواز اسلام کو قرار دیا۔ پاکستان اور
ہائی پاکستان کے مخالف مسلمانوں سے جس میں بڑے بڑے علمائے دین کے نام بھی
مائل ہیں پورے زور شور سے یہ پیدائش کیا کہ محمد علی جناح اسلام کی بناء
سب سے نہیں جانتے۔ وہ لوگ یہ کہہ کر لوگوں کو اسلام کے نام پر قائم ہونے
دن ملکیت کی مخالفت پر تادہ کر کے کی کوشش میں لگے رہے (اگرچہ حد کے
فصل و کرم سے ناکام ہوئے)۔

قائد عظیم علیہ الرحمہ سے راک بیڈ کے سرکار قیامان جانے میں علیہ
اور نوجوانوں سے جو شگونی اس سے دھج ہوتا ہے کہ ۳۱ برس پہلے دین سے
محبت یعنی اسلام اور اسلامی تعلیمات کے منطلق ان کا مطالعہ وسیع تھا
جس سے ان سے مدد بہت اور مذہبی حکومت کے عوام کے ہار سے میں استقامت
کیا گیا تو انہوں نے اسے اس بدیدار جنگ کی موجودگی میں فرمایا

”حب میں انگریزی زبان میں مذہب کا مفہود چوں تو س رہا اور قوم کے عام محاورے کے مطابق میرا دیکھ خدا، درمیں سے کبھی سنتوں اور روایت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک مذہب کا یہ محدود و مقید مفہوم یا تصور نہیں ہے بلکہ کوئی مولوی چوں کہ مثلاً مذہبی مسائل میں مہارت کا دعویٰ ہے، اللہ میں سے قرب مجید اور اسلامی قوانین کے مطابق ہے کہ اپنے شیئ کو سنسن کی ہے۔ اس عظیم کتاب کی تعلیمات میں اسلامی زندگی کے متعلق ہدایت کے سب میں زندگی کے روحانی پہلو، معاشرت، سیاست، معیشت سب کے متعلق رہنمائی ہے۔ غرض انسانی زندگی کا کوئی شعبہ یہ نہیں جو قرن مجید کی تعلیمات کے احاطے سے باہر ہو۔ قرآن کی اہم ہدایت، اور سیاسی طریق کا نہ صرف مسلمانوں کے لیے بہترین ہیں بلکہ اسلامی سلطنت میں غیر مسلموں کے لیے بھی سود و برائی حقوں کا اس سے بہتر تصور ممکن نہیں“

(صدق کاغذ نمبر ۱۹۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

قائد اعظمؒ سے بیشتر ہم موقع پر اسلام کی خصوصیات کا ذکر کیا اور مسلمانان
ہند کے ذہن و قلوب میں اس حقیقت کو راسخ کر کے کی کوشش کی کہ اسلام
دنیا کے ہر شعبے میں انسان کی مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ ۱۹۴۵ء میں، قوم کو چیم خیم
دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا: "ہر کوئی مانتا ہے کہ قرآن مسلمانوں کا چہرہ مگر
ضابطہ حیات ہے۔ مذہبی، سماجی، شہری، کاروباری، عروجی، عدنی، نظری
اور قانونی ضابطہ حیات۔ جو مذہبی تقریبات سے لے کر روزمرہ
زندگی کے معاملات تک، روح کی بچت سے لے کر جسم کی صحت تک تمام
خدا سے لے کر ہر ایک فرد کے حقوق تک، خلاق سے لے کر ہر دم تک اس

دین میں جو دوسرے کے اگلے حصار کی سمزدہ و حرا انک حد بندی کرتا ہے۔
 ۱۶۲۷ء و ۱۶۳۷ء کو مسیحیوں نے کراچی کے جلوس میں قائد اعظم
 سے اسلام کی تعریف میں اختلاف کے فن سے کام لیتے ہوئے فریاد کیا اگر کوئی
 پھر بھی سے تو عین اسلام سے۔ مگر کوئی چیز بھی نہیں ہے تو یہ اسلام نہیں ہے
 کہو کہ اسلام کا مطلب عین صداقت ہے۔"

شرقیوں کے سچے استقامت کو دیکھ کر جو کچھ مسلمانوں کی علامت
عزت کے طور پر سمجھا جاتا ہے، اسلام ہماری مددگی و رہنمائی سے
وجود کا بنیادی سرچشمہ ہے، اسلام سے ہماری ثقافتی و مذہبی ماہی اور
جمادی گنہگار و ریاست کو عرب دنیا سے تباہ و برباد کر دیا ہے۔
ہم عربوں و ان کے مسائل و درمیان سے مکمل تفریق پیدا کر رکھے ہیں۔

۱۱۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو کراچی میں محلی حکومتوں پاکستان سے خطبہ کرتے ہوئے، انہوں نے قیام پاکستان کو حصول مقصد کا درجہ قرار دیا اور اسلامی معاشرتی نظام کو مقصود بالذات قرار دیا۔ "پری ملکیت کا قیام صرف حصول مقصد کا ذریعہ تھا، نہ کہ مقصود بالذات۔ مدعا یہ تھا کہ ہماری اپنی ہی ایک ملکیت ہو جس میں ہم آزاد انسانوں کی حیثیت سے جئیں، اور زندگی بسر کریں۔ جسے ہم اپنی تہذیبی روشنی، اور تمدنی خصوصیات کے مطابق ترقی دے سکیں اور اسلام کے معاشرتی نظام کے اصول پر پوری نفاذی سے برتنے کار

قبر غنیمت سے قریب مجید کے مرنے پر دستِ مصلحہ کو کھٹکتا چاہا ہمسلا رہا
 نہ سر کو بھی پیغام دیا وہ تو دشتے ہیں پروردگار کی راجا کی خوش کے حق پر
 وہ کاسیب بنی حاصل کی کہ دنیا دھماک رو گئی ۹۷۳۰ میں ہم یگ کے احسن

نے بتی دہار، جو چیسار میں ۱۴ فروری ۱۹۴۸ کو توجہ دلائی اور کاروبار حکومت
میں متحرکت کی ہمیت و مع کی۔

عرض قائد اعظم محمد علی جناح، سلام کے شیدائے تھے۔ سلام کے معنی کے
طور پر، لگ بھگ مملکت حاصل کر کے کے سیبے انہوں سے اپنی ساری صلاحیتیں
وقت کردی تھیں اور باقاعدہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کا دن ان کی مدد عینوں کے نشان
میں کامیابی کا دن بن کر سامنے آیا۔ انہوں نے دستور پاکستان کی مسرت بھی
بتادی تھی لیکن نہیں موت نے مہلت نہ دی کہ وہ سلام کے متعین کردہ شرط
پر دستور پاکستان مرتب کر سکیں۔

قائد اعظم اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قائد اعظم محمد علی جناح درجہ تہذیب سے مسلمان تھے اور ایک مسلمان
کے بے حدود و موجدات علیہ سلام و الصلوٰۃ کی محبت سے زیادہ کوئی چیز
پیاری نہیں ہوتی۔ اگر ان کی محبت میں تو ہمارا کا دعویٰ بے عید ہے۔

اور قائد اعظمؒ کو وہ تھے جنہوں نے تعلیمات اسلام کو اپنے پیش نظر
رکھا اور مسلمانوں کے شخص و شخص کے بقا کے سبب، ایک لگ بھگ مملکت کا
صرف حصہ کہہ سکتے ہیں۔ ان کے دوں، ان کے دوں اور ان کے گشتوں سے
منو کر دیا۔ پاکستان کے دشمنوں کے خلاف خاص طور پر، ہمیں اپنے فتووں کی
کلچر، مذہبی فہم بنایا، ہمیں دین سے ہمارے قریب، ہمیں کافر عظیم تک
تک کہا۔ لیکن ان کی اسلام و پیغمبر اسلامؐ و علیہ الصلوٰۃ و السلام سے محبت
کبھی دھکی چھپی نہ رہی اور آخر کار رنگ لائی۔

جب وہ وکالت کا امتحان پاس کرنے کے لیے انگلستان گئے تو
انہوں نے محض اس لیے وہاں کی مشہور تعلیمی درس گاہ "ٹنٹن" میں داخلہ دیا کہ
اس کے دربار سے پر حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا، مہمائی تھی۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں شروع ہی سے اپنے تئیں و مولانا علیہ السلام
و لائق سے عشق تھا۔

۱۰۔ پیر ۹ م کو حضرت قائد اعظم نے علم پورستی علی گڑھ میں تقریر کر کے فرمایا کہ ہمارے ملک کے مستقبل جو زف بل (J. B. L. Bell) کی کتاب کا قلم کار ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہمارے ملک کے مستقبل کے شعور سے محروم تھے۔ وہ صرف قیدیوں اور جلاوطنوں سے آئے تھے۔ دوسرے یہ کہ اس میں خلافت کا جذبہ اور احساس مفقود تھا۔ نڈے فرمایا کہ دیکھا جائے تو یہی بات برصغیر ہندوستان کے مسلمانوں پر بھی صادق آتی ہے۔ پیر محمد اسلام علیہ السلام سے جبر ہندوستان کو گوب کوئے کہ ایک عظیم ورثہ اور قوم میں ڈھال دیا۔ ہماری پشت پر تمدن، ثقافت کی عظیم روایات ہیں اور ہم میں عظیم قوم کی حقیقت ہے۔ ابھرے کا خوب پایا جاتا ہے۔ جہان منشا اللہ ہی قوم کو عظیم بنائیں گے اور جب یہ کام سر انجام دے ہیں، پاکستان ہماری دسترس میں ہو گا۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے۔ ہمارے قوم کی پاکستان حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ان کے پیش نظر پاکستان کی تعمیر و ترقی کے لیے کوشش رہی۔ وہ عمل بخفی وہ قاصد کے اسوہ حسنہ کی رہنمائی کے قصد فی پاکستان حاصل کیا جاسکتے تھے۔

۳۔ جنوری ۱۹۷۹ء کو گجرات ایجوکیشنل کاغز نے کمرے جو نئے امجد س
نے خطاب کرتے ہوئے بانی پاکستان سے حضور علیہ السلام کے حوالے
ایک حدیث (طبیعیہ و روحانیہ) میں حضرت محمدؐ کے حوالے
سے فرمایا: ”پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے سے پیرا اور پرہیز
نہیں کیا ہے کہ وہ علم حاصل کرے کے لیے جتن بھی جائز ہے علم اور روز میں
لگے، تھا جس دن میں ذریعہ رس و رسول کی رسالت حاصل ہوئی۔ یہاں سے

سچے مسلمانوں کو اور اسلام کے سانچہ و ستارے کے پروردگاروں کی حیثیت سے
 مسلمانوں کو تمام مواقع سے استغاثہ کرنا چاہیے۔ جنہوں نے تقسیم کے مقصد
 کے مقابلے میں وقت بہادری اور ایم و سائنس کی قربانی کو ترجیح نہیں دی ہے
 سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمانوں کے لئے زندگی گزارنے
 کے تمام اصول و ضوابط مقرر فرما دیے ہیں۔ حضور کی تعلیم میں محبت
 معاشرہ، بیابان و دریا، تمام پیٹروں سے رہنمائی موجود ہے۔ اور
 یہی ہے جب تک ہم یہ یقین نہ کر لیں کہ قانونِ مصطفویٰ ہی میں ہماری بقا
 ہے اور اسی سے مسلمانوں کا نفع و فائدہ ہے اور اجتماعی نظامِ سرور رکھتا ہے
 ہم صحیح معنوں میں مسلمان کہلا سکیں گے حق و رہیں۔ قائدِ عظمیٰ کو سلام کی
 تعلیمات، درسوں، پاکت کے ارشادات و فرمودات کے پیش نظر اس
 حقیقت کا شعور رکھنا اور وہ اس کا اظہار بھی کرے رہتے رہتے رہا ہے
 سستی میں تقریر کرتے ہوئے ۱۴۔ فروری ۱۹۷۷ء کو آپ نے کہا
 ”میرا یہاں ہے کہ ہماری نجات اس اصولِ حسنہ پر چلے گی جسے جو ہمیں
 قانونِ خدا کرے واسے پیغمبرِ اسلام سے بہا، سے ایسے سادہ ہے۔ ہمیں چاہیے
 کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تحریکات اور اصولوں
 پر رکھیں۔“

پاکستان اسمبلی کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے
۴۔ گیسٹ ۲۰ مکرانوں سے مسلمانوں کو یاد دلایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے فتح مکہ کے واقعہ پر پہلے در اسلام کے دشمنوں کو معاف کر دیا تھا، اسی
لئے قرآن مجید کو دیوہ کا علان مسلمانانِ دین کے لیے ہمیشہ رہا ہے۔
مسلمانوں نے ہمیشہ اسی رواداری و رسی جبر پر ترجمہ سے کام لیا ہے جو

کے آقا حضورؐ نے نہیں سمجھا یا تھا تو میرے کہا

دشمنش وہ کہنے غیر مسلموں کے ساتھ جو خیر سنگی، درود داری کا بتاؤ گی،
وہ کوئی نئی بات نہ تھی اس کی ابتداء سے تیرہ سو سال پہلے ہی ہمارے رسولؐ
نے کر دی تھی۔ انہوں نے وہاں ہی سے نہیں بلکہ کل سے ہی یہود و نصاریٰ
پر فتح حاصل کرنے کے بعد نبوت چھاسوگ کی۔ اس کے ساتھ درود داری
برقی اور ن کے عقائد کا ختم کیا۔ مسلمان جہاں کہیں بھی حکمران رہے، ایسے
ہی رہے۔ ان کی تہذیب و دیکھی جائے تو وہ ایسے ہی۔ نبوت نور و عظیم
اصولوں کی مناسبت سے بھری پوری جو جس کی ہم سب کو تقلید کرنی چاہیے۔
قدم پاکستان کے بعد پہلی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع
پر حضرت قائد اعظم علیہ الرحمہ سے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۷ ہجری کو کراچی ہار ایسوسی ایشن
سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا،

”آج ہم لوگ سہاں یک خیر اجتماع کی صورت میں اس عظیم ترین
شخصیت کو حراج عقیدت اور کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں جس کی تقدیس
بصرف یہ کہ کروڑوں دلوں میں موجزن ہے بلکہ جس کے سامنے دنیا کی تمام بڑی
بڑی شخصیتوں کا سر اجڑا کر رکھا گیا ہے، میں ایک عاجز، ناتوانی خاکسار بہت
ماہرین عظیم مہینوں سے بھی عظیم ہستی کو جھکا کر، و کس طرح نذر عقیدت
کر سکتا ہوں

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عظیم مسیح تھے، عظیم معلم تھے
عظیم واضح قانون تھے، عظیم مدبر تھے، عظیم دیار و ستھے، جنہوں نے بہترین
حکومت کر کے دکھائی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمت سے لوگ ایسے
ہی ہیں کہ ہم جب، سلام کی گفتگو کرنے ہیں تو وہ اس کو بالکل نہیں سمجھتے لیکن

حقیقت یہ ہے کہ سلام صرف چند من سک، درود و ایامت اور روحانی تعمیرات
ہی کا مجموعہ نہیں ہے۔ سلام ایک صراطِ مستقیم ہے جو ہر مسلمان کی زندگی
کو مرتب و منظم کرتا ہے، ورس کے طرز عمل کو درست رکھتا ہے۔
حتیٰ کہ سیاسیات اور معاشیات میں بھی وہی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ سادہ
حیات، عزت و احترام، دیانت، حسن عمل اور عدل و انصاف کے بلند ترین
مقویں پر مبنی ہے۔ وحدتِ ربانی، ورس و سب سانی سلام کے میاں دی
اصولوں میں سے نہایت اہم اصول ہیں۔ سلام میں دمی دمی میں کوئی عرق
نہیں ہے۔ مساوت، احترام، وراحت، سلام کے میاں دی اصولوں میں ہیں۔
حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی، امت کی سادہ تھی، آپ
نے جس کام بھی ہاتھ ڈالا کامیابی سے آپ کے قدم چومے۔ تجارت سے لے کر
حکمرانی و فرزندوں کی تک، ہر شعبہ جیانت میں یہ سادہ طور پر کامیاب رہے۔
حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کی عظیم ترین ہستی تھے۔

قائد اعظم کی بہادر جنگ سے پہلی ملاقات عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے ایک جلسے میں دسمبر ۱۹۳۸ء بمبئی میں ہوئی تھی۔ بہادر جنگ بہت
بڑے حبیب تھے، ورس کی شخصیت ہی تھی کہ وہ عید میلاد النبی کے جلسوں
میں خطاب کیا کرتے تھے۔ قائد اعظم اس سے ملے تو دونوں ایک دوسرے
سے ملے، شہر جو ملے کہ بہادر جنگ نے پاکستان کے حصوں کی شہرانی
میں قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد تھے کا کردار ادا کیا۔ زندگی بھر دونوں میں
اتحاد، خلوص اور مقصد کی لگن کا رشتہ قائم رہا۔

ایک جرمی فی پرچہ نہ کرو مجھے اپنی سلامتی تاریخ کی روشنی میں ہی رہا ہے۔
پس طاقت، یہی رہاں کو برقرار رکھتے ہوئے رہے گی۔ سرگرم دو درقم بھی ہے
صبر و استقامت میں ہیں گھر۔

۱۔ بحران ۱۹۴۲ء کو یونیٹڈ پریس آف امریکہ کو مار دیتے ہوئے
قائد اعظم نے کہا "میں مسلمانوں کی تادمہ تہذیب اور تمدن کے لحاظ سے ایک
قوم ہیں۔ رہاں دوستانہ، فلاحی، غیر مصلحتی، مصلحتی، شعور، عدل و انصاف
اور اخلاق، اور عموماً روح و تاریخ و دیانت و دلچسپی و مقاصد، مریض سے
بہتر ہے۔ اپنی ضروری روئے نگاہ و فلسفہ جیسا ہے۔"

۲۔ نومبر ۱۹۴۵ء کو پٹنہ ورنے کے سفر میں آپ سے "علان کیا" بھار
کوئی دوست نہیں ہے۔ یہیں۔ نگہ برون پر بھرا ہے۔ یہ وہی ہے۔ پر ہم دونوں کے
حلاف جنگ کریں گے، جو وہ آپس میں متحد کیوں نہ ہو جائیں؟

۳۔ مارچ ۱۹۴۷ء کو کمپن چیمبرف کا مریضی میں آپ سے فرمایا، "نگہ برون
ہے ہیں، وہیں یہاں سے جہاں ہی پڑے گا لیکن وہ متحدہ ہندوستان کا گائیڈ
ولای رہے ہیں۔ وہ میں رہے کہ خود ہندوستان سے یہ وہ جانتے ہیں ان کی جان
سی نہیں ہے، وہ جانتے ہیں کہ جب تک وہ متحدہ ہندوستان پر نظر رہیں گے، انہی
برادری اور قتل و خون کا دور دورہ دہیے گا، نگہ برون کی ہی چار رہی ہے۔"

قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف و نظریات کی روشنی میں ضروری ہے
کہ ہم یہ کہہ کر دو مثال اچانک میں کہ ہم میں سے ہر شخص سے طریقہ پاکستان
کی پاداشی میں کیا کیا ہے۔ ہمارے ملک کے مختلف شعبوں میں اپنے شعبہ کو برقرار
رکھنے کی پاداشی میں ہیں پاداشوں کی تعلیم کے نظریہ پاکستان کو ملے
کر سے کے، اسوں کے رہی ہیں۔ ۹۰

نظر سے سے ہر جہت کو دیکھا، اس پر چہرے گریہ کیا گویا دیتے ہیں۔
۳۱۔ نومبر ۱۹۴۶ء کو مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں علامہ اقبال سے کہا
"میں مسلم لیگ کا سب سے بڑا اصول یہ تھا کہ ہندو مسلمانوں کی علیحدہ قومیت کو برقرار
رکھا جائے۔ اس صورت سے سیاسی مسائل کے ساتھ ہندی قوم میں ہندی مقبوضات حاصل
کی" یاد رہے کہ یہ ۱۹۴۶ء ہے جب اعلیٰ قائد اعظم ہندو مسلم اتحاد کے ٹکڑے ہوئے
وہی تھے لیکن مسلمانوں کی علیحدہ قومیت کے احساس کو قوم میں بیدار کرنے کی
پاداش سے کرتے رہے۔ قائد اعظم نے ۱۹۴۹ء میں چودہ نکات میں سے
پارہوں نکات مسلمانوں کی تہذیب، آداب، انصاف، تعلیم، مذہب، عدل اور انصاف
کے تحفظ پر متعلق تھا۔

۴۳۔ دکن ٹول سٹاکس میں ہندو سے دو شکاف نکالیں کہ جب
تک آپ مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت نہیں دیں جس کی بنا پر وہ حکومت
ہند کے ساتھ دستور کے تحت مکمل سلامتی اور خود مختاری محسوس کرے گی۔
اس وقت تک جو دستور بھی آپ ہندوستان کے لیے بنائیں گے، چھوٹے گھٹے
بھی نہ چلے گا۔ یہی بات قائد سے ۵ فروری ۱۹۴۸ء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں
لی مسلم لیگ کے اجلاس میں منعقدہ ۱۰ اپریل ۱۹۴۸ء میں انھوں نے فرمایا کہ انھوں
مسلمانوں کی مدد کے لیے پیشہ معصروں میں ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی ہیں جہاں
تک ہمارا تعلق ہے، ہمیں چاہیے کہ، بی تعلیم کر کے، ادنیٰ کے سے قدم سے
بڑھائیں، اگر ہم کامیاب ہوئے تو انھوں کو چھوڑ کر دیکھ کر کہہ دوں گے۔

۵۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء کے مسلم لیگ کے اجلاس میں انھوں نے کہا "میں صرف
ایک چیز مسلمانوں کو چاہتی ہے، وہ میں کہوں، ہر وقت یہاں کر کے کی قوت
بیدار کر سکتی ہے۔ یہیں ہی روحوں کو دوبارہ سنبھال کر کے، تعلیم و دیانت اور

ہر سکو گئے۔ تم سس تہذیب کو کبھی مٹا دیکو گے، اس اسلامی تہذیب کو جو ہمیں
ورثے میں ملی ہے۔ چاروں ازمیں زندہ ہے ہمیشہ زندہ رہا ہے اور ہمیشہ زندہ
رہے گا۔

مسلم جو نورسٹی علی گڑھ کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے قائد سے ۱۶ مارچ
۱۹۴۷ء کو فریڈ "انہوں نے تھک کر مسلمان مجلس ایک اقلیت ہیں جس پر ہندو اکثریت کو
حکومت کرنا چاہیے، لیکن مسلمان کسی اعتبار سے بھی یورپی ملکوں کی اقلیتوں کی طرح
اقلیت نہیں ہیں، ہم ایک متحدہ اور متحدہ قوم ہیں، اور ہمارا ایک منسوب العین ہے
ہم کوئی بسا، عظام حکومت قبول نہیں کر سکتے جس کی رو سے ایک فخر مند اکثریت
محض حد کی بنا پر چھ مسلمانوں پر حکومت کرے اور ہمیں یہ فخر و عزت رکھے۔"

پاکستان کے بارے میں حضرت قائد اعظم نے اپنے خیالات کا واضح طور
۱۲ مارچ ۱۹۴۷ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس سے خطاب کرتے
ہوئے کیا۔ انہوں نے فرمایا "ہندو اور مسلمان دو مختلف مذہبی فلسفوں سے متعلق
رکھتے ہیں۔ اس کے معاصر ترقی و رواج، الگ الگ ہیں، ان کا ادب، الگ الگ ہے۔ یہ
ایک دوسرے کے ساتھ شادی بیاہ کے ماتے نہیں کرتے۔ ایک دوسرے کے
ساتھ کھانا نہیں کھا سکتے۔ چچو چھو تو یہ دو مختلف تہذیبوں سے متعلق رکھتے ہیں۔ اور
تہذیبیں بھی ایسی کہ سوچ کا، انداز ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے۔ ہر ملک
کے بارے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے خیالات اور نظریات الگ الگ ہیں۔ پھر
یہ بات بھی واضح ہے کہ یہ تاریخ کے دو مختلف جزیروں سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔
ان کی زمینیں، سنہیں، لگ ہیں، ہیرو، الگ ہیں، فاضل، شہر، بیچ کا، ہے، الگ ہیں
انفرادیات جیسے، ایک قوم ہیرو ماتی ہے، کی دوسری قوم دشمن جانتی ہے جسے
ایک قوم حبش ماتی ہے، سے دوسری قوم مٹی ہار کھاتی ہے۔ پس نہ کی، عین

۱۹۴۷ء پر پورے سے عزم و پابندی ہے، جو اس کے دہرہ ست اتحاد کی بنیاد ہیں، اور جو اس کو
ایک ہی سیاسی جماعت کے رہنے میں منسلک کرتے ہیں۔" ۱۰ اپریل ۱۹۴۸ء کو
مسلم لیگ کے اجلاس کلکتہ میں آپ نے فرمایا "مسلم لیگ کانگریس اور دیگر
جماعتوں کے ساتھ مذاکرات کا دعویٰ کرتی ہے۔ جب تک مسلمانوں کے قلم میں
روح ہے، وہ کانگریس کا عظام بننا چاہے گا، نہ کہیں گئے۔"

مسلم لیگ کے اجلاس پٹنہ میں ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو اس وقت حصول مقصد
کے "۱۰" کا اعلان کر دیا۔ "اور کانگریس اس کا جواب دیا، اچھی بات ہے لیکن کسی قوموں
کی فطرت کا پیوند نہیں کر سکتی، ابھی آپ کو قومیت اور قومی اعزازات پیدا کرنی
ہے۔ بڑا کام ہے اور بھی آپ نے اسے شروع ہی کیا ہے۔ جو ترقی ہو چکی ہے
وہ معجزے سے کم نہیں لیکن اس کے باوجود ہمارا کام کا آہا رہے۔"

مسلمانوں ہند کے عظیم رہنما سے، سلام و مسلمانوں کی ضرورت کا اعلان
۲۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو دکن میں سہ ماہی میں اس اعلان کیا "تم دونوں اہدود اور تحریک
اتحاد چہرہ کر بھی ہماری روح کو فخر کرنے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکو گے، تم سس
تہذیب کو کبھی مٹا نہ سکو گے، جو ہمیں ورثے میں ملی ہے۔ چاروں ازمیں زندہ
ہے۔ ہمیشہ زندہ رہا ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔" اسی سال عربیہ گالچ
دہلی میں انہوں نے کہا "وہ سب یہاں ہندوستان پر حکومت کرنا چاہتی ہے
اور گالچ بھی اس مسلم ہندوستان پر حکومت کے جو سب دیکھتے ہیں، ہم کہتے ہیں
کہ ہندوؤں کو حکومت کرے دیں گے، جو ہندو ہو کر، اس کو شش کر دیکھیں"
۱۹۴۷ء میں ۱۶ مارچ ۱۹۴۰ء کو دو قومی نظریے کے جو سے
۱۰ جون ۱۹۴۷ء کو مسلمانوں کو روکا "جہاں تک مجھے اسلام کا
علم ہے، وہ ایسی جمہوریت کی علامت ہے، جو غیر مسلم اکثریت کو مسلمانوں

۳۴ مئی ۱۹۴۷ء کو ہوں نے فرمایا: "ہمارے نصاب میں اور بخاری حدیث و تفسیر کی ضرورت
ورقہ کو قلم سے بچھا رہا ہوں۔ اور یہ بھی دو سروں کی تہ کی ہیں رکاوٹ ڈال رہا ہوں
منصور پتہ بگدھڑ پسی صفا طلب آپ کہہ پا جاتے ہیں۔ محمد سس ملک میں یا غرت
اور یہ ادا ہانوں کی طرح رہا ہے۔ پانچا جتے ہیں ورنہ وہ بدوستا ہیں۔ یہ د
مسلم کی تشریف لے گئے ہیں۔"

۱۹۴۱ء میں آپ نے اسلامی شریعت و احکام کی روشنی میں جو کچھ ضروری
دکھن میں ضروری سمجھا حکومت میں اصلاحات اور وی کی کمی کا مروجہ خدا کی دولت
ہے جس کی تعمیل کا عمل ذریعہ قریب مجاہد کے حکام و اہل و عیال میں اسلام میں اسلام
کسی مارتہ کہ اصلاح ہے یہ پادریوں کی رہنمائی و تفسیر و تفسیر کے - قریب کچھ
کے حکام کی سیاست و معاشرت میں بہادری و دی و دی و دی کی حدود و قیاس
کے تھے

یومیر ۱۹۴۴ء کو قائد نے لاہور میں مسلم حواتین سے خطاب کرتے ہوئے کہا ”ہم یہی حکومت کے لیے علامہ اہلسدیق سے ہیں جس میں عدل و انصاف کی تاریخ دہرائیں گے۔“

۱۹۴۵ء میں فوج کے نامہ نمبر کے پیغام میں انہوں نے فرمایا: "اس حقیقت سے اس وقت کے انتظامات کے تحت ہے کہ قریب مسدود کا ضابطہ اس وقت ہے جو نہ ہنس، معاشرت تجارت عدالت اور فوج میں اس کے تمام قوانین کو اپناتے ہوئے ہوئے ہے۔ مذہبی رسوم اور روزمرہ زندگی کے معاملات میں

[illegible]

وہ سولہ چار ہست مسلمان بھائی تڑاؤ تو گا، رنج بنائے گا، ہم حجت ہو گا۔ ایک
مسلمان برلن شہر میں ڈاکٹر تھے، جاتا تھا پاکستان کیا ہے، مشترکہ دھرم نہیں چاہتا۔
وہ سے قوم سننے میں پاکستان کا غائب کیا تھا، اس کا خاکہ یہ تھا کہ جس صورت میں مسلمانوں
کی اکثریت ہے وہ غلط ہے، بنگال، آسام، پنجاب، سندھ، سورہ سرحد اور بلوچستان
چیں، ننگر پارک چلے جائے، کے بعد اس کی حکومت مسلمانوں کے درمیان ہندوستان
کی حکومت ہندوؤں کے سپرد کی جائے، یہی طرح تین ریاستوں کی، ہادی مسلمانوں
کی اکثریت پر مشتمل ہے، وہ پاکستان میں ضم ہو جائیں جس میں ہندو آبادی کی کثرت
ہے، وہ بھارت میں مدغم ہو جائیں۔

دسمبر ۱۹۴۷ء میں انڈیا مسلم لیگ کے املاک اور اجلاس میں علامہ قاضی نے
مسلمانوں کی خطبے میں کہا کہ مسلمان قوم کو اگر عزت کی زندگی بسر کرنا ہے اور اپنے سیاسی
اور معاشی نظام کو عمل میں لانا ہے تو اس کی بہتر صورت یہی ہو گی کہ ان کے اکثریتی
صوبے ایک الگ ملک بن جائیں۔ یہ درست ہے کہ یہ مسلمانوں کے الگ ملک
کے حصول کے لیے پہلی دفعہ آواز تھی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کی بنیاد
بھی قائد اعظم کے چودہ نکات تھے جو انہوں نے مارچ ۱۹۲۹ء کو آل انڈیا مسلم لیگ
کے سالانہ اجلاس دہلی میں پیش کیے، اور سب مسلمان رہنماؤں سے اس مسئلہ پر
میں اتفاق کیا تھا۔

۱۲۲، ۱۹۳۴ء کو مرکزی قانون اسمبلی میں ہندوؤں اور ننگریوں سے
خطاب کر کے جو سے قائد اعظم (علیہ الرحمہ) سے فریاد، "مقامی عدو سب سے
زیادہ" اور کہ سب قوم ترقی یافتہ ہو، مقامی جماعتی حالت مضبوط ہو، اور قوم سچی
کہ وہ سرور کی گنتی ہی اکثریتی فیصلہ ہے، لیکن میں تمہیں بتائے دیتا ہوں، تم
دونوں کو، کہ تم تینوں دونوں مل کر بھی ہماری روح کو قتل کرنے میں کبھی کامیاب نہ

قائد اعظم اور تعمیر ملت

برصغیر پر ننگریوں کے متحد حکومت میں ہندو سے مسلمان سب ہی رہا
میدان میں آئے، وراثتوں سے بدلا، بدھ مسلمانوں کی رہنمائی کا فریاد کیا۔
مسکین عازم مسلمان کاغذ، عقیقہ و قید اعظم کو حاصل ہوا، وہ کسی دور رہا کے
جستے میں رہا، مسلمان رہنماؤں نے جدائی نہ نہ میں سماؤں کے
"رہنمائی" کی مسئلہ خلافت کمیٹی کے رہنما۔ اس کی جذباتی تقریروں
سے مسلمان عوام نے اپنی جانیں اور اپنے مال، سب کچھ ان کے سکے پر قربان
کر دیا لیکن جلد ہی ان کے سحر سے نکل آئے۔ کیونکہ عذراتی تقریروں اور ہنگامی
تقریروں کا نفع کسی مضبوط فکر ہی بنیاد پر نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس قائد اعظم نے
تعمیر ملت کی جو راہ اختیار کی، اس کی بنیاد جدو جہد، بہت سے بجائے غصوں اور شبہات
سویچ تھی۔ انہوں نے ہمیشہ سیدھے سادے نعروں میں عوام سے خطاب کیا،
کسی خطبات کے جوہر سے لوگوں کو مرعوب کرنے کی نہیں بھائی بلکہ مسلمانوں
کو فوری معاملات پر غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے اس کے مسائل کا حل تجویز کیا
ہیستے، جس میں جب بڑے بڑے جدوری علاقہ و رسولی قانام سے کہ
عازم مسلمان کو "ہندو مسلم اتحاد" کے دامن ہم رنگ زمین میں چھپنے کے کوشتوں
میں مصروف تھے اور کسی "فرڈ" کو اس کے مسائل کا حل بھی فراموش رہتے تھے

در قرآن و سنت کی تعلیمات کی ترویج بھی منہر رہے تھے، قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمہ نے مسلمانوں کے تشخص و شخصیت کا نعرہ بلند کیا، اسی کے لیے ایک مکتبہ کی جمیعت سے کام کیا اور کامیاب سیاست کی طرح اپنے مقصد تک پہنچنے کو حقیقتاً روپ دینے کے لیے جدوجہد کی۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۲۵ء کے بعد صوبوں میں کانگریسی ذمہ داری قائم ہوئی اور انہوں نے مسلمانوں پر مبنی کاموں کے لیے قوم کے مسلمانوں کو مسلم لیگ کے رکن بننے سے منع کیا۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۹ء کو کانگریسی وفد رکنوں کے منعقد ہونے پر نہ اعظم کی پیل پر مسلمانوں نے بوم بخت منایا، ۲۳ مارچ ۱۹۳۰ء کو ایک متحدہ مکتبہ کے قیام کے مطالبے نے مسلمانوں کی مشترکہ و نسو حیثیت عیند رکنوں قائد اعظم کے مسلمانوں میں پیچیدہ قومیست کا دروس مت شہور پیدا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد حضرت قائد اعظم کے پاکستان کے مسلمانوں کو غیرت کی مسلسل تلقین کی تا کہ پاکستان کے قیام کا مقصد پورا ہو سکے۔

۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈھاکہ یونیورسٹی کے صنف تقسیم ہند سے خطاب کرتے ہوئے، قائد قوم نے فرمایا، "راوی حاصل کرے کے لیے بڑے محنت سے کہیں زیادہ دوشو و پھیری کام ہے۔" راوی کے لیے جدوجہد کر، درجیل جا، کسی حکومت کو چھانے کے مقابلے میں کہیں "سان ہے" انہوں نے مزید فرمایا، "اب ہمیں جو چیز پیدا کرنی چاہیے وہ تعمیری جذبہ ہے۔"

۱۰ مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈھاکہ میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قائد نے تحریک قیام پاکستان کے حوالے سے فرمایا، "سب سے پہلے ہمیں اس فرق کو سمجھنا ہوگا کہ قوم کی کج نہیں درپیش ہیں، ان کی بائیس ہزار طریق عمل و عمل سے مختلف رنگا جن سے ہمیں اس وقت اپار تھے جب ہم راوی اور

کی نیت کا سوال ہو یا بدس کی صداقت کا۔ اجتماعی واجبات کا مندر ہوا نعرہ راوی جھوٹ کا ان تمام معاملات کے لیے اس ضابطے میں قوانین موجود ہیں۔"

ہندوستان کے آخری و سرکاری رکنٹیشن میں گورنمنٹ ہاؤس دہلی میں جس طلبہ کی توجہ سے سرکار نے تیار کر رکھا تھی پارلیمنٹ سے تقسیم ہند کا فیصلہ کر لیا ہے۔ لیکن مسلمانوں کے کہنے اور کس کے حوالے کر کے جائیں۔ اس پر گاندھی جی سے کہا کہ بات یہ بھی سادی ہے، قدر کا ٹکڑے کے سپرد کر کے چلے جائیں قائد اعظم سے فرمایا جس صوبوں میں مسلمان رہتے ہیں، ان کا قدر مسلمانوں کو ملنا چاہیے۔ رقیہ محسن کی مجلس اقدس راجستھان کی رکنٹیشن کے لیے راوی حلقے کا گاندھی جی سے طرغ کیا کہ کانگریس میں سب اقوام شامل ہیں۔ ہم مسلم لیگ و جناح کو سڈر اور قائد تسلیم نہیں کرتے۔ قائد اعظم نے راوی سے ہند کو محض ایک کہتے ہوئے چیلنج کیا کہ آپ ہندوستان میں عام انتخابات کا علاقہ کر دیں ہیں۔ چلنے والوں کو مسلم لیگ کا ٹکٹ دے دوں گا ورنہ گاندھی جی کانگریس کے ٹکٹ پر میدان میں نہیں آئیں، اگر مسلم لیگ حیت لگی تو اس مسلم اکثریت کے صوبوں کا قائد رہا سے چینوں کا مسلم لیگ رہا لگی تو ایک بار درجیل کی طرح یہ سب کے میدان سے ہٹ جائیں گا ورنہ کل پتہ پتی سے، یہی شکست تسلیم کر لوں گا۔ ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات تھے جس میں مسلم لیگ بھاری اکثریت سے حیت لگی اور رکنوں کو تسلیم کیا، پڑ کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے ورنہ قائد اعظم واحد نمائندہ پڑیں۔

۱۱ جولائی ۱۹۴۷ء کو جیدر آباد وکن کے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم نے ان انتخابات کے متعلق فرمایا، "اس وقت میدان میں سب ہیں ہندو مسلمانوں کی جنگ ہو رہی ہے لوگ پوچھتے ہیں کون غلبہ ہوگا؟ علم غلبہ ہوگا تو بے یکن ہیں ایک مسلمان کی حیثیت سے علی الاعلان کہنا ہوں کہ اگر ہم قرآن مجید کو اپنا آخری و قطعی

دہریہ کہ مشیوہ مبرور رضا پر کاربند ہوں تو ہم تقدیر میں کم ہونے کے باوجود فتح یاب ہوں گے۔

قدیم پاکستان کے بعد قائد اعظم نے پاکستان کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔
پاکستان کے قیام کے لیے ہم نے گزشتہ دس برس جدوجہد کی ہے، آج بدھ صبح
ایک مسٹر حققت پس چکا ہے۔ مگر کسی قومی رہنما کو معجز وجود میں لانا مقصد بالذات
ہے جس کو کسی معصود کے حصول کے واسطے کا درجہ رکھنا ہے۔ ہم، حزب ہیں
یہ خاک ہم ایک، یہ ملکیت کی تحیق کریں، ہم راز و منافوں کی طرح رہ سکیں جو
ہماری تہذیب، قدر کی روشنی میں چھلے چھوٹے ورجان معاشرتی انصاف کے
سلامی دستور کو پوری طرح پیشینہ کا موقع ہے۔

۱۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو سرکاری افسر سے خطاب

کہتے ہوئے انہوں نے فرمایا: "ہم مسلمان ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی تعلیمات پر چلتے ہیں۔ ہم سب سلامی اخوت کے رستے میں بندھے
ہوئے ہیں جس کا تقاضا ہے کہ حقوقِ عمرت اور مرستے میں سب برابر ہیں
نیچے ہیں، ہمارے اندر توحید کا ایک خاص درگزر حساس پایا جاتا ہے۔ ہماری
نئی تاریخ ہے، ریتیں ہیں اور ریتیں ہیں اور حساس و شعور ہے، ہمارے
پسے سمجھنے کے لیے طریقے ہیں ہمارے، پانچ لاکھ ریتیں یہ سب مل کر ہمارے
اندرونیات کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ ہم سب ایک حد، ایک کتابت قرآن پاک
اور ایک رسول پر چلتے رہتے ہیں۔ لہذا ہم سب کو مل کر ایک قوم بنی ہو چکا ہے۔
حزب ایک ہم متحد ہیں، سرمد و رطل قوتور ہیں، اگر متحد نہیں تو کمزور اور خور
ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر مسلمان حقیقی لادکاب یکو کشش کرے کہ اس
میں کامل اتحاد و اتفاق پیدا ہو۔

۵ جون ۱۹۴۸ء کو کوئٹہ کے سہیلوں سے خطاب کرتے اُنہوں نے
فرمایا: "ہر شخص کو اپنے وطن سے محبت اور اس کی خوشحالی کے لیے کوشش
کرنی چاہیے۔"

قائد اعظم رحمت اللہ علیہ نے تعمیرِ ملت کے لیے کوشش کی قلت کو ایک
پیشہ فارم پر لکھا کیا، اس کی ترجمانی کی، ہمیں اپنا ہم کو رہا تو پاکستان کا
قیام ممکن ہوا، قیامِ پاکستان کے بعد چند تھوڑے عرصہ وہ اندر رہے، انہوں نے
اپنے ہر ایک کوشش کی ترقی اور ملک کی تعمیر کے لیے صرف کیا، لوگوں کو تقصیر کی کہ
وہ بھی، سی راہ کے باہی ہیں کیونکہ سی پران کی ملی لگا کا محضر ہے۔

قائم العظم اور نظم و ضبط

قائم العظم کو جاننے والے مسلم در غیر مسلم مہرین و رسل کی مددگی سے متعلق عورتوں بہت دقت رکھنے والے لوگ ہیں یہ جانتے ہیں کہ قائم العظم و ضبط کچھ ایسا ہے جس سے عورتوں کی بھی فیضیت کا تعلق ہے اور عورتوں سے مسلمان بہت زیادہ فائدہ پہنچا رہا ہے کہ وہ اپنی زندگیوں کو درست کے کاموں میں مصروف نہ ہوں کہ عظم و ضبط کا تعلق دار بینیں، اتحاد و رفیق حکم کے ساتھ عظم و ضبط کا اس کا دعویٰ محض رہانی نہیں تھا۔ انہوں نے یہی قوم کے عادت و آفتاب لوگوں کی طرح صرف اس کی تلقین نہیں کی تھی بلکہ حضرت خود اس کی فطرت کا جزو تھے۔ ۱۹۴۶ء میں چیدہ، باد و کن شریعت سے گئے۔ ہجوم جو شریعت سے ہے قابو ہو گیا تھا۔ بدھوتی جہاد کے دروازے تک آئے مگر بدھوتی دیکھ کر ڈاکیس امداد دے گئے اور فرمایا "میں ایک مہذب قوم کا سرورہ ہا چاہتا ہوں، حسب ایک یہ بدھوتی ختم ہوں، جہاد سے" اور "ا"

قائم العظم اور ضبط کا تعلق ہے کہ قوموں کی حیات عظم و ضبط ہی کے ساتھ برقرار رہی ہے۔ ہندوؤں نے اپنے کانگریس اور پھر مسلم لیگ کی تنظیم میں ساری فکری محنت کی۔ قیام پاکستان کے بعد ہندوؤں کو ہر قدم پر اس خصوصیت کو سامنے رکھتے ہوئے کہا اور خود اپنے آپ کو ایک قوم کے طور پر سامنے

خود مختاری کے لیے جدوجہد کر رہے تھے پاکستان میں کرسے کی جدوجہد کے دوروں میں ہم حکومت پر کڑی نکتہ چینی کرتے تھے جو ایک غیر ملکی حکومت تھی اسے بدل کر ہم ہی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے مگر وہ دیکھئے، اب ایک مصلحتی تبدیلی ہو چکی ہے۔ اب یہ چوری اپنی حکومت ہے اب ہم سے ایک "راد" خود مختار و حاکم مملکت بنا رہے اب ہم کسی غیر ملکی قوت کے انہوں مجبور دریا چار نہیں ہیں، ہم سے وہ زنجیریں توڑ ڈالی ہیں، وہ میزبان بن چکے ہیں۔

اسی تقریر میں آپ نے فرمایا: "آپ یہیں کیجئے، آپ کبھی ایک قوت و قوم نہیں بن سکتے، وہ وہ چیزیں مل سکتی ہیں جو میں چاہتا ہوں کہ آپ حاصل کریں، آپ ایک ملک آپ اس زہرہ سوبانی تخلص کو نہیں نکال سکتے ہیں اس وقت تک آپ زحمت کو محسوس نہ کر سکتے ہیں، درہم ایک حقیقی قوم کے ساتھ میں مل سکتے ہیں اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو اس کے لیے صوبائی تخلص کو چھوڑ دیجئے" دیکھ کر یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسد ۲۰۰۸ء پرچ ۱۹۴۸ء سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: "آپ پر ایک دردناک و دردناک حال ہوئی ہے

اس وقت میں پیسے سے بھی زیادہ ضرورت ہے کہ ایک متحد و عظم قوم کی طرح بن جائے کہ کام کریں" اسی تقریر میں آپ نے فرمایا کہ اس وقت اس خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "قوم کی تعمیر اس کے اتحاد کو قائم رکھنے کے لیے جو تین کو بھی رہائش دینا ہے کیونکہ نوجوانوں کے گردار کی تعمیر جو قوم کی اصل بنیاد ہیں ان کی مدد دینی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ پاکستان حاصل کرنے کی جدوجہد میں مسلمان جو تین ثابت قدمی کے ساتھ اپنے مردوں کے ساتھ رہے ہیں پاکستان کی تعمیر میں بھی جو اس سے بھی ہم اور بڑا کام ہے اور فی الحال ہمیں درپیش ہے جو تین کی طرح کو سام ہوں کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ پاکستانی جو تین پیچھے

ہیں یا نہیں سے با فرض اور کرنے میں کوتاہی کی ہے؟

۱۰۲۸ء جون ۸ کو ریڈیو پاکستان ڈھاکہ سے قائد نے اپنی نشری تقریر میں فرمایا "پاکستان مسلم قوم کے اتحاد کی ایک محکم صورت ہے اور اس کو کسی حیثیت میں قائم نہ کیا جائے۔ ہمیں اپنے مسلمانوں کی حیثیت سے اس اتحاد کو قائم رکھنا لازم ہے" "سب سے مزید فرمایا" ابھی بہت سے کام ہیں جو ہمیں انجام دینے ہیں اور ملت سے حلقہ ہٹائیں جس کا معاہدہ کرنا ہے۔ انہیں ہم ہر توفیقاً کریں گے۔ لیکن ہمارے اتحاد پر کوئی پرچہ نہ اُٹنے پائے اور ملک متحدہ قوم کی حیثیت سے تحریک اٹھنے کے۔ دے میں کوئی خلل نہ آئے تو ہم یہ کام بہت جلد کر سکیں گے۔"

۲ اپریل ۱۹۴۸ء کو اسلام آباد کا بج ریل ورک کے جلسہ سے خطاب کر کے ہوئے ہائی پاکستان کے فرمایا "آپ کو اچھی طرح سمجھ لیں یہ سب سے سوسے سے محنت کرنے اور پے ملک سے محنت کرنے کے معنی ہیں اور اس کے خلاف جسے غاصبوں نے کیا وہ ہمیں مبرا بہت سے تحریکوں سے جانتے ہیں۔ پاکستان کے اتحاد ہوتے ہیں اور اس میں وہ سب کے تصور میں وسعت پیدا کریں۔ یہ سمجھو کہ ہم ایک ہی ملک کی تعمیر کر رہے ہیں۔ پوری دنیا اسلام کی فطرت ہے اس میں پورے پورے اتحاد ہے۔ ہمارے نظریہ وسیع ہونا چاہیے۔ سب سے وسیع کہ وہ عوامی حد سے ہی محدود قوم پرستی اور ملی احساس سے بالاتر ہو۔ ہمیں کس دوستی کو فروغ دینا چاہیے جو ہمیں ایک متحدہ اور طاقتور قوم کے سامنے پیش کر سکے۔"

گورنمنٹ ہاؤس پٹانہ میں ۲ اپریل ۱۹۴۸ء کو قبائلی جرگے سے خطاب

بیشک کہ ۱۰ ستمبر ۱۹۴۷ء میں سب انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ کی صدارت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا "اپنی تنظیم کرو، ایک جیتی اور ٹکس اتحاد پیدا کرو۔ آپ سب کو تربیت دینا، اور منضبط رہنا اور اپنی نذر احتیاجی جذبہ اور رفاقت کا احساس پیدا کرو۔ ملک اور ملت کے بعد میں کے ہیں۔ وہ دوسری بات کام کرو۔" "ہم نے قوم زندگی کے ہر شعبہ میں نظم و ضبط کی اہمیت کو ہمیشہ مسلمانوں پر واضح کر رہے۔" ۱۰ ستمبر ۱۹۴۷ء میں انہوں نے قوم کے نام جو یہاں بعد از عظمیٰ جاری کیا، اس میں فرمایا "ہم میں سے ہر ایک اپنے آپ کو منضبط کر کے ملک و قوم کی خدمت کر سکتا ہے اور نظم و ضبط ہی اس منترک چلتے کی جان ہے۔ اگر ہماری علاقہ سب آواز ہے، کیا ہم منترک کے بائیں طرف رہتے ہیں اور سترے میں گوز کرکٹ پھینکے۔ سے ختم کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنے کام میں ویسا ہی تیار ہیں؟ کیا ہم دوسرے ناموں کی ترقی ہی مدد کرتے ہیں؟ ترقی ممکن ہے؟ کیا ہم روادار ہیں؟ ممکن ہے؟ یا ہمیں چھوٹی چھوٹی معلوم ہوں لیکن اس میں ضبط کی روح مضمر ہے۔"

روزہ جہاں حساب منس کا دینا ہے۔ بعد سے بعد سے کے غریب اور رواداروں کی تکلیف کا احساس دلاتا ہے اور دیگر بہت سی خوبیاں اپنے درمیان سے ہوتے ہیں۔ وہاں نظم و ضبط کی تربیت بھی دیتا ہے۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۴۷ء میں پھر علیہ کے پیغام میں قائد اعظم محمد علی جناح نے روزے کے اس پہلو کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرانی۔ فرمایا "رعائن روزوں اور عبادت اور خدا سے وابستہ کا نتیجہ ہے۔ اس میں تفریق عید مارل ہو۔ یہ دراصل ایک روحانی ضبط ہے جس کی مسلمانوں کو یقین کی گئی ہے۔ لیکن کس قسم کی بنیاد دوسری سے اخلاقی ضبط اور معاشرتی و دینی قیود بھی کچھ کم حاصل نہیں ہوتے۔"

تقریب پاکستان میں ۱۳ ستمبر ۱۹۴۷ء میں خطاب سے شہید فرما

دہ مسٹر پیوڈیشی لیگز کے سٹوڈنٹس یونین سے خطاب کرتے ہوئے ۲ نومبر ۱۹۴۷ء کو قائد سے فرمایا "میں انشاء و تنظیم و جدوجہد کے لیے کاربند ہوں۔ مگر آپ پسند و سستا میں اسلام کا ترکہ کیا چاہتے ہیں تو فی الواقع اس کا دل میں اند کہ ہے اور سڈ ٹیپ کو مقبول نہ رہے گا کوشش کریں یہ ہماری طاقت کا سرچشمہ اور حصار اسلام کا مضبوط ترین مورچہ ہے سرور اسلام اب پسند و خواہش سے بے نیاز ہو چکے ہیں وہ قومی اتحاد اور داخلی اتحاد کی ہمیت کو سمجھ چکے ہیں۔ اگر ہم اپنے عہد پر قائم رہیں تو وہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں ملامت دے سکے گی۔"

بقیہ پاکستان کے بعد ۱۱ دسمبر ۱۹۴۷ء کو حکومت پاکستان کے اعلیٰ افسروں کو خطاب کرتے ہوئے قائد سے آرڈیننس کے شری کی حیثیت سے ہمیں اپنے اندر اور عوام کے تقاضوں کی اور کہا یہ رہا ہے دلی ترقی، اپنے آپ کو آگے بڑھانے اور نئی جگہوں کے لیے نئے دودھ کرنے کا ہیں۔ یہ وقت ہے تعمیر کی کام کا سب سے بڑی خدمت کا درجہ ہوتا ہے انکی مرضی کا۔"

قائد نے پاکستان کے نظام کے سربراہ کی حیثیت سے انتظامیہ کے محقق شعبوں کو تنظیم و ضبط کے ساتھ خدمت ملک و قوم کی ہدایت جاری کیں۔ "کتوبر ۱۹۴۷ء کو تری، بھری اور فضائی افواج کے افسروں سے خطاب کرتے ہوئے کوئی میں فرمایا "دشمنوں کی عداوت اور اس کے ہتھیاروں کا جبریں جو بڑے ہیں کہ ہمیں کس ک قہر و ترقی کا عزم صمیم کریں۔۔۔ اس شاندار نصب العین کا تقاضا ہے کام اور معرفت کام۔"

اس کے ساتھ ہی ساتھ انہوں نے عوام کو بھی کہا کہ وہ انتظامیہ پر تنقید و تفتیش ہی کے سبز چلائیں۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۴۷ء کو ڈھاکہ کے جلسہ عام جس میں تین لاکھ سے زائد لوگ شریک تھے میں فرمایا "کسی ٹرسٹ انتظام حکومت میں ظاہر ہے کہ عدلیہ"

تو ہوں گی ہی۔ زمینیں یہ کہنا ہوں کہ میں اصلاح و ترقی کی گنجائش نہیں ہے۔ میں اس لمحہ چینی کو رکھتا ہوں جو غلوں نیت سے اپنے جھان و من کی جانب سے ہو۔ یہی نکتہ چینی ہمیں قابل قدر ہوتی ہے لیکن جب میں ملک کے حصوں گونوں سے غیب جونی اور شکایت کے ساتھ نہیں ہوتا تو قدرتی طور پر مجھے اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔"

عید اضطر کی خوشیوں کے موقع پر ہمیشہ قائد سے بی قوم کو علم و سادگی تعین فرمائی۔ ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو بھی اپنے پیغام میں "ہوں سے کہ تنظیم اور اتحاد ہمارے لیے اسے اہم ہے۔" جتنے اب ہیں، ہم صرف متحدہ کوشش و اپنی قسمت پر بھروسہ کر کے ہی اس پاکستان کو حقیقت میں کر سکتے ہیں جس کا ہم نے خواب دیکھا تھا۔"

اگر آپ ایک زندہ قوم کی حیثیت سے زندگی کر رہے کی خواہش ہے تو قائد عظمیٰ کی رہنمائی پر عمل کرنا ضروری ہے جس میں ہوگا۔

کی تئیں کرتا ہے ۵ دسمبر ۱۹۴۲ء کو مسلم لیڈر جس کا فرانسس جاندھر کے پیشانیہ پر قائد عظمیٰ سے فریاد و محبت تک آپ کا ایک خط ملا، پھر کوشش کو محض تیاری تک محدود رکھیں اور علی پست میں حصہ لیں۔ میں سب بھی کہہ رہے کہ آپ علی پست میں حصہ لیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ غلط فہمی کا نتیجہ رہے ہیں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے ہمدردوں اور وفات پیدا کر لیں جن کے وسیع آپ کا سب ملٹی کی زندگی ختم کرنے کے حائل یہ سمت کی جہد میں کامیاب ہوں۔ آپ اس وقت اپنے سب کو ضروری سازوسامان بھی عہد و آگاہی و درمیان میں سے رکن کریں۔ آپ کی اولین و اہم ترین ضرورت ہے مطالعہ مطالعہ۔

ہو چیتان مسلم لیگ کو ٹکٹ کے، جلاس (۳-جولائی ۱۹۴۳) سے خطاب کرتے ہوئے قائد نے کہا: "یہ حال جو امر سب سے ضروری ہے وہ تعلیم ہے، علم۔" اس سے بھی زیادہ طاقتور ہوتا ہے رہا ہے، اور علم حاصل کیجئے۔ تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر ان پاکستانیوں سے مختلف موقعوں پر لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کرنی تھی کہ پاکستان کے ذریعہ بعد و بین الاقوامی سطح پر ملک کی ترقی و ترقی کے موقع پر ۲۷ ستمبر ۱۹۴۴ء کو کرچی میں آپ نے کہا: "آپ تعلیم پر پور دھیان دیں اور آپ آپ کو ملنے کے لیے یہ دیکھیں، - آپ کا پہلا فریڈ ہے۔ - تعلیم ہماری قوم کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ دنیا اتنی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے کہ اگر آپ نے اپنے آپ کو تعلیم یا محنت سے محروم نہ ہو تو صرف آپ پیچھے رہ جائیں گے بلکہ خدو، سستہ بالکل ختم ہو جائیں گے۔ تعلیم کی شرافت کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ اس مقصد کی خاطر حتیٰ جی معیشتیں چھل جائیں، کم ہیں۔"

۳ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو لاہور میں طلبہ کے خطاب کرتے ہوئے قائد نے فریاد آپ مستقل کے معاہدہ قوم ہیں۔ - اس لیے نہ سب تعلیم اور نہ سب تربیت حاصل کیجئے۔ آپ کو پور پور احساس ہونا چاہیے کہ آپ کی ذمہ داریاں کتنی زیادہ اور کتنی شدید ہیں۔ ورنہ سے عہدہ برآ ہوئے کے لیے آپ کو ہر وقت مستعد رہنا چاہیے۔"

کل پاکستان تعلیمی کانفرنس کہ چچی ۲۰ دسمبر ۱۹۴۲ء کے موقع پر مسلمان پاکستان کے رہائے، عظمیٰ نے یوں رہنمائی کی "پاکستان کی ترقی کا انحصار زیادہ تر تعلیم پر ہے یعنی ہم کیونکر پختہ چوں کو پاکستان کے سچے خادم بنائے ہیں تعلیم کا مطلب محض کتنی تعلیم نہیں اور چارے اس تو کتنی تعلیم ہی خیر ہے بہت کم زور، ورنہ نقص ہے۔ - ہمیں اس امر کی فوری و شدید ضرورت ہے کہ ہمارے لوجوانوں کو سائنس و ٹیکنالوجی کے شعبوں میں تعلیم دی جائے کیونکہ اسی سے ہماری مستقبل کی معاشی زندگی کا معیار بلند ہونے کی امید ہے۔"

۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈاکٹر یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے علیہ سے خطاب کرتے ہوئے فریاد آپ پر ایک زبردست دھم دے دی جانے لگی ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنی توجہ صرف اپنی تعلیم کی طرف رکھیں اور اپنے اندر تعلیم، علی گڑھ ریسرچ کمیٹی اور محسوس علی پست پیدا کریں۔ - آپ کی بھلائی، آپ کے و مدین کی بھلائی اور ساری مملکت کی بھلائی میں ہے کہ آپ کی توجہ صرف محسوس علم کے لیے وقف رہے۔ صرف اس طریقے سے آپ اپنی مملکت کے لیے طاقت، و فخر کا سرچشمہ بن سکتے ہیں اور ان مسائل کے حل کر سکتے ہیں جو اس مملکت کو معاشی اور معاشرتی میدان میں درپیش ہیں۔"

[illegible]

۱۳ اپریل ۱۹۴۸ کو سلامیہ کالج پشاور میں تقریر کرتے ہوئے ہائے قوم نے فرمایا: "آپ کو پابندی ہے کہ حدود کو پوری و جمعی کے ساتھ منہ سے کہے سے وقف کر دیں گی و نہ کہ آپ کی پی دوست کی طرف سے، آپ و ہمیں کی طرف سے و آپ کی ملکیت کی طرف سے آپ کی سب سے پہلی و دوسری سب سے"

ملاحظہ فرمایا آپ نے رقیہ محترمہ سے تحریریں کی رہ کو کبھی چھاپیں سمجھا۔ وہ
جانتے تھے کہ مملکت محمدیہ کی حکام کے تابع مبنی تو بھی مسلمانوں کو تعلیم کی شہ
غیر دیت تھی۔ نہ اذیت و جبر میں لگتی تو یہ ضرورت اس لیے اور تدرید ہو گئی کہ
قیام پاکستان ہی نصیب معین نہ تھا، اس کا کام پاکستان پیش نظر تھا۔ جدو جہد، دی
کہ تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب ۱۹۷۰ میں گاندھی جی کے پرہیز
مسلمانوں نے و علما، ان کو پریشیں "کو سلامیا کر" ترک موالات" کے طور پر اختیار
کر چکے تھے درمسم کالج، علیگر، سلامیہ کالج، لاہور اور سلامیہ کالج، پشاور، مسلمانوں
کے بین و حد ناچوں، کے نظریہ سے تعلیم چھوڑنے کے لیے ہنگامے تک کر رہے
تھے۔ "قائد اعظم" سے "ہاں کو پریشیں" کی مخالفت کی وہ کسی سطح پر بھی اس
جرم میں شریک نہیں ہوئے۔

قائد اعظم کا دستور

خاقانی کی یہ پاکستان کا قتل سے فریاد تھا
 قصاب مردِ مومس با تو گوید
 چو مرگ آید، تسم بر لبِ مست

اسی عہد کے دوسرے عبقری بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے بھی کسی عظیم عصبہ العین کے لیے موت کو گلے لگانے کی اہمیت واضح کی۔ ان کے ہمیشہ ناطقہ عظیم مقصد تھا کہ مسلمانانِ ہند کے لیے ایک ملک ملکیت سے ماوراءِ رد کی سرکوبی میں آکر وہوں پاکستان کے حصول کی راہ میں نگر نیر کا قہار اور ہندو کی مکاری کاٹنے والی لیکن قائد اعظم علیہ الرحمہ سے اس مدار میں قوم کی رہنمائی کی، اس طریقے سے، نگر نیر اور ہندو عیسائی بڑی طاقتوں سے اپنی ویرمہ جنگ لڑی کہ بالآخر پاکستان کا نقشہ صفحہ گیتی پر نمودار ہو سکے۔

بابائے قوم نے حصول مقصد کی جتنی جدوجہد میں مسلمانانِ ہند کو اپنی جانوں کی بازی تک لگا دینے کے لیے تیار کیا اور موت کے متعلق اپنے نظریے کی بول چال کی کہ اسلام اور سلامیوں کے اجتماعی معاشرے کی خاطر اگر اس سے ملاقات ضروری ہو تو خوش دلی سے کی جائے۔ ان کے نزدیک ایسی موت دراصل جہادِ جاوہری کی اہستہ ہوتی ہے۔

فرشتہ موت کا چھوٹا ہے گو بدن تیر

ترسہ وجود کے مگر سے دور رہتا ہے

۲۳ مارچ ۱۹۴۲ء کو پورے ہندوستان میں قرارداد پاکستان کی سہ لکڑ کے طور پر یوم پاکستان "منبر لکھا۔ دہلی میں مسلمانوں کا عظیم نشان صوبہ اسٹیت گزٹا جو دو دن پہلے "قائد اعظم" کے بیست و نواں سال پر اپنے تاثرات کے تحت فرمایا "میرے ہندوستانی وقت یا برطانوی قید دست لگ لگ دو سو مل کر ہمارے حالات مزید کاریوں اور سارے شوق پر تڑپیں تو ہم اس کی بدولت کریں گے تاکہ ہم سب کے سب مر جائیں۔"

بیرپارٹی کے مشترک سے ربط میر کی ورت عظمیٰ حاصل ہوتے ہی مسلمان ہند کے خلاف اپنے جملے کا ٹھہرا کر کہ "اقلیت کو اسریت کی راہ میں روٹ نہیں بننے دیا جائے گا۔ اس پر قائد اعظم سے دہلی میں صوبائی مجلس میں سارے ورکر کی اسمبلی کے مسلمان رکن کا ایک کنونشن بلاوا۔ ۲۷ اپریل ۱۹۴۲ء کو اس کنونشن میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے کہا "یہ کنونشن قطعی و غیر مبہم الفاظ میں اپنے سارے حسب اہمیت کا اعلان کرے گا۔ مجھے سن امر میں کوئی شہ نہیں کہ اس مسئلے میں جہادی رائے ایک اور صرف ایک ہے۔ ورنہ یہ کہ ہم پاکستان چاہتے ہیں اور اس کے حصول کی جنگ میں ہمارے قدم نہیں ڈنگلائیں گے اور ہم پیش قدمی کر رہے ہیں وہ پیش نہیں کریں گے۔ اور اگر ضرورت پڑی تو ہم پاکستان کے لیے اپنی جانیں دے دیں گے ہم پاکستان حاصل کر کے رہیں گے یا فنا ہو جائیں گے" قائد اعظم نے اس مسلم کنونشن کے ختام پر تمام رکن سے ایک صف سے پر دستخط کیے، انہوں نے خود بھی صف نامے پر دستخط کیے اور پھر ایک دوسرا گیزر تقریر میں قومی کردار کے حوالے سے فرمایا "کردار کے سوتے ہیں ہر کردار کا مطلب

ہے کہ عزت، اخلاقیات، اور دینی اور دنیوی زندگی اور دنیا بند دینی۔ ان تمام خصوصیات کا بدرجہ اتم موجود ہونا اسلامی کردار ہے۔ قوم کے اجتماعی معاہدے سے فرد کا اپنے آپ کو قربان کر دینے کے لیے ہر وقت "دور دنیا چھ کر دے" ۲۹ اگست ۱۹۴۷ء کے پیغامِ عید "قائد اعظم فرمایا "ہم پاکستان حاصل کر کے دیں گے کیونکہ ہماری مشکلات کا واحد حل پاکستان ہے۔ ورنہ اس کے بغیر ہم سرست و نابود ہو جائیں گے" یہی قائد اعظم نے موت کا فلسفہ بیان کر دیا کہ کسی اصل مقصد کی خاطر جان دینا موت نہیں۔ موت تو ہے کہ ہم قوم کے اجتماعی مفاد کے حصول میں کام لیں۔ قومی حیثیت میں ہمارا وجود بچانا یا بے حیثیت رہنا موت ہے

اس سے لے کر ۳۰ اگست ۱۹۴۷ء کو، قصداً غیبی میں پھر ہوں سے کہا "ہم تمام رکاوٹوں کا مقابلہ کریں گے، مصائب جھیلیں گے۔ ہمارے ملک کو آگ کے شعلوں کو بھی پانہ کر جائیں گے۔ ہمارے راستے میں کوئی چیز مرا ہم نہیں ہو سکتی اور کوئی چیز ہمیں اپنے نصب العین سے منحرف کر سکتی ہے۔" محصور پاکستان میں جن لوگوں سے قربانیاں دیں، ۳۰ اگست ۱۹۴۷ء کو احمد اوداع کے موقع پر، قائد اعظم سے اپنی شہری تقریر میں ان کا بطور خاص ذکر کیا پاکستان کو عالم وجود میں آئے بھی چند دن ہوئے تھے، وہی پاکستان نے فرمایا "اس ہم موقع پر میرے تمام خیالات ان ہمارے مجاہدین کی طرف سے ہوئے ہیں جنہوں نے صدمہ پیشانی و استقامت سے ہمارے مقصد کے حصول کے لیے اور پاکستان کے قیام کے لیے اپنا سب کچھ اور اپنی پیلی ری زنگی ملک کو قربان کر دیا"

قائد اعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ نے قوم کو سہ کار و سب مقصد قرار دیا

سے احترام کی ۶ بیت کی اور مقصد کی خاطر اس قرآن کریم کا دورہ مختلف ۳ جولائی ۱۹۴۳ء کو پوچھنا مسلم لیگ کا قیام سالہ عشرہ کے لئے ہو فاضل محمد علی صدر تھے۔ قائد کو ملنے پر پیش کی گئی تو انہوں نے فرمایا: "یہ تو جو آپ نے مجھے حمایت کی ہے اور صرف جفا طلب کے لئے اسے کی لکھ لی تھا جو سب سے مدد کی مر ہے وہ تعلیم ہے علم کو رستے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ چاہئے وہ علم حاصل کیجئے" میں جانتا ہوں کہ گزشتہ آجائے تو ہم یہی جان اور سب کچھ قرآن کریم سے لیکن پہلے اس کی تباہی تو کر دو۔ ہم ہیکارہ اور بے مقصد قرآنی میں چاہتے۔"

۲ نومبر ۱۹۴۵ء کو قائد اعظم نے پشاور میں سرحد کے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "مسلمانوں سے یہ امید میں رکھی جا رہی ہے کہ وہ غلامی کے لیے پناہوں ہائیں گے۔ حب تک میں زندہ ہوں، ہندوؤں کی غلامی کے لیے مسلمانوں کا ایک قطرہ خون بھی ضائع نہ ہونے دوں گا۔"

ہندوؤں کے ہاتھوں ہمارے سر میں مسلمانوں کے خوں سے لالہ رہو گی تو عید کے موقع پر ۶ نومبر ۱۹۴۶ء کو مسلم لیو سی ایٹن دہلی کی تقریب میں قائد اعظم نے کہا: "میں جہاں کہیں جاتا ہوں، یہی مصرعے سنتا ہوں کہ قائد اعظم اسٹیم پ کے حکم کے منتظر ہیں میں کہتا ہوں: "قائد اعظم ہرگز ہرگز حکم دے کر کبھی تیار نہیں۔ حب تک اس کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ مسلمانوں کا جو خون بہے گا، وہ رائیگاں نہ جائے گا۔ اگر میں یہ یقین کیے بغیر مسلمانوں کو حکم دے دوں تو میں جنرل نہیں ہوں گا، مجرم ہوں گا۔"

رستا وحد ویدی ہے کہ غصے کو پی جانے دے، اور لوگوں کو معاف کر دے
قائے عین ہیں، اور اللہ ان سے صحبت کرتا ہے۔ ۱۹۴۶ء میں جبکہ مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا، بھولی بھئی ہر جگہ قتل کی آگ بھڑکی اور ہندوؤں سے مسلمانوں کو

گھر موی کی طرح کاٹ کاٹ کر پھینک دیا۔ قائد اعظم قادیان واقعات پر خون کے آنسو رو رہے تھے لیکن انہوں نے مدے میں ہندوؤں کو کوئی تکلیف پہنچانے سے قوم کو روک دیا۔ انہوں نے ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء کو پیل حادی کی جس میں اکثریتی مسلمانوں کے مسلمانوں کو پیرامیں رہنے کی ہدایت کی۔ انہوں نے کہا: "مسلمانوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں، اس سے ہمارا کچھ بچاؤ ہو رہا ہے مگر ہم مسلم اکثریت والے مسلمانوں میں بے گناہوں کو، کہہ پاؤں تھنڈ نہ کریں گے۔ ہم کو سب سے طاقتور بنا دینا چاہئے کہ ہم بہادر ہیں اور اپنے دشمنوں کو معاف کر دینے والے ایماندار۔ اور پیچھے مسلمان میں۔"

مشرقی پنجاب میں غیر مسلموں سے ہتھے مسلمانوں، ہوشیوں، بخورتوں اور پنجاب پر حملہ دم ڈھائے، ان سے کول وقت ہمیں لیکن قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ۳ دسمبر ۱۹۴۷ء کو ریڈیو پاکستان لاہور سے اپنی تقریر میں ان فسادات کا ذکر کیا، اہمیت کے من طوفان پر اسے دلی مدد سے قوم کو آگاہ کیا مگر قوم کو ۲۰ سینگ کی کر ۲۸ اگست کو قلیتوں کی حفاظت کا جو مقدمہ عد کیا گیا ہے اسے چورا کہ سے میں کوئی کسر نہ ٹھا رکھی جسنے۔"

بعد میں کراچی میں سکھوں کے تنقار گیر نفروں کی وجہ سے کشت و خون کا بازار گرم ہوا اور اس کی لپیٹ میں سکھوں کے علاوہ ہندو بھی گئے تو قائد اعظم نے ۹ جنوری ۱۹۴۸ء کو کوفہ اندوہ علاقے کا دورہ کیا اور اعلان کیا کہ "حکومت پاکستان خطا کاروں کے خلاف اتھائی صاحب کارروئی کرے گی۔ بچے ہندوؤں سے پوری ہمدردی ہے۔"

موت کے حوالے سے قائد اعظم عیبہ رحمہ کے افکار نہایت بحث ہیں تو یہ واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ قائد اعظم نے مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کے خلاف کام کرنے

وایوں، وزیر مسلمانوں کے عصبیہیں کو نقصان پہنچاے واپس کو موت کی جبر سے
 میں عمل سے کام نہیں لیا۔ ۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء کو تھریوڈن تقریر کرتے ہوئے نے
 فرمایا "میں ایک بار پھر پیل کروں گا کہ جس لوگوں کو حقانیت میں حصہ لینے کے لیے
 مسلح ملک پر وہ کی طرف سے کٹ نہیں ہے۔ اگر میں نے اس کروڑ مسلمانوں
 سے ہڈی کی ہودہ جو بھی دیر عظیم ہڈی ہڈی کے ساتھ دیر دیر لکھیں گے"
 قائد اعظم نے ۲۰ دسمبر ۱۹۴۵ء کو سولہ ہجرت ہمسایہ میں ہڈی میں ہڈی کہنے
 ہوئے قیادت مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں۔ ہوں
 نے ہڈی کی ہڈی ہڈی ہڈی کو سب سے مسلمانوں کی خود کشی کی پالیسی تقریر دیا
 اور اس سے باز رہنے کی تلقین کی۔ مگر علامہ کے اس طبقے نے پتے آپ کو
 ہندو کی جھوٹی میں ڈالے رکھا اور ان کا وزن مسلمانوں کے پٹے میں سر پڑ
 چاہیہ دیا۔ وہ دیکھو یہاں کہ قائد اعظم کی پیشگوئی درست ثابت ہوئی ورنہ
 قیادت علی کا ہندوؤں کا تابع حاصل ہوا ہوتا کہ ہڈی ہڈی گیا۔
 "قائد اعظم کو انہی مرتدہ نے یہاں عصبیہیں حاصل کر کے کہ ملک و دو
 میں اپنی جگہ کو چھپا کر رکھا اور اس کی قوت اور دی نے موت کو دھر کے رکھ
 ۱۹۴۶ء میں وہ وہی مسئلہ پیش کر رہے تھے، مگر کے دور میں ان کی طبیعت نہ بد
 حراست ہو گئی فیملی ڈکٹر کوڈل کیل نے ان کے سر سے دیکھا تو معلوم ہو کر کے ہڈی ہڈی
 شب دق کے ملک انہی کی رو میں ہیں۔ انہی عظیم سے ڈکٹر کیل کو سختی سے ہڈی ہڈی
 سردی کی سخت کے بارے میں کسی کو پتا چلے
 پاکستان بننے کے بعد قائد اعظم پر باری کا پناہ عطا ہوا جس میں قیام کے دوران
 ہو یہ وہ دن تھے جب کشمیر میں بھارتی حاکمیت نے برسرے نکانا شروع
 کیے تھے اس دوسرے قائد اعظم قریب پانچ ستر لاکھ میں بجا رہے۔ اس کے بعد

وہ وقفے وقفے سے بیمار ہوتے رہے لیکن کاروبار ملک میں مصروف رہے۔ آخر
 ۲۵ مئی ۱۹۴۸ء کو آپ دعا بخیز کے مشورے پر زیارت چلے گئے۔

قائد اعظم نے کبھی موت کو اہمیت نہیں دی۔ انہوں نے مسلمان ہند کے لیے
 ایک ملک برپا کرنا چاہا۔ مگر اس کے انتظام کے لیے نادر روز محنت کی
 ضرورت تھی قائد کو اس کا شدید حساس تھا۔ چنانچہ شیپٹ بلک کف پاکستان کے
 افتتاح کا بندہ ہڈی یا تو آپ علامت وقت ہمت کو خاطر میں لائے بغیر کراچی شہر
 لائے یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو افتتاح فرمایا۔ ۵ جولائی ملک وہاں ملک کے
 کاموں میں مصروف رہے۔

۲۶ جولائی کو امریکا میں پاکستان کے پیارے احمد علی قائد سے سٹے
 زیارت گئے تو انہوں نے صحت کا جواب دہنے کے مشورے پر فرمایا "میری
 حالت یہ ہے کہ میں گئے۔ درحالت میں گئے لیکن پاکستان صبح طور پر معسوس سے قائم ہو
 ہو چکا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے باقی رہے گا۔"

گست ۱۹۴۸ء کی ایک خوشگوار شام کو قائد اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 کی طبیعت بہتر معلوم ہوئی۔ اور قائد اعظم کے معالجین پاس بیٹھے تھے
 انہوں نے فرمایا "یہ طبیعت پر دی ہے۔ یہ محمد مصطفیٰ کا دعائیہ صفت ہے
 کہ جس قوم کو بڑا بڑا سامراج و ہندو مسودہ دار سے قرطاس ہمد سے عرف
 عدا کی طرح مٹانے کی سازش کر رکھی تھی، آج وہ قوم کو دے ہے اس کا پنا
 ملک ہے۔ پنا جھٹ ہے۔ اپنی حکومت اور پنا سکھ ہے۔ کیا کسی قوم پر
 اس سے بڑا کہ خدا کا کوئی نعام ہو سکتا ہے۔ خدا کے اس نعام عظیم کی حفاظت
 مسلمانوں کا فرض ہے۔"

۲۸ اگست ۱۹۴۸ء کو قوم کے نام قائد اعظم کا غری پیغام نشر ہوا، اس

میں بھی انہوں نے سن رہا۔ قدرت نے آپ کو سب کچھ عطا ہے۔ آپ کے
وسائل لا محدود ہیں۔ آپ کے ملک کی بیاد رکھی جا چکی ہے۔ اب آپ کا کام
ہے کہ اس بیاد و مہد سے جلد و درمتر سے مہر عمارت تعمیر کریں۔

موت سے کسی کو مبرا نہیں۔ حد و دفتر اس کے سوا ہر چیز کو ہونا ہے۔
قائد اعظم بھی ستمبر ۱۹۴۸ء کو رب کے بجائے خالق حقیقی سے جا ملے۔
قدر و ناموس و جعوب، لیکن وہ قوم کو یہ سبق دے گئے کہ مسلمان کو اسلام و
مسلمانوں کے اجتماعی وحدہ کے لیے جان کی باری نکال دینے کے لیے کسی نیا و رہا
چاہیے۔ ورنہ کی دی ہوئی اس نعمت کو آخری دم تک محدودی حد کی ستری و ملام
و اسلاموں کے منہ دے لیے، استغاثہ کرنا چاہیے۔

قائد اعظم کا مزاج

قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمہ پاکستان کے گورنر جنرل کے عہد سے
کامیاب ٹھکانے کی تقریب میں شرکت کے لیے سٹوڈنٹس کے لئے ڈی
سی سے ہارس کا مکان ظاہر کیا۔ قائد سے مسکراتے ہوئے کہا: "کرچی سے
بادلوں کو جاتا ہوں۔ سائیں ملی نہیں ہوتا۔"

قائد اعظم کشمیر میں معیم تھے۔ ایک دس دوڑاں تھا کسی سے کہا کہ وہاں
کشمیر نہایت عمدہ تھا، پکا سکتے ہیں۔ اس پر قائد سے ہنسے ہوئے کہا: "اٹا لوہیں
بھی پکا سکتے ہیں سکس، اگر ہمارا کشمیر پکا کریں تو میں نہیں چپے ساتھ مٹی سے
جاسنے کو تیار ہوں۔" سچ قل ملے ملک چھپے ہارچی کی ضرورت ہے۔
بانی پاکستان، نگاہ میں ایک مریں کانفرنس کے دوران میں کانگریس کی
پابندیوں پر سفید کر رہے تھے کہ ایک اجاڑی عائد سے سے کہا: "آپ بھی تو
کانگریس میں رہ چکے ہیں۔" قائد نے فوراً جواب دیا: "ہاں۔ جب میں بچہ تھا تو
پرائمری سکول میں بھی پڑھا کرتا تھا۔"

ایک دن قائد اعظم حضرت خاندانِ قادریہ علیہ السلام کے بیٹے پیر پٹریہ پٹریہ پٹریہ
سید کے ہمراہ موٹر میں میسرور سے کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں غلوڑی دیر کو
رستے۔ اور منت چائے تیار کرنے لگیں۔ قائد اعظم قریب ہی موجود ہوئے سٹیشن کے
پسٹ فام پریٹس لگے لوگوں نے یہیں پچاں یہاں ویشٹن پراکٹیکل میٹرو

ہو گئی مطلوب محسوس نہ لے، انہیں اس طرف متوجہ کیا تو انہوں نے فرمایا "ہاں چائے گا"۔
"ہاں ہے۔" اسی حکم پر چائے لایا گیا۔

۱۲۴۰ھ میں ۱۸۲۴ء کے لاہور کے تاریخی جلسہ کی مجلس، انتخابی مصلحتوں میں قائد اعظم تقریر کر رہے تھے کہ باہر سے شور مچا، ایک شخص نے بتایا کہ سیرنگان مولوی فضل حق، اپنے ہمراہ وہاں آئے تو قائد نے کہا یہ صاحب سیرنگان تھے تو بیٹھے کوٹھ جانچا چاہیے یہ کیا کہنا ہے؟ پٹیل گئے اور صاحب سیرنگان بیٹھے گئے تو قائد اعظم پھر تقریر کے لیے کھڑے ہوئے اور کہا "اب سیرنگان میری طرف سے آئے ہیں"۔

اس سینیٹ میں پھر ہر کل آیا ہے۔
۱۹۳۷ء میں لارڈ ڈارلنگ سینیٹ احمدان کی میٹھی کے ساتھ ان کی تصویر لی جاسے لگی تو انہوں نے میٹھی ڈارلنگ سینیٹ سے زبردستی کہا "آپ کو کانٹوں کے درمیان پھنسا دیا گیا" لیکن جب تصویر لی گئی تو آپ کو درمیان میں کھڑ کر دیا گیا اور بیٹھنے پر مجبور کیا گیا۔

قائد اعظم گاندھی جی کو بتا رہے تھے کہ گاندھی نہیں جناح سمجھتے تھے، بعد میں قائد اعظم کہہ کر بھی مخاطب کرتے رہے۔ ایک دفعہ انہوں نے "قائد اعظم سے پوچھا کہ آپ کو کس نام سے مخاطب کیا جائے۔" آپ نے فرمایا "کلاب کو خورہ کوئی نام دیا جائے کس کی خوشنویس فرق ہیں آتا؟"

قائد اعظم شریکوں کے ایک گروپ میں شریعت سے گئے جہاں پردہ خاص تمام خواتین شریکوں کے سامنے پردہ نہیں کیا۔ بعد میں اور بہت سنے کہا کہ شریکوں نے آپ کو برسرِ سج کر پردہ میں کیا۔ ہوں سے کہا میں اپنا ٹریڈ مارک سب سے نہیں کرنا، جان یا قرب علی خاں نے ہاں لڑکیوں نے آپ کو بیاسی شہتہ سے بچھ کر آپ سے پردہ نہیں کیا اس پر قائد مسکرا کر فرمایا "اب

کچھ بات نئی ہے۔"

وکیل محمد علی جناح ایک مقدمے کے دوران میں بحث کر رہے تھے کہ جسے کہا "مسٹر جناح میں آپ کی باتیں ایک کار سے سنا ہوں، دوسرے سے سنا ہوں دیتا ہوں" جناح سے رجعت کیا، "خدا آپ کے دونوں کانوں کے درمیان جگہ خالی ہے۔"

ایک مقدمے کی بحث کے دوران میں جناح سے کہا کہ آپ درمیان میں نہیں ہوں، ہم آپ کی گفتگو نہیں سن سکتے۔ ہوں سے جواب دیا "میں ابتر نہیں وکیل ہوں، بیچ سے پھٹ گیا"۔ میں آپ سے ایک دفعہ ہر بعد و دستے بات کرنے کو کہتا ہوں "جناح ہوں"۔ اگر آپ پہلے سامنے پڑ گئے ہوں کا نصیر ایک طرف کر دیں تو باقی میری بات سن سکیں گے۔"

اکتوبر ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس لاہور کے موقع پر مجلس میں کی بینک میں مولانا طحطاوی علی خاں کی تقریر بہت طویل ہو رہی تھی، قائد اعظم نے بتایا کہ تقریر دو گھنٹہ تک ختم کرے کو کہا تو وہ بہت سچا ہو کر ہوں سے کہا کہ میں تو اب بہت کچھ سمجھا رہا ہوں آپ اس سے پوچھیں کہ وہ میری تقریر سننا چاہتے ہیں یا نہیں۔ اس پر بعض حوشیے بوجھوں نے کہا کہ ہم مولانا کی تقریر سن چاہتے ہیں۔ قائد اعظم سے پہلے مخصوص نام میں کنوینشن ہوتے تھے کہ "سن چھا" آپ اگر اس عداوت کو طول دیا چاہتے ہیں تو بھگے کہ غرض ہو سکتا ہے اس پر مولانا بہت پرہیز ہو کر وہاں بڑی مسئلہ سے ٹھٹھا کر دیا گیا۔

ایک بار مسلم لیگ سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس علی گڑھ کے بعد علی گڑھ کے لیے کھڑے ہوئے تو جمیڈ نظامی گروپ جو ان میں شامل نہیں ہوئے۔ قائد اعظم نے اس سے کہا "بڑا کچھ بھی میڈر نہیں بن سکتا لیڈر تو فوٹو کے وقت دھکے مار کر

میں آجاتا ہے۔

جب کسی ہندوؤں کی کوئی تحریک یا کام ہو جاتی تو وہ من بڑھ کر چڑھ جاتے
 وہ پکھنڈ شروع کر دیتے تو قائد اعظم فرماتے: "پکھنڈنگ بادی شروع ہوئی ہے۔"
 قائد اعظم سے بھی ایک تقریر میں آیا کہ ایک جموں سے آئے تھیں پر
 بات سے لوگ پرکشاں دہلے کے عرصہ تک بہت سے میں نے ایک
 جہوٹے سے بیٹے کو اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ جو تم غریب لگتے ہو اس کا مطلب
 سمجھتے ہو؟ اس سے جواب ملا: "جہاں مسکادوں کی بادی زیادہ ہے وہاں مسکادوں
 کی حکومت ہونی چاہیے" قائد اعظم سے یہ واقعہ سنا کر کہ "ساتھ تھوڑا سا
 مسکادوں تو کس کا مطلب سمجھتا ہے، لیکن پھر مسٹر گاندھی کی سمجھ میں نہیں آتا؟"
 ایک سر پر مجلس قانون ساز میں ایک ممبر نے یہ تقریر کے دوران میں
 امریکہ کے صدر ایبراہم لنکن کا حوالہ دیا تو قائد اعظم نے فوراً کہا: "پکھنڈوں کی بادی کا
 حوالہ دے رہے ہو حالانکہ اس سے بڑھ کر بھی ایک نہیں۔"

قائد اعظم و برادر دو

اس نڈیا مسلم لیگ کونسل نے ۱۲ پر ۱۹۳۶ء کو ایک قرارداد کے ذریعے
 محمد علی جناح کو مجاز کیا تھا کہ وہ انڈیا لیگ کے تحت ہونے والے صوبائی انتخابات
 میں دستور شائع کریں۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۶ء کو پارلیمنٹری بورڈ کی مجلس دستور ساز کا
 مرتب کردہ دستور مجلس عاملہ کے منظور کیا اور اسی دن سے شائع کر دیا۔ اس کی
 شق نمبر ۱۱ یہ تھی:

"رد و نہان اور مسلم لیگ کی حفاظت"

نشور کی شاعرت کے بعد مسلم لیگ کی تجدید کی گئی اور اس کا پہلا اجلاس
 ۱۹۳۶ء میں قائد اعظم کی صدارت میں لکھنؤ میں ہوا۔ اس سے اردو ڈاکٹر مولوی عبد الحق
 لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۶ء میں قائد اعظم نے شیعہ سے انہیں خط لکھا جس میں زبان کے
 مسئلے پر کوئی قطعی رائے قرار کرنے میں مسلم لیگ کونسل کی مدد کے لیے ۵ تا ۱۰ اکتوبر
 کو لکھنؤ میں اس ڈیٹا مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔ اجلاس میں
 اردو کا رد و پیش منظور کیا جا۔ کاکرت برائے سے تو قرارداد منظور ہو سکتی
 تھی مگر اسے رد و سے بالاتفاق پاس کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے قرارداد کی یہ شکل
 منظور ہو سکی۔

"اردو کو تمام ہندوستان کے تمام زبان قرار دینے والے کے لیے کوشش"

کی جائے۔

اس قرارداد کی شریک راجہ، میر محمد ناس و راجہ صاحب محمود ہوا، اسے کی دور، شہد
کریم رضا خان، ریاضی غلام حس و ریسیم حس خاں نے کی
مسلم لیگ کے محمود بالا پچیسویں سالہ عباسی میں شہر گنت کے سینہ
نے میں ستمبر ۱۹۴۷ء میں لاہور میں "کوچی گسٹ" ۱۹۴۷ء میں دگوٹ
دی تو اسوں سے لکھا کہ وہ باقاعدہ سیاسی آدمی نہیں ہیں بلکہ انہیں زیادہ تو
ایک قومی رہنماں اردو سے دلچسپی ہے۔ قائد نے نہیں فرمایا کہ اس وقت ہندوستان
کا کوئی مسئلہ انہیں سیاسی ذہن چکا ہوا و خصوصاً رہاں کا مسئلہ۔ اس
پسے تم لوگ جو زبان کے مسئلے سے دلچسپی رکھتے ہو لکھنؤ آؤ۔ اس کے سینہ
سیاسی مشاورت ہم کر سکتے ہیں، اس کے پیسے تیار ہیں؟

قائد اعظم کا اردو کے ہی خو ہوں کو سطور خاص لکھنؤ، جلاس میں شریک
کی دعوت دینا اس امر کی وضوح دیں ہے کہ قائد اردو کے مسئلے کو سیاسی سطح
پر اٹھانے کا ارادہ رکھتے تھے

قائد اعظم مسلمانوں کے لیے الگ مملکت کے حصول کے ادعا میں جو
دلائل دیتے تھے، ان میں زبان کا ہندوؤں سے الگ ہونا بھی تھا۔ یکم جولائی
۱۹۴۷ء کو امیڈوسی یٹھ پریس "فت امریکہ کو جو بیان دیا، اس میں بھی انہوں نے
پچھلے زبان کا حوالہ دیا۔ آپ نے فرمایا "ہم مسلمان، اپنی تابندہ تہذیب اور تمدن
کے لحاظ سے ایک قوم ہیں۔ زبان و ادب، فنون لطیفہ، فن تعمیر نام و نسب،
مشہور اقدار و تن سب، قانون و اخلاق، رسم و رواج، تاریخ و روایات اور جماعت
مقاصد ہر لحاظ سے ہم، انفرادی زندگی نگاہ و فلسفہ حیات ہے۔"

دسمبر ۱۹۴۷ء میں قائد نے ایک کتاب "PAKISTAN AND ME" لکھی

"In a" - پر اپنے پیش نظر میں بھی قرینہ سی ترتیب سے اپنے قصدا
کو گویا، ورنہ انہیں دو قومی نظریے کی بنیاد قرار دیا۔ ۱۹۴۹ء میں قائد اعظم کے منظور
وجود نکات میں سے بارہویوں نے بھی مسلمانوں کی تہذیب، مقدس زبان، تعلیم و
پر مسل لا و اوقات کے تحفظ پر مشتمل تھا۔ ۱۰ نومبر ۱۹۴۷ء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
میں بھی انہوں نے اپنی روایات، اپنی ثقافت اور اپنی رہاں کی معاملات کے لیے
لگب لگت کا مطالبہ دیا

قائد اعظم محمد علی جناح تو، لہذا مقدمہ خود نگرینی ہوتے تھے، انہیں اردو میں
تقی تقی اس کے باوجود انہوں نے مختلف مقامات میں اردو میں اظہار خیال کر کے
کی کوشش کو پسے سے فقر و مہارت کا باعث بنا۔ ۹۲ میں صوبان مسلم لیگ کے
نیر بہت مہم دہلی میں ایک جلسہ عام ہوا۔ یہ جلسہ عام اردو کے مسئلے کے گرد ہوا، قائد
و راجہ محمد علی کے درمیان فیضان "اردو پارک" میں ہوا۔ قائد سے پہلے
عبدالحسین ام اور دوسرے اہل زبان سے فصیح و بلیغ اردو میں تقریریں
لیکن قائد نے سٹیج پر آتے ہی کہا "برادر ملت، سلام علیکم۔ آپ سے وہی کا
اردو سنا اب آپ ہمسے کا اردو سنیے؟ انہوں نے اپنی تقریر میں قومی زندگی کی
جیات و مہارت کی وجہ کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں سے کہا "تم جدی رہنا چاہتے
ہو یا مروتی؟ ہر فیصلہ کرو" جب وہ پہلی بار سلامید کاغذ لاہور کے جلسہ میں
تقریر کے لیے آئے تو اردو کو فائدہ اظہار بنایا لیکن وہ پنجاب کے گورنر کے پاس
ہیں کہنا چاہتے ہیں کہ وہ پانچ ہو گیا ہے "پانچ" کا لفظ ان کے ذہن میں نہیں آیا
تو انہوں نے نگرینی ہی میں فقر و مکمل کیا۔ ایک تقریر میں انہوں نے آج جہاں
ہو گا "کو" آج چکی ہوگی" کہا تھا۔

ڈاکٹر مولوی عبدالحق (ہاٹے اردو) کہتے ہیں، تقسیم سے کئی برس پہلے انہوں

عربک کا بیج دہلی میں قائم عظیم طاقت سے جنگ تک پہنچا کر انہوں نے اردو کا
 سب سے پہلی تقریر میں سنگد مشرقی پاکستان اس جنگ دہلی میں کی تھی۔ لوگ تو غصے سے زیادہ جمع
 ہو گئے۔ قائد سے اپنے ہمرہی سرسبز تھی سے پوچھا کہ جس مجمع میں انگریزی سمجھنے والے کتنے ہوں
 گئے، انہوں نے کہا یہ وہ ہے۔ زیادہ پانچ سو ہوں گے۔ پھر پوچھا کہ اردو کتنے دے کتنے ہوں گے انہوں
 نے کہا ڈیڑھ دو ہزار اس کے بعد دہلی میں آئے کہ آپ انگریزی میں تقریر فرماتے ہیں اس کا سنگ
 میں ترجمہ کروں گا۔ قائد عظیم نے فرمایا کہ وہ اردو ہی میں تقریر کریں گے ورنہ انہوں
 نے اردو میں اپنی پہلی تقریر کر دی۔ بد وقت شام کے بعد قائد عظیم نے اپنے اردو
 سے پہلی تقریر فرمائی۔ "میری اردو دہلی کے دے کی مدد ہے۔" مطلب یہ ہو کہ قلم عظیم
 اپنی "تنگے دے کی زبان" اردو پر شرماتے نہیں تھے، اس میں انہیں یہ خیال کرتے
 ہوئے کہ چہ نہیں دیکھ بھی ہوتی تھی، پھر بھی اس کی قومی اہمیت کے
 پیش نظر اس میں تقریر فرمائی۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قائد کی بعیرت
 سے محسوس کہ یہ تھا کہ اردو کے خلاف جنگاں ہی سے ہو رہی تھیں۔ یہ سب سے پہلی
 اپنی زندگی کی پہلی اردو تقریر جنگاں میں کی۔

فروری ۱۹۴۶ء میں مجلس ترقی اردو کی سالانہ کانفرنس ممبئی میں ہوئی جس
 میں قائد عظیم کا ہمت اور جہاد پر بھروسہ کر سنا گیا کہ کانفرنس کے بعد باپ نے اردو قائد
 سے ملے تو انہوں نے بخاری میں بیٹا بھونے کے باوجود اس سے کافی دیر تک کانفرنس
 اور اردو کی ترقی کے بارے میں باتیں کیں۔ ۱۹۴۶ء میں دار السلام حیدر آباد
 دکن میں قائد عظیم نے ایک لاکھ کے مجمع میں ہندو صاف اور اچھی اردو میں تقریر
 کی۔ آدھ گھنٹے سے زیادہ دیر تک اردو میں تقریر کرنے کے بعد انہوں نے انگریزی
 میں تقریر فرمائی۔

قائد عظیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دینے کا اعلان

سب سے پہلے ۱۹۴۶ء میں کیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس منعقدہ دہلی میں سر فرور
 صاحب نے اپنی تقریر انگریزی میں شروع کی تو ہر طرف سے شور مچا۔ اردو
 اردو انہوں نے مجبور ہو کر اردو میں چند جملے کہے اور پھر انگریزی پر تڑپے پھر
 ہنگامہ ہو، تو فریادیں اٹھیں اور نے جل کر کہا "مشرعہ جہاد بھی تو انگریزی میں تقریر کرتے
 ہیں" یہ سس کر قائد عظیم اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا "سر فرور صاحب
 نور سے میرے پیچھے پناہ ہے، لہذا میں اعلان کرتا ہوں کہ پاکستان کی زبان
 اردو ہوگی"

پھر قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں دہلی کے اردو کے خلاف شور مچا
 برپا ہوئی تو قائد عظیم عید الرحمن سے اپنی علامت کے باوجود مشرقی پاکستان کا دورہ
 کیا۔ ۱۹۴۸ء میں کوپٹی تقریر کے دوران واضح اور دو ٹوک انداز میں فرمایا "میں واضح
 طور پر کہہ دیتا ہوں کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہی ہوگی، کوئی دوسری زبان
 نہیں۔" "بہرہ کھن جو اس بارے میں غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، یقیناً
 پاکستان کا دشمن ہے۔" ایک سرکاری زبان کے بغیر کوئی قوم قوم پرست ہو سکتی ہے۔
 یہ کام خوش اسلوبی سے انجام دے سکتی ہے۔ جہاں تک سرکاری زبان کا تعلق
 ہے پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہوگی۔

"قائد عظیم نے فرمایا: "اردو وہ زبان ہے جسے برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں نے
 پرورش کیا ہے۔ اسے پاکستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سمجھا
 ہے۔ یہ زبان ہے جو ہر مری صوبائی اور علاقائی زبانوں سے کہیں زیادہ اسلامی
 ثقافت اور اسلامی روایات کے بہتوں سرے پر مشتمل ہے۔" اردو دوسرے اسلامی
 ملکوں کی زبانوں سے قریب ترین ہے۔ یہ بات بھی اردو کے حق میں جاتی ہے اور
 یہ بہت اہم ہے کہ کھانا نے اردو کو دس سال لادے دیے، حتیٰ کہ اردو

رسم الخط کو ممنوع قرار دے دیا ہے۔

”پاکستان کی سرکاری زبان جو حکومت کے مختلف صوبوں کے درمیان
فہم و تفہیم کا درجہ ہو صرف ایک ہی ہو سکتی ہے۔ ۱۹۵۳ء سے اردو
کے سوا کوئی در زبان نہیں۔“

قائد اعظم اور طلبہ

قائد اعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ نے مسلمانان ہند کو خواہ مخواہ سے
جگایا۔ ان میں اسلامی شخص کو ہر ایک، ان کے مختلف طبقوں میں حساب
نفرادیت کو پروا نہ تھی۔ بانی پاکستان ان سے بوجہ نوب، پورے بچوں اور
عورتوں سب کو ان کی دردوں کا احساس دلایا، ایک علیحدہ مملکت
کے حصول کی جدوجہد میں انہیں پوری محنت دے دیا۔ سزا دہی سے بچا کر اردو
کرنے کی نہ صرف تلقین کی بلکہ عمل سیکھائی اور پوری طرح سک رہنمائی کی۔ اس
سے عمل گرمہ میں مسلمان طلبہ کو قومی تقاضوں اور قومی ضرورت کا احساس دلایا
قائد اعظم کی اس تقریر کے نتیجے میں مسلم طلبہ نے ”مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن“ کی
بنیاد رکھی۔ قائد نے نومبر ۱۹۴۷ء میں دہلی میں اس کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا ہے
آپ کو اس قبل بنائیے کہ آپ کی مدد سے مسلمانان ہند اپنی مزید مقصود تک سائی
حاصل کر سکیں۔ ہماری سب امیدوں کا مرکز قوم کے نوجوان ہیں۔

یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہیے کہ طلبہ کی اجمیت کا احساس قائد اعظم کو
قیام پاکستان کی تحریک کے دوران نہیں ہوا۔ یہ بات نہیں کہ انہیں تحریک
کامیابی کے لیے جوانوں کی ضرورت پڑی۔ انہوں نے مسلم جوانوں کو سیاست
میں گھسیٹا دیا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے ہمیشہ نوجوانوں کی تربیت پر زور

دیہے لیکن انہیں ملل طوع یا سب سے بہتر سے ہمیشہ روہ ۹۳ میں
 جب کھڑی جناح ہندوستان کے ایک بیڑ کی خدمت سے انگلستان گئے
 تو وہاں کے ہندو سالی علیہ کے ملک جیسے منقذہ کی پیش دہانی میں جتا کرتے
 ہوئے آپ سے کہ "آپ ہندوستان کے سیاسی مسائل میں اور
 زیادہ دلچسپی لیں لیکن عملی سیاست میں ہندو نہیں بلکہ پیشہ کی تعلیم سکھ کریں۔ آپ
 کو ہندوستانی منظر پر چاہئے تاکہ جب آپ عملی سیاست میں قدم رکھیں تو روشن
 خیالی اور ترقی کے مبلغ کی حیثیت سے کام کر سکیں۔"

۹۳۸ میں اگر بنیاد مسلم ملک کے جداسی پیشہ میں ہوں نے نوجوانوں کو
 کانگریس کے دم ہم رنگ رہیں کی نشاندہی کی اور مسلم لیگ کی جدوجہد کے خلاف
 ہندوؤں کے پروپیگنڈے کا پرہیز چاک کرتے ہوئے فرمایا کہ "جب میں کانگریس
 کی اس چاروں کا اندازہ ہوں اور ان کی مذہبوں کی حرکتوں کا علم ہو تو ہم سے بڑے بوجھ کو
 کو آگاہ کیا کہ نہیں گمراہ کیا جا رہا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ قائد اعظم کو
 مسلمان بوجھوں کی گمراہی کا تصدیق پریشان کرتا رہا اور انہوں نے کانگریس کی
 شرارت خانی و ہرزہ سمرانی کی اصرار سے نوجوانوں پر ظاہر کرنے کو ہم سمجھا۔

قائد اعظم نے ۱۰ نومبر ۱۹۴۷ء کو مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کی سٹوڈنٹس یونین سے
 خطاب کرتے ہوئے نوجوانوں کو یگانہ داور نظم کی تلقین کی۔ فرمایا "ایسا
 اتحاد اور نظم و ضبط ہمارے تین کارآمد ہتھیار ہیں۔ اگر آپ ہندوستان میں اسلام
 پر ایمان لایا کرتے ہیں تو فی الفور اس قانون میں ہندو نہیں۔ مسلمان ہندو خوب سے
 بیدار رہیں گے۔ وہ قومی اتحاد اور باہمی اعتماد کی ہمیت سمجھ چکے ہیں۔ اگر ہم
 اپنے ہر پر قائم رہیں تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں غلام نہ کر سکے گی۔"

۱۵ نومبر ۱۹۴۷ء کو مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس جالندھر سے خطاب کرتے ہوئے

قائد نے فرمایا۔ "میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے مددگار اور صاحب پیدا کریں جن کے
 ورثے کا سب عمل زندگی ختم کرنے کے بعد عملی سیاست کی جدوجہد میں کامیاب
 ہوں۔ آپ اس وقت سے آپ کو تیار اور ضروری ساز و سامان سے علم و آگاہی
 اور توجہ ملے گی۔ راستہ نہیں کہ آپ کی اولیاء اور ہم ترین ضرورت ہے
 مطالعہ، مطالعہ، مطالعہ۔"

ہندو کے قوم سے ہمیشہ نوجوانوں کے جوش و جذبہ کو عملی سیاست میں متغیر
 کر کے کے بجائے نہیں حصوں میں بے توجہ دیکھنے کی ترغیب دی، بلکہ ہمیں بھی
 طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے ہوں سے فرمایا "طلبہ عملی سیاست میں
 حصہ لے کر نوجوانوں کی حاکمی و مدینہ قوم کی طرف سے کام لیں۔ فرض یہ
 ہے کہ وہ اپنی توجہ کی تمام پروگرامز رکھیں لیکن اپنے قبیلوں میں کو بار رکھتے ہوئے
 اس امر پر بھی بوجھ دیں کہ سیاست کی سیاسی و معاشرتی اور اقتصادی سرگرمیوں سے
 بھی آگاہ رہنا ضروری ہے۔ نہ صرف پتہ ملک بلکہ تمام دنیا کی سیاسی سرگرمیوں
 سے بھی کبھی نہ گھبراہٹ کی بھی تعلیم ہی کا حصہ ہے۔"

ہندی پاکستان نے تمام پاکستان کے جد لاہور میں طلبہ سے خطاب کرتے
 ہوئے ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو فرمایا "اس ملک کے تمام باشندوں کا مخصوص بوجھ
 کو میرا مشورہ یہ ہے کہ مرد بڑے و بچی اور عورت کی ایسی شاخیں قائم کریں جو اس
 و نسلیوں کے لیے مشعل رہا متاں ہوں۔ انہوں نے نظم و ضبط اور عقلمانی قانون
 کی تلقین کرتے ہوئے نوجوانوں سے کہا "قانون کو اپنے پاؤں میں بٹھے کے رجحان
 کی ہرگز ہرگز حوصلہ افزائی نہ کریں۔ نظم و ضبط کے بغیر قومی ترقی ناممکن ہے۔"

۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء کو قائد اعظم نے اپنے دور رس میں، علامہ اقبال پتہ اور
 کے طلبہ سے خطاب کیا کہ "اپنے کو ایڈورڈ طریق پتہ اور کی ایک تقریب میں

میں خصوصی کے طور پر شرکت کی در طلب کو حکومت پر تقریری تنقید کی تحقیق کی اور
فریاد، حبیب آپ کی حکومت کوئی اچھا کام کرے تو اس کی طرف سے کچھ نہیں اور جب
حکومت کوئی غلط کام کرے تو سب سے خوں سے تنقید کیجیے بشرطیکہ یہ ملک میں رہا نہ
در تقریری میں اس کی گئی ہو

۱۰۔ ۱۹۴۸ء پرچ ۱۹، نوڈھا کہ یو یو ریشی کے بعد تقسیم ہوا میں صدر کی تقریر
کرنے سے اس سے ملک کو کسی سیاسی پارٹی کا کارہ۔ مٹنے کی حمایت کی
یاد رہے کہ قائد اعظم نے ہر ایک پاکستان میں بھی طلبہ کو ہمیشہ یہی کہا کہ وہ ہی
تمام تر توجہ تحصیل علم کی طرف مبذول رکھیں اور سب سے محسوس کیا کہ
کانگریس طلبہ کو غلام رہا پر گارہی ہے تو سب سے کانگریس کی چاروں سے طلبہ
کو باجبر ضرور کیا قیام پاکستان کے بعد بھی انہوں سے ہی رو بہ اختیار کیا جو مئی ۱۹۴۷ء
سے محسوس کیا کہ مسرت پاکستان میں کوئی سیاسی پارٹی طلبہ کو ورعہ ملک کی سالمیت
کے خلاف شعلہ کرنا چاہتی ہے، انہوں نے طلبہ کی رہنمائی فرمائی، انہوں سے
پنی اس تاریخی تقریر میں فرمایا: "میں سب سے بڑی غلطی کے مرتکب ہو گئے کہ تم نے
اس بات کا موقع دیا کہ کوئی پارٹی تمہیں اپنے مفاد کا کارہ سے ورسا ہی مقصد
کے لیے تم سے باجائز دندہ اٹھائے" قائد سے اپنی تقریر میں مندرجہ پر ختم کی آپ
کی بھلائی ملک باری ملک کی بھلائی اس میں ہے کہ آپ کی توجہ صرف حصول علم
کے لیے وقف رہے۔"

یکم، پرچ ۱۹۴۱ء کو پنجاب مسلم ٹیوڈنٹس فیڈریشن نے لاہور میں پاکستان
کانفرنس کی جس کی صدرت قائد اعظم نے فرمائی انہوں سے وہاں دو میں تقریر
کی اور جلسے کے بعد طلبہ کی تقریروں کے متعلق میں اظہار خیال فرمایا "میں سے
نوجوانوں کی تقریریں میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ نوجوانوں میں بھی ہوتے

ہیں۔ اس میں بڑھوس کے، بڑھوس کے، بڑھوس کے ہوتا ہے۔
حکیم صاحب اس قمری لکھتے ہیں کہ میں سے ایک وعدہ قائد اعظم سے نوجوانوں
کے لیے پیغام کی درجو مسرت کی فرمایا "میرا پیغام نوجوانوں کے لیے
یہی ہے کہ وہ پس منظر پر قائم کر دو اور ہر قربانی کے لیے تیار ہو جاؤ قوموں کی زندگی
کے گامزن حوت سے پہلے جاتے ہیں۔ مصائب سے گزر کر نوجوانوں کی تلاش
و درجو جاتی ہے اور قوم کے جوہر نکھرتے ہیں" انتخاب احمد قمری لکھتے ہیں کہ قیام
پاکستان کے بعد قائد اعظم کو کہتے تھے: میں چاہتا ہوں کہ طلبہ کو دوسرے میں
زندگی بسر کریں اور اپنی تعلیمی و تعلیمی ترقی کو برسر کار لائیں۔
۱۹۴۷ء میں علی گڑھ میں بچے مسلم لیگ قائم ہوئی۔ قائد اعظم نے اس کی
سرپرستی قبول فرمائی جو اسے اپنے پیغام میں لکھا: "آپ کے لیے میرا
پیغام ہے علم و ضبط، اتحاد اور کام۔ اپنے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کیجئے
حصول سے کھل کر اور بے سوت وجہ عرض۔"

نئی نسل سے قائد اعظم کی دلچسپی کا اندازہ اس پیغام سے ہو سکتا ہے جو غیر
کے موقع پر ۱۹۴۹ء میں ممبئی ریڈیو سے نشر ہوا آپ سے فرمایا: "میں پرانی نسلوں
کے لوگ اپنی آزمائشوں سے گزر چکے، آج رات میری خواہش ہے کہ میں ان
کاوشوں پر تیار ہوں اور آزمائشوں کو اپنے دوستوں کی رفاقت میں رائے کر دوں خصوصاً نوجوان
کے ہاتھ میں شے ورتارہ احسانات اور جذبات کو بھونچا چاہتا ہوں جو ان
کے دلوں میں موجزن ہیں اسی لیے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو مجھ سے عہدہ ت در
احسانات کا راجہ اٹھائیں گے۔"

اس انڈیا مسلم لیگ اور کنگس کمیٹی کی رکن تھیں، ان صدر مقرر تھیں کے باعث
صدر رت سے لگ جو گئیں اور میڈی تبدلہ دروں اس کی صدر بن گئیں اور
جو انہیں مسلم لیگ سے ملک میں دس رت کام کیا۔

مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کل میں آئی تو اس کی گرورڈ فیڈریشن لگ بن گئی اور
مسلمان لڑکیوں میں بھی پورے رور و شور سے بیداری کی لہر دوڑ گئی

قائد اعظم اور خواتین

۱۹۳۸ء کے مسلم لیگ کے اجلاس پٹنہ میں قائد اعظم علی محمد سے مسلم خواتین
سے مل کر کہ وہ بھی مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں اور جت و جنتہ ادبی میں حقہ
میں 'سوں سے خواتین اس انڈیا مسلم لیگ سب کمیٹی قائم کر دی اس سب
کمیٹی کو اجلاس دیا گیا کہ یہ پریسٹ جس ہر صوبے میں کھو سے پھر شروع کر
تھیں میں کمیٹی قائم کی جائیں۔ صدر چوہدری خواتین مسلم لیگ کی پہلی سب کمیٹی
میں شامل تھیں۔

لیگ تہا لوزر مسٹر سندھ مطہر۔ بیڈی جھان قاس۔ مدنی عبد قادر۔
دینا بھاسا مس فاطمہ جناح مسر فیض ظہیر جی۔ لیگ حبیبہ دیس امینی۔ لیگ
شاہ سہا بدین۔ مسریرہ جم انصاری۔ لیگ حبیب الرحمن۔ لیگ احمد رسو
لیگ دیم۔ لیگ محمد علی لیگ نوب اسماعیل خان مسر حیدر خاں ابوبی مس
نادر جہاں آغا میو لیگ لیگ نواب صدیق علی خاں دی پی۔ بیڈی۔ مس لیگ احمد
اسد مسر عطاء الرحمن مسر علی خاں (اسام) مسر ظہیر جی۔ بیڈی بہاریت سندھ
لیگ شعبان۔ بیڈی۔ دیو سندھ۔ لیگ حاجی سعد اللہ خان مسر خوجہ سندھ کش
اسد مسر حسین ملک مسر نجم حسین لیگ رحمان ادہلی مسر عائشہ کلما مور
حاجی مسر قریشی (دراکس)۔

لیگ محمد علی سے ملک کا دورہ کر کے چند صوبائی کمیٹی قائم کیں لیکن وہ چونکہ

۱۹۳۸ء میں ۹۳۰ کے لاہور کے مشہور اجلاس میں جہاں فرید و پاکستان
مسعود کی گئی تھی، لیگ محمد علی جو ہر نے خواتین کی نمائندگی کرتے ہوئے تقریر کی۔
اسی اجلاس میں قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خطبہ صدر رت میں خواتین کے
دوسرے کام کا جائزہ دیتے ہوئے فرمایا "سب کو یاد ہو گا کہ اجلاس پٹنہ میں جو اس کی
ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی یہ بات ہمارے لیے مستہم ہے کہ وہ ہیں زندگی کی
جذہ جہ میں خواتین کو شریک ہونے کا ہر موقع فراہم کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ خواتین
اپنے گھروں میں اور باپردہ رہ کر بھی بہت زیادہ کام کر سکتی ہیں ہم نے یہ کمیٹی اس
غرض سے بنائی تھی کہ وہ مسلم لیگ کے کاموں میں حقہ سے سکیں۔ اس مرکز کی کمیٹی
کے حسب ذیل فرغ تھے صوبائی اور ضلع وار مسلم لیگ کی تنظیم مسلم لیگ میں
زیادہ سے زیادہ خواتین کی رکن ساری۔ پورے ہندوستان میں واسطے پورے پر پورے
کرتا تاکہ عورتوں میں اور زیادہ سیاسی شعور پیدا ہو۔ یاد رکھیے اگر خواتین میں
سیاسی شعور پیدا ہو گیا تو آپ کے بچوں کو فکر و تدبیر سے دوچار نہیں ہو پا رہے
گا۔ مسلم معاشرے کی ترقی کے لیے اسے تمام معاملات میں ان کی رہنمائی کرنا اور
مشاورہ دینا جن کی ذمہ داری خواتین پر ہے ملتی ہے ضروری ہے۔ مجھے یہ بتاتے
ہوئے مسرت ہے کہ اس مرکز کی کمیٹی سے سجیدگی اور جوش و خروش کے ساتھ
کام شروع کر دیا ہے۔ اب لگ بھگ کام انجام دے چکی ہے۔ مجھے اس بات

میں قطعی مشتبہ نہیں کہ جب ہم ان کی کارگراریوں کی رپورٹ پر غور کریں گے تو وہاں ہم ان کی خدمات کے ممنون ہوں گے جو انہوں نے مسلم لیگ کے لیے انجام دی ہیں۔

دلی خواتین مسلم لیگ سے علیحدگی کا چیلنج میں قائد اعظم کے خطاب کا مندرجہ کیا۔ تو قائد نے رد میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ”مجھے دیکھ کر خوشی ہے کہ اس خواتین، مکمل متحد ہیں۔ اور آپ سے ملک کے ہر شہر و سرحد پر جتنے ہی مسلم لیگ قائم کی جاتی ہیں۔ اور اصل آپ کا اتحاد ہی مسلم لیگ کی جیسے ہے۔ اتحاد اور تنظیم ہی ہمیں کامیابی تک پہنچا سکتی ہے۔ آپ سے ہمیں کام کیا ہے اور یہیت حال کہ میری ہمت ہے کہ آپ اور بھی متحد ہو جائیں۔ اور اس سے بھی زیادہ خوشی سے کام کریں۔“

تقریب پاکستان کے دوران میں قائد نے کئی مواقع پر خالص خواتین کے اجتماعات سے بھی خطاب کیا لیکن کبھی صریحاً یا کتباً ہر دس گز کوئی کی رہا۔ میں رکاوٹ قرار نہیں دیا بلکہ ہمیشہ اس کا احترام کیا۔ ۲۲ نومبر ۱۹۴۲ء کو آپ اسلام آباد کا پچ فادر میں کو پر دو ڈھلا ہور میں طاعون سے خطاب کے لیے تشریف لے گئے تو سب سے پہلے آپ پر وہ خطاب کریں گے عین وقت پر ہارٹل ڈرامہ بھی آگئی اور تمام نشستات جو کالج کے میدان میں کئے گئے تھے اور جم برہم ہو گئے۔ قبائل انتظام یہ کیا گیا کہ طاعون سے دور حضرت کی نشستیں ہارٹل کے برآمدوں میں لگائی گئیں اور ہارٹل کی ڈیور بھی سے گئے قائد اعظم کے خطاب کے لیے جگہ بنائی گئی۔ یہ جگہ حاضری تکلیف دہ تھی لیکن قائد نے ہارٹل کوستی اور حجر کے ساتھ طاعون سے خطاب کیا اور پس پردہ رہ کر نہیں نظریہ پاکستان لایا۔ اور سے رد و بدل کا کہ ملک کی حکومت کے حصوں میں طاعون سے کوئی پرورش دہنی ڈالی۔ انہوں نے فرمایا: ”کوئی قوم اپنی عورتوں کے تعاون کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی اگر مسلم خواتین سے

مردوں کو اسی طرح تقویت پہنچاتی رہیں جس طرح انہوں نے صدر رسالت میں مردوں کو پہنچائی تھی، تو ہم بہت جلد اپنا مقصود حاصل کر دیں گے۔“

۱۰ مارچ ۱۹۴۴ء کو انہوں نے مسلم لیگ یورپی سٹی علی گڑھ میں مرد و خواتین سے فرمایا: ”کوئی قوم یہی شان و شوکت کی بلند ترین منزل تک نہیں پہنچ سکتی جب تک اس کی عورتیں بھی دوش بدوش اپنے مردوں کے ساتھ ہوں۔ یہ نہایت کے خلاف ہے کہ ہماری عورتیں گھروں کی چار دیواریوں کے اندر قیدیوں کی طرح زندگی گزاریں۔ لیکن ہمارا مطلب یہ نہیں کہ ہم مغربی زندگی کی برائیوں کی نقائص شروع کریں۔ ہمیں اپنے اسلامی تقورات اور عبادت کے مطابق اپنی عورتوں کو ہندوؤں تک لانا ہے۔۔۔ کسی قابل طاعت سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اپنے بچوں کی پرورش و پرورش صحیح طریقے سے نہیں کرے گی۔ ہماری عورتوں میں پوری صلاحیت موجود ہے کہ وہ اپنے بچوں کی پرورش صحیح خطوط پر کریں۔ یہ ہمارا قیمتی سرمایہ ہیں، ان کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔“

ایک جہاں سے شاہنواز کنتی ہیں کہ قائد اعظم سے اس سے فرمایا کہ ”مسلم عورت کا پردہ شرم ہی ہونا چاہیے۔ اس کا چہرہ اور ہاتھ کھلے رہیں، وہ سادہ لباس پہنے اور مردوں کے دوش بدوش قومی تعمیر کے کاموں میں حصہ لے، وہ اقتصادی تباہی سے خود مختار ہو اور اس کو تمام شرعی حقوق حاصل ہوں۔“

۱۰ فروری ۱۹۴۸ء کو مسلم لیگ شعبہ خواتین سے کرچی میں خطاب کے دوران فرمایا: ”آپ نے پاکستان کے لیے بہت سی قربانیاں دی ہیں۔ اس پاکستان کے لیے جسے اب ساری دنیا حقیقت کے طور پر تسلیم کر رہی ہے۔ اس ایک قدم اور آگے بڑھنا ہے۔ وہ وقت دور نہیں، جب ساری دنیا پاکستان کی تعریف و توصیف کرے گی۔“

۲۸ سچ ۱۹۴۸ء کو دھاکہ ریڈیو سے اپنی تقریر میں خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "قوم کی تعمیر و اس کے استحکام کے عظیم کام کے سلسلے میں خواتین کو اہم کردار دیکرنا ہے۔ خواتین قوم کے وجود و نوس کے کردار کی اویں معارفہ جوتی ہیں جو مملکت کے سیریزہ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میں چھی طرح حاکم ہوں کہ خصوصاً پاکستان کی جدوجہد میں اسلحہ خواتین اپنے مردوں کے پیچھے مصبوطی سے ڈٹی رہی ہیں۔ تعمیر پاکستان کی اس سستہ بھی سخت اور بڑی جدوجہد میں جس کا ہمیں سب سامنا ہے یہ نہ کہنا چاہیے کہ پاکستان کی خواتین پیچھے رہ گئیں و اب فریڈ ۱۵۱ کر سنے سے قاصر رہیں۔"

قائد اعظم اور دفاع وطن

قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ سے دفاعی اور فوجی امور میں ہمیشہ شدید دلچسپی کا اظہار کیا۔ انہوں نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ ملک کے تحفظ و دفاع کی ذمہ داری سب سے اہم ہے اور وہ ملک کے تمام ماسکوں کی ذمہ داری ہے۔ اسی لیے اپنے قیام کوئٹہ کے دوران میں انہوں نے قوم سے کہے کہ "میں نے اپنے دل سے کہہ کر یا عرض کرنا ہے کہ فرمایا" مجھے یقین ہے کہ دشمن نے پاکستان پر حملہ کیا تو پاکستانیوں نے آخری فرزند تک حلاوت کے خلاف جنگ جاری رکھے گا۔ حکومت پاکستان اور پاکستانی عوام کو دفاع کے مسئلے کو دوسری تمام باتوں پر مقدم رکھنا چاہیے۔"

قائد اعظم نے تدریجاً ہی سنے ملکی دفاع کی اہمیت پر زور دیا اور اس کے سب سے اہم پوری دفاعی بحیرت کے ساتھ فوج میں ہندوستانی فیسروں کی فیڈین کاسوں کو خیر حکام کے سامنے ٹھکانا۔ آپ نے ۱۹۴۸ء کو ممبئی میں بحیثیت عام بحث کے دوران میں اس بات پر سخت احتجاج کیا کہ دفاع پر کثیر اخراجات کے باوجود فوج ہند میں ہندوستانی فیسروں کی مائیڈی نہ ہونے کے برابر ہے۔ چنانچہ محمد علی جناح ہی کے ہمارے مطالبے پر ہندوستانی فیسروں کو فوجی تربیت دینے کا پہلا مشری کالج ڈبرہ ڈون میں قائم کیا گیا۔ کالج کا انتظام کرنے والے کیٹی کے سربراہ بھی جناح ہی تھے۔ انہوں نے ۱۹۴۸ء فروری ۱۹۴۵ء کو پھر فوج کی تنظیم نو کاسواں ٹھکانا اور اس کے لیے جامع سکیم تیار کرنے پر زور دیا۔

قائد اعظم کی سوچی سمجھی سے محنت کے دفاع کا ذمہ داری اسی ملک کے مایوسوں پر چونی چاہیے اور یہ کام جس محنت و دیانت کا تقاضا ہے وہ غیر ملکیوں سے نہیں ہو سکتی۔ اس لیے انہوں نے ۹۰ جنوری اور ۲ جنوری ۹۲ کو قومی دفاع کے جہم نقاصوں پر خطاب کیا۔ اور فوج میں ملکی افسروں کی اہمیت بتائی۔

مسلمان ہند کے مسائل کے حل کے موضوع پر ہاوردینالٹ کر سنے ہوئے قائد اعظم نے نواب سادیر جنگ سے کہا۔ "دور رسالت کے دو واضح حق ہیں، یکی در مدنی، یعنی دور تنظیم و تربیت کا دور تھا۔ دنی دور دفاع ملک ملت اور جہاد کا دور تھا۔ میں پہلی دور کے تقاضوں سے امداد ہوا ہو سکتا ہوں ورنہ یقین ہے کہ میں مسلمانان ہند کو منظم کروں گا۔ لیکن میں اپنے آپ کو سپر سٹار اور جنگ آزادی کے تصفیعات کے قابل نہیں سمجھتا، معلوم اس قسمت کو جہاد کے لیے فدا کرے والا کوئی مرد مسلمان مقرر نہیں کیا نہیں ہے۔"

پاکستان کو، نقاب، قائد اعظم نے اپنے آپ کو ۱۳ اپریل ۱۹۴۷ء کو آپ نے وضع طور پر عدل کر دیا کہ انتہا، اقتدار، فوج اور دفاعی سروسز کی تعمیر کے بغیر ممکن نہیں۔ قائد اعظم نے ۱۹۴۷ء کو اقامت پاکستان سے اپنی وفات تک دس سے زائد موقعوں پر مسیح افواج کے افسروں و رجوانوں سے براہ راست خطاب فرمایا بیانات ارسال کیے۔

۸ نومبر ۱۹۴۷ء کو مسیح فوج کے نام ایک پیغام میں ہمارے قوم نے فرمایا "میں چاہتا ہوں کہ آپ محفل اتحاد و ہم آہنگی کے ساتھ کام کریں اور اس محفل کو پیش نظر رکھیں جو اس وقت ہمیں درپیش ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اہل علم سے کامیابی کے ساتھ گزر جائیں گے، پاکستان کی عزت اور وقار میں اضافہ کریں گے۔"

اور اسلام کی عملی روایات اور اپنے قومی پرچم کو بدست رکھیں گے۔ ہائی پاکستان سے پاکستانی بحریہ کے ہمارے "دلور" کے پرنٹ کو خطاب کرتے ہوئے ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء کو فرمایا ہر چند کہ ہم قوام متحدہ کے منشور کی پوری تائید کرتے ہیں، پھر بھی اپنے دفاع کی طرف سے غفل نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ اقدام مقدمہ کا ادارہ کتنا ہی مضبوط کیوں رہو چاہے، اپنے دشمن اور خطرات کی بنیاد پر ذمہ داری ہماری ہی رہے گی اس لیے ضروری ہے کہ پاکستان تمام خطرات اور آئے و اسے حوادث سے متاثرہ کرنے کے لیے بالکل تیار رہے۔ اس باقصر اور خام دماغ میں کمزوری اور ناتوانی دوسروں کو جھٹکی کی دعوت دینے کے مترادف ہے۔ "خدا سے فرمایا۔" آپ کے دربار میں یہ اسطرح ہوسے چاہئیں "ایمان، نظم، ثبات و قربانی۔" آپ کو خدا کی کمی کو بھرت، دیر، درجے و سٹ فرس شناسی سے پور کرنا ہو گا۔ اس لیے کہ زندگی بذات خود کچھ نہیں، جو شے سے مقصد بناتی ہے، وہ بھرت، استقلال، درود مضبوطی، وہ ہے جس سے آپ زندگی کو مزین کرتے ہیں۔"

۲۱ جنوری ۱۹۴۸ء کو قائد اعظم علیہ الرحمہ سے میر چاقولی کہ جی میں پنجویں ہیوی ایک ایک، وچھٹی ایک ایک محفوظ سے، ضرور اور رجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ "ہم نے پاکستان کی آزادی کی جنگ جیت لی ہے لیکن آزادی کی حفاظت و دفاع کو یاد دہانہ، اور مستحکم ہونا، دوسرے تعمیر کرنے کی روش، ترین جنگ ابھی جاری ہے۔ اب آپ کو اپنی سرزمین کا محافظ بننا ہے تاکہ یہاں اسلامی جمہوریت، اسلامی سماجی انصاف، وراثی مسواست قائم ہو اور نشوونما پاسکے۔" قائد نے اس خطاب میں مزید فرمایا اس مٹیسی دور میں ہمارے خوف خدا سے عاری انسان کی ذہانت ہر روز نشت سے تباہ کن حالات کو ہم

دینی رہتی ہے، آپ کو زمانہ کے ساتھ گئے بڑھاپے اور یہی مصلوب اور
اسکو کو مدد پر قربان مہار کے مطابق رکھا ہے۔ اس لیے ہم کسی پروسی کے
حالات پر موم اور اسے رکھتے ہیں بلکہ ہماری اپنی سلامتی کا تقاضا ہے کہ ہم بے جبری
میں کسی یوریشن کا شکار نہ ہوں۔

۲۰۰۲ء ۲۰۰۲ء کو یورین کے جو فی ڈسٹ پر ایک فوجی پریڈ سے خطاب
کرتے ہوئے ہائے قوم فرمایا "مجھے یقین ہے کہ پاکستان کے دفاع و سلامتی
کے لیے میں آپ کو ہی ذمہ داریوں کا حامل احساس ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ
اس کے دفاع کے لیے یہی حال کی باری ملک کا سب سے بڑا تیرہ ہیں۔"
پاکستان کی فضا پر ایک تعمیر و تنظیم کا آغاز رہا ہے۔ میں علامت ٹریڈنگ کو
کے قیام سے ہوں جسے قائد اعظم نے ۱۱۔۱۲۔۱۹۴۸ء کو پاکستان انٹورس ٹریڈنگ کا
درجہ دے گا۔ اعلان کیا کہ اصل پاکستان انٹورس سٹیٹس رہا ہے۔ میں آپ سے یہ
میں خطاب میں فرمایا "مجھے معلوم ہے کہ آپ کے پاس علم کی کمی سے ملے ہیں جو
کہ میدان ہوتا ہے نہ جہتی کی رفتار تیز ہے اور آپ کو ہونا ہوگا مل رہے ہیں میں
جانتا ہوں کہ آپ کو قیام میں اور ساز و سامان کی قلت کا بھی سامنا ہے لیکن ہم تمام
ضروری ساز و سامان کے حصول کی کوشش کر رہے ہیں اور حدیث قیام کا رڈ
دے چکے ہیں۔ لیکن یاد رکھیے، ساز و سامان اور قیام کی گنتی ہی افراط ہو۔ وہ
سے فائدہ ہے جب تک فضا پر کے نذر مل کر کام کر سنے کا جذبہ اور اعلیٰ درجہ
کا نظم و ضبط احساس کا فرما جو۔

جسب انہوں سے رہا ہے وہی بکتر بند بریگیڈ کا معائنہ کیا تو اپنے خطاب میں
فرمایا "آپ نے پاکستان کے قیام کے بعد بھی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ یہ
بہت بڑا کام ہے۔ اور اس کی منہ میں ہم عمر و فوجی، بے لوث قربانی

اور درمیان شہر کے عداوت ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو ہمیشہ ان خطرات کا شعور
کو قیام کریں گے جو آپ کو تعمیل کی جائیں گی۔" ہم اور بکتر بند پوس سے خطاب
کے دوران میں آپ سے یقین کی۔ "یاد رکھیے کہ آپ نے دنیا کے مصلحت اور چھ
شہری کے فرائض کے مصلحت فوج کے بدرجہ کر جو کچھ سیکھا ہے، حب
پسے گھروں کو جائیں گے تو یہی بود و باش سے اس کے بعد کو دو سروں تک پہنچ
سکیں گے پاکستان آپ پر بھروسہ کرتا ہے اور ملک کے مصلحتوں کی حمایت
سے آپ پر اعتماد کرتا ہے۔ اپنے آپ کو اس اعتماد کے قابل رکھئے۔"

۲۰۰۲ء ۲۰۰۲ء کو سٹاف کالج کوئٹہ کے فمروں سے خطاب کرتے ہوئے
قائد اعظم نے فوج کے رکاب سے کہا کہ وہ اپنے ملک کے "میں اور صحت سے کا
بعد مصلحت کریں تاکہ ان پر اسلحہ فوجی صورت حال وضع ہو جو وہ یقین پاکستان
کی وفاداری کے صحت کا معنوم اچھی طرح سمجھ سکیں۔"

۲۰۰۲ء ۲۰۰۲ء میں شاہین کو ہر جہت کرتے ہوئے قائد اعظم
سے فرمایا۔ "آپ کی پیش پیشی چھی پیش کے وجود میں آنے کے لیے جو حمایتیں
چاہیں وہ نہایت بند ہیں۔ مثلاً ہے، تہا تنظیم، بے لوث فوجی ستاسی، وہ
جس کا فوجی طور پر عمل کر رہا ہے۔۔۔ ہمیشہ اپنے منصب عین کے مطابق۔ نہ
گزرے۔ اس منصب عین کے مطابق جس کے لیے آپ نے اپنے آپ کو وقف
کر دیا ہے۔ یعنی خدمت پاکستان۔ مجھے یقین ہے کہ آپ پاکستان کے پرچم کو
جسب بند رکھیں گے اور ایک عظیم ریاست کی حیثیت سے اس کی عزت اور
اس کے وقار کو ہمیشہ قائم رکھیں گے۔"

قائد اعظم اور گاندھی جی

کانگریس کا دعویٰ تھا کہ ہندوستان متحدہ قومیت کا وطن ہے لیکن قائد اعظم نے وین پیرو صبح کر دیا کہ یہاں دو قومیں مستی ہیں، ہندو اور مسلم، ان میں کوئی بات مشترک نہیں، یہ کبھی ایک قوم نہیں بنیں گی کبھی ایک قوم نہیں ہو سکتیں گاندھی جی پر سے ہندوستان کے پیڑ بننا چاہتے تھے قائد اعظم سے ان پر واضح کر دیا کہ وہ صرف ہندوؤں کے پیڑ ہیں۔ جس مسلمانوں نے گاندھی جی کو پناہ لیڈر سمجھا تھا، وہ غلطی پر تھے۔ اور جو مسلمان بوجہ انہیں اپنا رہنما سمجھتے ہیں، وہ راہ راست سے ہٹ چکے ہوئے ہیں۔

گاندھی جی ہندوؤں کے، اور قائد اعظم مسلمانوں کے ٹرسٹ بنائے تھے ان دونوں لیڈروں کے گرد رہیں جی وہی فرق نظر آتا ہے جو اس قوموں میں ہے۔ گاندھی جی کی شہرت ان کے مخصوص کردہ کی وجہ سے ہوئی جس میں ہر دے کی آواز، عدم تشدد اور عدم تو دن کے تناستے شامل ہیں۔ ایک پیرسٹر لانگ دھوکہ سادھو بن جانا پوری دنیا کی توجہ اپنی طرف مبذول کریتا ہے۔ ایک سنگوٹی پوش بٹروں سے کبھی نہ دیکھا، رٹ۔ ہندوؤں کا سب سے بڑا رہنما ہندوؤں کے "سمیل" کے طور پر بکری کو، کار سے بکڑے گھسیٹا نظر آنے تو ہر شخص "ننگیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف بکوں نہ دیکھے گا۔ مگر قائد اعظم سے ایسے تاتے کبھی نہیں کیئے، انہوں نے اس قسم کے دھوکے کبھی نہیں روچے۔ وہ پیرسٹر

تھے تو پیرسٹر ہی نظر آئے۔ لوگوں کی نظروں میں آئے کے لیے انہیں "پاکستان" چاہئے گا کبھی خیال ہی نہ آیا۔ وہ خوش پوش تھے تو نہ بد کی بھر س روایت کو بھاتے رہے۔ انہوں نے ہندوؤں کو یا برہمن خود پور سے ہندوؤں کو کاں سے پکڑے پھرنے کے چال سے سچی بکری کو گھیشنا عطا سمجھا بلکہ پور سے وقار، ورنٹ منت کے ساتھ زندگی گزار رہی اور اپنے کردار کی عظمت سے سب مسلمانوں کو چاہیہو باہیا۔ ان کی کامیابی اور عظمت کا راز ان کی صداقت، حق پرستی و رخنہ خد عہد دی میں منظر تھا۔ ان کے دیں سے نہیں منافقت، اور ریاکاری سے دوری کا سبق دیا تھا۔ انہوں نے اپنے ظاہر و باطن میں یک جہت رکھی۔ وہ گفتار و کردار میں ایک جیسے تھے۔

گاندھی جی سے عدم تعاون کے ناستے کیجئے ہرن ہجرت رکھے ان کا من بھر رہا ہوتا تھا کہ موت کہیں دور دور نظر نہیں آتی تھی قائد اعظم معہوں کے مطابق کھانا کھاتے تھے اور حکومت کو ڈرنے کے لیے ڈرامے کرنے کے عادت اپنی بعیرت کا درجہ امتحان کرتے تھے، وہ اس میں کامیاب رہے۔ گاندھی جی کا مسلح نظریہ تھا کہ نگرین چھے جائیں اور پور سے ہندوستان کی ہانگ ڈور ہندوؤں کے ہاتھ آجائے۔ قائد اعظم چاہتے تھے کہ مسلمان ہند نگرینوں کے بعد ہندوؤں کے چنگل میں نہ چھنس جائیں بلکہ اپنی معاشرت، تہذیب و تمدن، اپنے مذہب اور اپنی معیشت کی حفاظت کے لیے ایک ہانگ مملکت حاصل کر لیں۔ دیکھ بیجئے کہ، ایک سنے ڈر سے چھائے مگر پناہ مند حاصل نہ کر سکا۔ دوسرے سے صاف صاف بات کی، کوئی ہیر پیر نہیں کیا کوئی تہمتا نہیں دکھایا اور اپنے نصب العین کو حاصل کر لے میں کامیاب ہو گیا۔

گاندھی جی سے کروڑوں کیوں کو کھڑا پوشی کی راہ سمجھائی، قائد اعظم سے غریبوں

کے درمیان کے لیے یہ کوئی کمیل سپنہ نہیں کیا۔ انہوں نے ہمیشہ جان بچی
 کو شہر کے رکھا۔ گاندھی جی ہنگامہ پروری اور سنڈھ پری سے قائل تھے۔
 قائد اعظم صاحب صاحب و مکرست آدمی تھے۔ وہ جو کچھ کہتے وہی نظر آتا چاہتے تھے۔
 قائد اعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ سے ہی مقررہ میں متعدد بار گاندھی
 جی کا ذکر کیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ قائد اعظم گاندھی جی کو سمجھتے تھے۔ وہ جو کچھ
 انہوں نے کیا، گاندھی جی اس سے کم تھے۔ زیادہ۔ یہیں۔ آئے تو بک جید
 تقریروں کے قیاس پر دیکھتے:

۱۔ اپریل ۱۹۳۸ء کو گلگتہ میں مسٹر ٹیک کے ساتھ اجلاس کی صدرت کرتے
 ہوئے انہوں نے کہا: "مسٹر گاندھی۔ پینڈب جو ملاں ہمارے بھستے خط لکھتے
 کی باتیں وہ ہمارے ساتھ جاری ہے۔ میں نے یہ خطوط کا جواب بھی دیا۔ اس کے
 دیا ہے لیکن کس کے ہاں وجود کا ننگہ سب مسلم لیگ کو خاص طور سے ختم کر دینے
 کے لیے کسی کوشش سے باز نہیں آئی۔"

۲۔ دسمبر ۱۹۳۸ء کو مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ پٹنہ کے خطہ صدرت میں
 انہوں نے کہا: "وہ جو کچھ انہیں یکم پر غور سے کیا سے مرتب کرتے وقت
 مسلمانوں سے متورہ کیا گیا؟ تمام یکم مسلمانوں کی عدم موجودگی میں وضع کی گئی۔ اس
 کا ہر کون ہے؟ اس کے پیچھے کس کا ورغ کارفرما ہے؟ جناب گاندھی! مجھے
 کہتے ہیں تامل نہیں کہ جس مقصد اور مقصد انہیں کے پیش نظر کا انگریزوں قلم کی
 گئی تھی، جناب گاندھی اس کو تباہ کر رہے ہیں۔ وہ کانگریس سے ہندوؤں کی تباہی
 کا کام لینا چاہتے ہیں، مقصد ہندوؤں کو تباہ کرنا، اور ہندوستان میں ہندوؤں
 کا قتل کر رہے ہیں۔"

ایشیاد میں ایک کالج میں مولانا شاکر علی کی یاد میں ہونے والی تقریر سے

۱۹۳۹ء میں خطا کرتے ہوئے قائد اعظم نے گاندھی جی کے فہم و فراست کا
 یوں ذکر کیا: "میری دنیا ہاں بگی ہے، اور حکومت برطانوی فہم و فراست سے
 گاندھی جی سے یہ تسلیم کر چکی ہے کہ مسلم لیگ ہی مسلم ہندوستان کا ہمارا واحد
 نمائندہ رہا ہے لیکن تاحس میں روکشنی طلوع نہیں ہوئی اور انہی ایک
 مسٹر گاندھی مدحیرے میں شوق رہا ہے۔"

مسلم لیگ کا۔ پیر ۹۴ء کو تاریخی اجلاس لاہور میں ہو تو اس میں فیضانِ علم
 سے دستور کی تعمیل کے سلسلے میں گاندھی جی کے ساتھ اب کا متعہیل تحریر کیا، وہ
 فرمایا: "میں کئی بار کہ چکا ہوں، وہ پھر کہتا ہوں کہ مسٹر گاندھی دینا نہ رہی سے تسلیم
 کریں کہ کانگریس ہندوؤں کا ہے اور وہ صرف ہندوؤں ہی کے نمائندہ
 ہیں۔ مسٹر گاندھی یہ بات فہر سے کیوں نہیں کہتے کہ میں ہندو ہوں، اور کانگریس کو
 ہندوؤں کی حمایت حاصل ہے؟" مجھے تو یہ کہتے ہیں مسلم مسلمان ہیں ہوتی کہ
 میں مسلمان ہوں، "قائد اعظم سے لوگوں کو پوچھا کہ مسٹر گاندھی نے مسٹر کے
 ہندوؤں کو پر، یونیٹ شکر مرتب کرنے کی "یقین" کی اور کہا کہ "تشدید ہندوؤں کے
 منکر یہ لوگوں کے لیے لارمی ہے کہ اپنی حفاظت کا طریقہ خرقہ ختم دیں۔ اگر
 دشمن مرتب لگائے تو اس کا جواب صرف یہی ہے۔"

۱۰۔ پیر ۹۴ء کو ۲۲ ستمبر ۱۹۴۰ء کو مسلم لیگ کے خطہ صدرت میں
 کہتے ہوئے فرمایا: "لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ہندو مسلم سمجھوتہ کیوں نہیں ہو
 اس کہوں گا کہ مسٹر گاندھی کی ستر خط کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا، مساوی شہر اند
 اور بغیر مساوات کی پیداوار ہی پر سمجھوتہ ممکن ہے؟ اس تقریر میں انہوں نے
 ہندو مسلم سمجھوتے کی "تکلیفوں کے بعد مسٹر گاندھی کے مجلس دستور ساز کے سنے
 کہیں کا حوالہ دیا، کس کا تحریر کیا اور فرمایا: "میں بدیشہ سے کہ برطانوی

حکومت مسٹر گاندھی کے لیے مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کو تابع قرار کرے اور
 اس کو مسلمانوں کی تجویزوں کو رد و عمل لانے کا موقع نہ دے۔ یہی اسی امکان
 طاقت و زور سے برطانوی حکومت سے کہنا ہوں کہ وہ کانگریس سے یہاں کوئی
 حقیقت کہ یہی سچا نکتہ کہنے والی ہے جو مسلمانوں کے لیے ضروری ہے جو تو
 ہم سے قلمبر سے دیں گے۔ مسلمان نیکو ذرا کھٹے سے اس کی بد فہمت کر رہے گے
 اور نتیجہ کو ناقابل عمل بنا کر رکھ دیں گے۔

گاندھی جی سے ۹ مئی ۱۹۴۰ء کے بیان میں تقسیم ہند کے طے میں کہا کہ اگر
 یہاں جو توڑ دوڑ مچنے لگی ہو گئی ہے ایک یہ کہ عمر مکی حکومت کے مقصد میں تقسیم
 قبول کر رہی ہے دوسری یہ کہ سپس میں رشتے ٹھکڑے رہیں۔ یہاں دونوں تلووں کے
 علاوہ یہاں جو گڑبہم میں خاصہ بھگتی ہوگی۔ قائد اعظم ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء کو ممبئی پریس کنفی
 مسلم لیگ کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ہیں کے لیے اپنے پیغام میں گاندھی کے
 اس بیان کے حوالے سے کہا کہ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مسٹر گاندھی کی پیش گوئی
 غلط ثابت ہو اور ہندو و مسلمانوں کی عقل سلیم لاہور والی قرارداد کے رستے
 کو پسند کرے۔

۱۰ جنوری ۱۹۴۰ء کو بمبئی میں تقریر کرتے ہوئے بابائے قوم نے ونگٹ
 جی میں فرمایا: "مسٹر گاندھی کانگریس اور ہندو سماج سارا ہندوستان حاصل
 کر لیا چاہتے ہیں لیکن انہیں یہ کبھی نہیں ملے گا۔" ۲۰ اپریل ۱۹۴۰ء کو پنجاب ٹوڈنس
 جیڈیشن کے اجلاس میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے آپ سے گاندھی جی کی
 تقسیم ہند کے بارے میں اس دلیل کی بات کی کہ یہ ہندوستان کو چیرنے پھاڑنے
 کے مترادف ہے۔ قائد نے پوچھا کہ ہندوستان کو ایک وحدانی حیثیت ہی کب
 حاصل ہوگی جو اب سے چیرا پھاڑا جائے گا۔ ۱۰ اپریل ۱۹۴۰ء کو علی گڑھ یونیورسٹی

کی ٹوڈنس یونین سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا: "چرچے چلا رہے ہیں
 کہ دی گئی ہے۔ یہ ہندوستان کو یکجا کر سکتی ہے۔" نیز فرمایا: "کانگریس اور مسٹر گاندھی
 کی مخالفت اور ریشہ دوازیوں کے وجود آج مسلم لیگ ایک مضبوط قومی ادارہ
 ہے۔ اگر شہر سال گاندھی جی دلی میں مجھے ملے، آئے تھے تو وہ مسلم ہندوستان
 سے ملنے آئے تھے کیونکہ میں مسلم ہندوستان کے نمائندے کے علاوہ کچھ اور
 نہیں ہوں۔"

پل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ مدراس (اپریل ۱۹۴۰ء) میں
 قائد نے گاندھی جی کا تذکرہ یوں چھیڑا کہ "ٹھکڑا کانگریس کے سردار اعظم مسٹر گاندھی
 نے سستی گری کی ہم صرف اس لیے شروع کی ہے کہ ہمیں سستی کی بڑی حاصل
 ہو۔ اصل میں یہاں برطانوی حکومت کو مجبور کرنا ہے کہ وہ عوام کو کانگریس
 کے مطالبات سے اور غیر منصفانہ طور پر ہندوستان کی آزادی کا اعلان کرے
 اور ہندوستان کو اس امر کا خفیہ رستے کر وہ اپنے ہاں کی تقییدوں کی سستی و تشفی
 کے مطابق اپنا تئیں خود مرقب کر رہے۔"

۲۰ نومبر ۱۹۴۰ء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے
 انہوں نے یہ دلائل دیے کہ ۱۹۳۹ء میں مسٹر گاندھی اور کانگریس نے اپنی قراردادوں کو مستثنیٰ
 ہو جانے کا حکم دیا۔ انہیں توقع تھی کہ وائسرائے نہیں واپس لائیں گے بسک
 وہاں ان کے پیچھے قبول کر لیے گئے۔ قائد نے فرمایا: "یہ مرقابل طور ہے کہ اس
 طریقہ کار کا لای کیا تھا مسٹر گاندھی کا مقصد خاص یہ ہے کہ ہندو دوبارہ سست
 کی تجدید کر جائے اور نام راج کے اور شب حقیقی در برطانوی راج کے جائزہ سے
 کی حیثیت سے سارے براعظم ہندوستان پر حکومت کی جائے اور مسلمانوں کے
 کندھوں پر اپنے قہر کا بوجھ رکھ دیا جائے۔ اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے

تقریباً مسدود فصر وقت میں گری گئے:

اسی تقریر میں سمن نے گاندھی کے "ہندوستان چھوڑ دو" کے عرصے کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اس اقتدار میں کسی بھارت کا مشورہ شامل نہیں تھا۔ سمن نے سوس، افریقی کے اس وقت کو مسٹر گاندھی کی طرف سے حوری کا آخری پاس قرار دیا۔ حکومت نے اس مسئلے میں گاندھی کے ساتھ ٹھکنے سے بڑھ کر دیا اس کا سبب قیام سے یہ تھا کہ "حکومت کو کس کا بھی حال تھا کہ مسلمانوں کو بچے گھر دینا تو مسلم لیگ ساتھی طاقتور ہو گئی ہے کہ وہ کانگریس سے ٹھٹھ نہیں تو اس کے برابر ملک دور معزور بنا سکتی ہے۔ وہ ہم سے خوفزدہ تھے۔"

اس دن مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے جلسہ صحت میں (۲۹ دسمبر ۱۹۴۱ء) کو قائد اعظم سے مسٹر گاندھی کی کہہ چکے تھے کہ گاندھی، درتیا کہ وہ ہمیشہ دعویٰ کرتے رہے کہ وہ شریوں کے خلاف ہیں اور ظلم کے خلاف ستر گریہ کریں گے مگر جب پڑتا کی پیشکش کی گئی مینی گریہ برطانوی حکومت کے کانگریس کے مطالبات، انہی سے تو کانگریس ٹھکستیں اور ہندوستان کی مداخلت کے لیے جنگ میں پورا حصہ لے گی۔ سمن پر مسٹر گاندھی نے اعلان کیا کہ وہ کانگریس کے ساتھ نہیں رہ سکتے بلکہ دوستانہ ہی دو برطانوی سرکار کے نامہ نگاروں کو بیان دیتے ہوئے حکومت برطانیہ کو مشورہ دیا کہ وہ پورا پیکس قبول کرے اور اگر اس سنے، ایسا نہ کیا تو یہ شدید ترین عملی ہوگی قائد اعظم سے تیار کہ "ہنسنا" کے پجاری گاندھی لاہری اصل روپ ہے۔

بانی پاکستان محمد علی جناح علیہ رحمہ سے گاندھی جی کی اس خصوصیت کا ذکر کیا کہ وہ اپنے بیان یا تقریر کا مطلب اس طرح چاہتے ہیں لگاں پیسے ہیں۔ ہوں نے فرمایا: مسٹر گاندھی، یہی تقریر کا جو مطلب چاہتے ہیں، یہاں کر دیتے ہیں وہ جو کچھ لکھتے ہیں، اس کا مطلب بھی یہی چاہتے ہیں۔ پس حسبِ مردت دیتے ہیں۔

قائد اعظم سے محاسبات میں ۱۹ دسمبر ۱۹۴۱ء کو بجٹ کے موقع پر غریب کرتے ہوئے بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا تھا۔ ۱۷ دسمبر کو گاندھی کے ۲۹ اکتوبر کو مسطور کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا "ہر سب سے کہ ہم مسٹر گاندھی کے معصوموں میں جس بات کی چاہیں مابعد تلاش کریں وہ یوں کے صدر ڈیجی کی آواز کی مثال چہ کہ سر شخص اس کا مطلب اپنے مقصد کے مطابق کھینکتا ہے۔"

راجگوپال چاچہ سے ۱۹۴۲ء میں پتے ملک سناہیں کہا "اس وقت چار ملک میں ہم ہندوستان کی دو طاقتور و ستمی عینیں ہیں ایک ہندوؤں کی اور دوسری مسلمانوں کی۔ دونوں ہندوؤں پر یہ ہیں: قیام قطع سے ۱۵ افروری ۱۹۴۲ء کو مکمل پرہیز شل مسلم لیگ کا غریب کی حد رس کرتے ہوئے چار جی کے ساتھ ہا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: یہ پہلا موقع ہے کہ مسلمانوں کے ایک کانگریسی میٹر سنے جو مسلمانوں سے ہندوؤں کے خلاف اور مسلمانوں کے کانگریس ایک مسند و جماعت سے۔ واقعی اس قایم سے وقت پر ہی ہے میں مسٹر گاندھی سے پہلے کرتا ہوں کہ وہ بھی راستی کے ساتھ سر سیمہ حکم کر دیں۔"

"قائد اعظم سے ۱۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کو صدر میں آل ہند مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجتماع میں یہ کہتے ہوئے گاندھی جی کے موافقت دہشتہ رستے کی خصوصیت کا یوں کہہ کیا کہ پیسے گاندھی بار بار چکے ہیں کہ ہندو مسلم بھوتے کے پیر ہندوستان کو اردی وجود مختاری نہیں مل سکتی لیکن اس بدوہ کہے گئے اس کہ جب ایک انگریز ہندوستان سے چلے جائیں ہندو مسلم بھوتے کا سول ہی نہیں ٹھہرا سکتا۔"

قائد اعظم سے یہ بھی فرمایا کہ برطانوی حکومت کل ہی گاندھی جی کی بات مان سے بچے ہندی مسرت ہوگی اور انہوں نے فرمایا "پھر ہم اس سے کھولی کھلی گئے۔" گاندھی جی کے "پل میں توہ میں ہوں میں" ہستہ ہیں "وہ خود ہیبت کا ذکر

کہتے ہوئے مارٹن ۵ مارچ کو قائد اعظم سے فرمایا "جب اس کے معبود طلب
ہوتا ہے تو وہ کسی کی ماسدگی نہیں کرنے محض مغربی حیثیت سے گفتگو کرتے
ہیں وہ پارٹ سے کسی بھی مافی نہیں رہنے اور یہی صحیح طلب امور پر قائم
شروع کر دیتے ہیں اور جب ضرورت ہوتی ہے تو بہت آگ کو ٹھکانہ درجہ صفر
تک چلا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اپنی ضرورتی تو پر عمل پیر ہیں اور کبھی
وہ اس کے خلاف کام نہیں کے علی سرین اور ملحق اعلان کریں جاسے ہیں اور ساتھ
ہندو مسلمان کی زندگی کا دھڑکتے ہیں سینے شخص سے ہم کس طرح محو کر
سکتے ہیں وہ ہمک پیتس ہیں ایک متحد ہیں"

۱۲ اگست ۱۹۴۵ء کو قائد اعظم رحمہ اللہ سے ملنے میں مسلمانوں کو گاندھی جی نے وہ
ن کے ارتداد و منہ سے آگاہ رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا "اس معلوم ہوتا ہے
کہ گاندھی جی ہمارے بے سخت ترین مشکلات پیدا کرتے ہیں کوئی دقیقہ فرو گزشت
کر کے کسی مسٹر گاندھی سے چہرہ پہنے مائٹھ علی کی "تین مسترد کردی ہے جو دراصل
مسلمانوں کے اپنے تحریری لائحہ عمل سے ہیں مسلمانوں کو متاثر کرتا ہوں کہ انکس
ن میں اتنا رو خرافاتی پیدا کرنے اور انہیں گمراہ کر کے پوری کوشش کرے گی"

۲۷ جون ۱۹۴۶ء کو مختصر راج ہسٹری میں مسلم لیگ کو حل کے جہاں اس میں تقریر
کر نہ ہوئی قائد اعظم صاحبہ رحمہ اللہ سے فرمایا "ہندوستان کے مسلمانوں کا اہل کشتہ
سے جب تک انکس اور مسٹر گاندھی "گھنڈہ دار" کی ترجمانی و نمائندگی کا جواب
دیکھتے رہیں گے، جب تک انکس مسلمانوں میں چھوٹے ڈور سے کے پیچھے پنے
رہنے سے چند سے پیرتوں اور بے ترنوں کے ایساں غریب فی رہے گی، جب تک
گاندھی جی حقیقت سے بے راہ کرتی رہے گی کہ مسلمانوں کی وہ ہندو حمایت
مسلم لیگ سے اس وقت تک آزادی کے سوس پر کسی نصیب اور مہم بہمت کا

امکان نہیں ہے" اس تقریر میں قائد سے فرمایا "مسٹر گاندھی کو مسلمانوں کا شیر بنے
کا سو چہرہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ گاندھی جی ہندوستان کی ہندو اور اس کے
چاہیں کروڑوں مسلمانوں کی ہیں ہے۔ مسٹر گاندھی کچھ عرصے سے چھوٹوں کے
خود صاحب اس سے ہوتے ہیں میں مسٹر گاندھی سے یہ پتا ہوں کہ کیا وہ ہندو
کے ساتھ کر رہے ہیں کہ ہیں چھوٹوں کا اٹھا دعاس ہے"

یوں ہائی پاکستان قیائد اعظم رحمہ اللہ علیہ سے یہی تقریروں میں مسلمانوں کے
ہندو مسٹر گاندھی کا کچھ چٹا حاتمہ ملے کے ساتھ ہوں وہاں سے خلافتی ہندو
سے جس گاندھی جی کو مسلمانوں کا "بوتہ" اور "پاپو" قرار دیتا ہے اس کی حاشیہ علی
قائد اعظم سے لوگوں پر ظاہر کر دی۔ حالات کا بے راہ تقریر کرتے دیکھتے گاندھی
جی کے متعلق قائد اعظم کے رشادت گاندھی جی کی ذہنیت کی صحیح سمجھ بھگتی کرتے
ہیں یا نہیں ؟

قائد اعظم اور برطانوی حکومت

قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے کانگریس کے رٹ والی جنسٹ سے ہندوستان میں سکے اور مسلم جماعت کے رہنما کے طور پر مسلمانوں کے معاملات کے لیے ہر پوسٹ فارم پر آکر مدد کی۔ انہوں نے انجیل میں بھی خدایا حق اور اظہار باطل کو رہا کرنا، وحشی اور مختلف شیطانی اور غمی جلسوں میں بھی حکومت برطانیہ کو مسلمانوں کے مطالبات عام طور پر لٹکار کی صورت میں پیش کئے۔ اور قومی مسائل کا حق دیکھا۔ قائد اعظم کی ساری سیاسی زندگی ایک مرد مومن کی زندگی ہے۔ انہوں نے نہ بھگت پر سکے، اقتدار سے خوف محسوس کیا، نہ ہمدون کی بیماری اور بیماری سے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے مشابہ اور رقی کوئی دوسرے ہاکی کے سامنے نہیں گزارے۔

”جیسے، ہم دیکھیں کہ قمر پاکستان کی منظوری کے بعد پاکستان کے حصول کی جت و جہد میں وہ تحریک پاکستان کے دنوں میں قائد اعظم نے حکومت برطانیہ کو کس کس انداز میں خطاب کیا، اور مختلف موقعوں پر حکومت کا ذکر کس خطاب میں فرمایا۔“

۲۶ مئی ۱۹۴۷ء کو جب صاحب محمود ہاکی صدر امت میں ملٹی پریسیڈنسی مسلم لیگ کانفرنس ہوئی، قائد اعظم نے اس کانفرنس کے لیے اپنے پیغام میں فرمایا: ”مجھ سے سوال کیا جاتا ہے کہ، تحریک ماحور بریویشن کے بنیادی اصول سے اتفاق

کر سکتے ہیں کہ ہندوستان کے شمال و مغرب کے علاقوں میں راہ مسلم حکومتیں قائم کر دی جائیں؟ وہ اتفاق کریں یا نہ کریں، ہم اس کے لیے حق فطری خسر نہ کریں گے، آخری خدائی ٹک ٹریں گے، مجھے علم ہے کہ انگلستان کے ہندوستان ملک کے جہازات اور ہنگ سب اسی جہاں کو سٹے سے لگائے ہوئے ہیں کہ ہندوستان ایک سے دو دیہا کی قوموں میں تقسیم ہو جائے گا، لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ ایسے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔“

۱۹ نومبر ۱۹۴۷ء کو مجلس امین ساریں کھٹ کی منظوری کے ہم موقع پر قائد اعظم نے جنگی خسارت کے لیے چھ کروڑ روپے کی منظوری کے مسئلے پر حکومت ہندومت تنقید کی۔ ”ہمارے پاس یہ ۲۵ لاکھ کوئی ذرا ہے، لیکن حکومت یہ دیکھ کر کس طرح غریب کرے گی، اور عوامیات کے لئے کون سے وعدے کیے جا چکے ہیں۔ اس میں ہماری رائے یا حصے یا اختیار و حیرہ کو کوئی دخل نہیں، ہم نہیں پوچھ سکتے کہ حکومت کیا عریج کر چکی ہے یا کیا کرے گی۔ ہمیں ہنگامہ فوج و رسا و سامان صیب کر دے دے، مجھے دو دوسرے حکموں کے متعلق متفرد شکایت ہے کہ ان میں کیا ہو رہا ہے۔ لیکن سب سے پہلے پیدا ہوئے، لیکن سب سے پہلے جو رہا ہے سب اور بے انصاری موجود ہے۔ دروگ فوج کر رہے ہیں کہ حکومت پس پردہ کیا کر رہی ہے۔ گشت ۹۴ میں وزیر ہند کے اعلان سے وضع ہو گیا کہ حکومت برطانیہ اس ملک کی بڑی جماعتوں میں اتفاق ہوئے تاکہ کسی دستور کو نافذ نہیں کر سکے گی لیکن قائد اعظم سے گفت و شنید کے دوران میں دانشور نے مندرجہ کہا کہ کسی کی کاپیز میں کتنے آدمی ہوں گے، کون سے محلے کن کے سپرد کیے جائیں گے، کون سی دوسری جماعتیں شامل ہوں گی۔ یہ سب کچھ وہ نہیں تانتا سکتا، بلکہ ضرور کہا ہے کہ سو لیگ کو دو نشستیں دے گا، اس کا ذکر کرنے ہوئے ۲ نومبر ۱۹۴۷ء کو

مسلم یونیورسٹی یوس میں علی گڑھ کے اجتماع میں قائد اعظم سے فرمایا "ایسی صورت میں کوئی خود جہاں حکومت کی تجویز ہوگی میں کر سکتی ہوں ایک ہم صرف اتحاد مستحق ہے کے لئے جس ایک ہمارے کام میں جہاں یہی ہے" یہی تقریر میں آگے چل کر انہوں نے کی۔ حکومت سے سماجی میں ایک کے وجود میں تجویز کو ہم پر نافذ کر دیا۔ انہوں سے جو نو نو گروہوں کو ششما کی دربار سے انہوں نے اس کی اس کو بھائی اور برادر عظیم ہو کر مل گئے جس میں سے دو مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے رکن بنے۔ "وہ سرے سے دھوکا دے کہ سرسید، حیات اور عظیم پنجاب اور عظیم سندھ اور عظیم آسام و رافضی یعنی اور عظیم بنگال کو جنس کو اس میں شریک کر دیا تھا جب یہ مسدور ملک کیٹی میں نہیں ہو تو سرسید حیات اور سرسید اللہ سے خود اس سرے کو چپے، استغناء بھیج دے لعل حق اس سے رہے، لیکن مسلم لیگ سے نکال دیئے گئے قائد اعظم نے یہی حوت سے اپنی تقریر میں کہا "آپ سب جانتے ہیں کہ اس کا کام ہو سکتا ہے اس سے مسترت ہوئی اور ہمیں خبر ہے کہ حکومت برطانیہ کو ایک چھ سنی مل گیا۔ کبھی شہر سے بھی خیر پیدا ہو جاتا ہے" یہی خبر میں قائد اعظم یوں کہتے ہیں "کہ حکومت برطانیہ سے صرف ہندوؤں کے مشورے سے کوئی دستور مرتب نہ کر کے ہمارے سر محفوظ ہوا تو وہ بہت ہی احمق ہو گیا۔"

دہلی میں مسلم سٹوڈنٹس فینڈیشن کے پچھلے اجتماع میں نومبر ۱۹۳۳ء قائد اعظم نے اپنی تقریر میں حکومت برطانیہ کو اس کی سنگین سمیت پر گاہ کے بربر و فتنہ شیعہ کا اعلان یوں فرمایا: "حقیقت یہ ہے کہ کانگریس برطانوی سنگینوں کے سامنے میں ہندوستان پر اقتدار حاصل کرنا چاہتی ہے۔ وہ دوسرے فرق پر جبر و استبداد کرے گی قوت و توانائی کی آبرو مند ہے۔ ہمیں اندر رہے کہ حکومت برطانیہ

مسلمانوں کو کانگریسوں یا ہندوؤں کے جھگڑے پر چڑھنے کی حدت میں نہ رہی ہے۔ اور اگر کبھی وہ یہی حرکت کرے گی تو اسے شیعہ فانی تھا، ہوگی۔"

پر ۱۹۳۱ء میں اس انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ جلسوں منعقدہ مدراس کا خطبہ صدارت علامت کے باوجود قائد اعظم نے فرمایا "ہم ایک کے بعد دوسری کئی نئی تحریکوں کے ساتھ سرے سے یہ خود بخود سنی کہ ملک معظم کی حکومت نے کل ہندو کر کے اجتماعی حکومت کا قیام مطلق کر دیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے برطانوی دوستوں کو علم یہ سست۔ اور پھر شہر پرچہ نہ ہر میں کتنی حمایت و بیباکت حاصل ہے۔ اس لیے ہم نے چلا اور سب سے بڑا مطالبہ کیا کہ مرکزی جماعتی حکومت صرف مطلق کی جائے بلکہ اس کا ارادہ ہی نہ کر دیا جائے۔ جون ۱۹۳۲ء میں ڈاکٹر دادر اس کے سامانوں سے خطاب کرتے ہوئے

ہمارے قوم سے فرمایا "میری رائے میں ہندوستان کبھی ایک قوم نہیں رہا۔ اور نہ اس میں کبھی کوئی قومی حکومت قائم ہوئی ہے۔ خود ہندوؤں کی حکومت رہی ہو یا مسلمانوں کی۔ یہاں ہمیشہ ایک شخصی و مطلق، بھان حکومت رہی ہے۔ اور آج بھی برطانوی سنگینیں ہی ہندوستان کو حکمران بنا کر رکھ رہے ہیں۔ جو ہی ہو سنگینیں یہاں سے ہٹائی جائیں گی، ہندوستان ایک جمہوریت بن جائے نہ نہیں رہے گا۔"

۲ نومبر ۱۹۳۲ء کو قائد اعظم نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں علیہ سے خطاب کیا، اس دن وہیں پرچہ ایک فانی شک کا قسطہ تھا۔ وہ جو سراں شہر کے دینی دوست تھے اور ان کا مرید پرست اثر تھا قائد اعظم نے فرمایا "مگر برطانوی حکومت حتیٰ حدت قرار کے باوجود ہمیں دیکھیں کہ کانگریس کے رجحان کو کم پر دال دے تو محض پرچہ کی بجائے کہ ہم اس فانی ہو گئے ہیں کہ یہی حکومت کو ناکام بنا دیں یہی اور مرید کی

معدہ طاقت بھی، سادستور سم پر ہندو ہیں کہ کتنی جس میں مسلمانوں کو قربان کیا گیا تو
جس غیر ملکی سنگیوں کے سامنے میں ۵۰ ٹنڈی، چرچا یا جہاز ہوگا، سم اس کی پردہ -
کہتے ہوئے ملک کے سارے نظام پر ہندو برپا کر دیں گے اور اس کو علویوں و
مغفل ناکر رکھ دیں گے۔

اسی تقریر میں قائد اعظم نے گاندھی جی کی سہ ماہی فراموشی کی تقریب کو صاف منکسر
کی رہ قرار دیتے ہوئے وہ یہ کہ یہیں تقریروں کی یہاں سے پور پور بھروسہ موقوف تو
قدرتی طور پر ہمارے سامنے ہی ایک، سترہ عدا کہ ہم ان کے ساتھ مل کر سس
تقریب کیجیں دیں کیونکہ اس تقریب کے مخالف ہیں ہماری ہمارے مل بھی شامل تھی، لیکن
مجھے یہ کہتے ہوئے اس وقت ہوتا ہے کہ ہم ننگے پروں پر ہی اعتماد نہیں کر سکتے، وہ
پہلے وہ پر ہوں۔ اس لیے ہم نے مسلمانوں سے کہہ کر وہ اس معاملے سے باخبر ہو
ریں، اس کو آپس میں بٹھائیں۔

فصل ترقی و امن کی بنیاد میں ہوا تھا کہ مسلم لیگ نے کٹ کر حکومت کی گواہی
جائزے تو اس بڑا مسلم شہر ڈھاکہ میں ڈھاکہ کے جلسہ منعقدہ ۲۹ دسمبر ۱۹۴۶ میں
تقریر کرتے ہوئے رکاوٹ ڈھاکہ سے بول کیا میں فصل یعنی صاحب کو کر سس کے
نتیجے کے طور پر رڈ منسٹرو کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور گورنر بنگال کی خدمت
میں نوٹس دھاکہ کو ہڈ پیش کرتا ہوں میں خوش ہوں کہ مسلم ہندوستان کو
لوگوں سے عداوت ملی جو مسلمانوں کے ساتھ بدترین عداوتی و دغا بازی کے طور پر
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی اکھن میں عداوت کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ خود وہ
نئے ہی بڑے آدمی ہوں، ان کو نکال دیا جائیے؟ ۵ دسمبر ۱۹۴۶ کو منگال
پر ہندو مسلم لیگ کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے قائد اعظم نے پھر اسی جنگ
مذاہمتیوں و فداؤں کا ذکر کیا و دغا بازی کے سسر حرکت کے خلاف

گوانہ اٹھائی۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۶ کو دہلی میں تقریر کرتے ہوئے، اسے قوم نے وضع کیا کہ ہم
حقیقت میں ہندو ہندو ہیں ہم بنگالوں کی طرح حکومت کو کوئی مدد بھی کرے
کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہم سے ایسی حیثیت نہ کبھی توں کی ہے درہ کوں گے۔
گر ہندو قومیت پر ہندو قومیت قائم ایک ایک ہندو ہندو قومیت کے خلاف فریاد
و دغا بازیوں پر ہندو قومیت کو ہم اس کی مدد نہ کریں گے تاں ہم سب کے سب
مرد ہیں۔

اسی تقریر میں آپ نے فرمایا: "یہ کٹا مہر سر قلمت و رہتوں طردی سے کہ ہم
برطانوی قلمت ہند کے موید و مدد ہیں۔ جو کٹ یا کٹتے ہیں وہ جانتے ہیں
کہ یہ جھوٹ ہے۔ مجھے یہی ساری مدد میں کبھی اس کا تصور بھی نہیں ہو کہ کسی
اصبی قدر میں رہا یہ ہے۔ مسلمانوں کے لیے سلام کی مدد یہی ہے۔
برطانوی کا بسڈ جنگ سے سربراہی کر رہیں کو پانی مندرہ ہر کبھی کہ ہندو
کی پاسی جھگڑوں کے سامنے کا پینہ کی خطا ویر رکھیں۔ اگر یہ مسئلہ جو چاہیں تو جنگ کے
کے دوران میں ایک ذمہ دار قومی حکومت بنا دی جائے۔ وائسرائے سربراہ و مملکت
ہوگا، امور و معاملات قومی حکومت کے کنٹرول میں رہیں گے اور انہی خطوط پر جنگ
کے بعد ہندوستان کو آدھ کر دیا جائے گا قیام اعظم نے ۱۹۴۶ء کو ایک
پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے صاف صاف الفاظ میں یہ خطا ویر کو مسترد
کر دیا اور اس کی وجہ بتائی کہ "میں خود میں پاکستان کو غیر مبہم و واضح طور پر
قائم نہیں کیا گیا اور مسلمانوں کے حق خود رویت کو تسلیم کیا گیا ہے۔"

۹ دسمبر ۱۹۴۶ء کو لیگ کونسل کے اجلاس میں ۱۹۴۵ء نے نگرینوں کی ہندو
پر حکومت کے ذکر میں فرمایا: "اس دہلی ہندو قوم پر یہ حکومت ۱۹۴۵ء سے قائم

سے اس کی مزا اعلیٰ کر دی گئی ہے۔

کاہلہ نے افغانی تجاویز کے بارے میں ۱۲ مئی ۱۹۴۶ء کو قائد اعظم نے شکر سے جواب دیا جاری کیا۔ اس کے سکوہ میں کہ "بھائی وہ دن وہ دور ہم کی سینیٹری و سسرٹ کے بین کانگریس و غیر چاندی کے در پر سے غور سے اس کے باقی و سق کا بھر پور ہے۔ اس کے بعد جو کچھ مناسب تھا اس کے لئے وہ بعد کریں گے" اس فیصلے کے بعد قائد نے تمام رفاہی کاموں کے بارے میں پرستار سب و اس موقع پر ایک دورہ تجویز میں کہا "میں اس میں ایک مرتبہ بھی نظر پاکستان پر اس پر غور سے کاغذ کرتا ہوں" کیا یہ یہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کر سکتا ہے؟ نہیں "مسلمانوں کے ہندو کوئی دوسرا نہیں کر سکتا"

قائد اعظم کی بصیرت پر واضح تھا کہ انگریز و ہندو دونوں مسلمانوں کے متعلق کی مباد پر مبنی و س ملک کو اپنے سے خطرہ سمجھتے تھے اس لیے وہ عام طور پر ۲۵ برسوں کا قوت کو خطاب کر کے پاستاں لینے کا حتمی اعلان کرتے رہے۔ ۵ جون ۱۹۴۶ء کو مسلم لیگ کو اس کے علاوہ اسمبلی میں ۲۵ برسوں کے قائد کا خطاب ملا جس میں فرمایا "پاکستان منظور کر کے ہیں" تاخیر سے کام لینا ہندو کے لیے کسی بہتر ثابت نہیں ہوگا۔ یہاں تو تم متعلق ہو جاؤ، ورنہ ہم تم سے بغیر اس کو حاصل کر کے رہیں گے۔ اس کے لیے کیا طریقے اور ذرائع حیدر کے جائیں گے۔ یہ وقت و حالات پر منحصر ہوگا" غریب کے آرمی ہوں سے ہا "میں رٹا یہ سے کہ ہوں کہ تم حدودہ عدالت کر رہے ہو کہ شدتاً ہیبت مردہ ہو چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی تیز نگین کے ہے ہی واریٹی مشن دہلی تھا کیا تم اس تجویز و نگین کو مدن میں احاطہ نہیں دے گئے ورنہ سر پرور سے مذہبیت خاں کرنے کو کہہ دو گے، جنگ عظیم ثانی

منظم ہوئے کے بعد واپسی کو جس سے مذہبیت خاں کر دیا تو وہ سدیدی اس پر قائل ہو گئے اور اس فیصلے میں حکومت برٹن سے اس کے ہر طرح مدد کی تھی، جو وعدے پہلے ورنہ نیک سے کیے گئے تھے۔ انیس اگست کو واپس کیا جاسے گا، اس و مدوں کو چور کیا جاسے۔ "تو تم یا ہی کرتے رہے صلیب کہ اس وقت فلسطین میں شام ورنہ مذہبیت میں کر رہے ہو تو تمہیں بھڑپا چاہیے کہ تم کم ورنہ و مسلمانوں کے عداوت بخروج کر رہے ہو ورنہ عداوت کا فروغ خطرہ ہے کہ ہوگا"

قائد ورنہ چلا گیا تو ۱۲ جون ۱۹۴۶ء کو قائد اعظم نے فیصلہ اس میں مسلم لیگ کو اس کے جہاں سے خطاب کرنے سے فرمایا "واریٹی مشن کانگریس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا رہے ورنہ اپنی جہاں میں کھینچ لیا رہا انہوں نے کھل کر الزام لگایا "یہ واریٹی مشن صاف حاویں الزام لگاتا ہوں کہ اس نے کانگریس کے ساتھ اس کی اور دوسرے کو جھجکا ہوں کہ انہوں میں ہیبت ہے تو اس وقت کی تردید کریں کہ۔ ۲۵ جون کو اس موقع سر مشورہ کر کے پس بھٹی گاؤں میں پہلے مسٹر گاندھی کو بعد سے چلا گیا ورنہ ہیبت دیر تک سمجھاتے بچاتے رہے کہ کانگریس اس کی تجویز کو مسترد کر کے پھر ورنہ سر مشورہ کر کے کانگریس سر مشورہ کانگریس میں ملے ورنہ ہیبت گھر گھر کر پنی جہاں گاہ پر لاسے ورنہ اس کے ورنہ یہ سارے شہر کی کانگریس پناہ لے لے لے واپس سے کر واریٹی مشن کی طویل مدت ورنہ تجویز کی منظوری کا اعلان کر کے ورنہ واریٹی مشن اس کے عرصے میں عارضی حکومت کی حکیم خد کر دے گا۔ "قائد اعظم سے پھر ورنہ سر مشورہ کو جھجکا کر کے ہوئے پناہ ورنہ کانگریس میں اپنی ورنہ واریٹی مشن کو حوسد چنی طرح مشورہ کرنے جوئے پھر ایک بار لکھا ہوں کہ میں نے جس سارے مشن کا لکھا ہے وہ ورنہ سے عین حقیقت ہے ورنہ کانگریس کو جھجکا کرتا ہوں کہ وہ اس وقت کی تردید کریں۔ اس کی تردید نہ پر عرض ہے کہ کانگریس پر اپنا دانا

نہیں ہے جسے منظم کر دیا جائے بلکہ اس سے دور قی مشن کے ارکان اور اس کے
کی خدمت پر صرف تیار ہے۔

اس تقریر کے آخر میں انہوں نے کہا "برطانوی حکومت شدید وعدہ خلافی
کی مرتکب ہوئی اور اس نے کانگرس کو جوئی کرے کے سے عاریتاً حکومت کی
تکفیل ملتی کر دی۔ جس ملک معظّم کی حکومت کے ارکان سرحد دس دس کے
درمیان مل کر بیوی دس ہی حکومت اور پی قوم کو جو کر سکتے ہیں اور لوگو
پر ہم کیسے بھروسہ کر سکتے ہیں

لیگ سے "سب استخدام" بھی سوں باقرونی کا قصد کرنا بقائد معظّم
سے ۳۰ جولائی ۱۹۴۶ کو کانگرس کا سرس میں دس کی دعا حلف قرانی
"ایسی صورت میں کہ برطانوی حکومت و کانگرس دونوں اپنے اپنے طریقے پر
مستقیم ہیں ایک کے پاس آئیں۔ سہ ہے و دو مہرے کے پاس گواہی تحریک
کی دھکیں مسم لیگ نے محسوس کیا کہ وقت کی ہم ضرورت سے کہ
وہ اس سلسلے میں اپنے طور پر ہی وقت کو جمع کرے۔ برطانوی کے پاس
مستقیم گئیں ہیں و وہ یہی وقت کو خیر کرے ہیں۔ دسے کوئی مدد سب سبیں
جہاں ہم اس کے علاوہ ہیں میں وہ اپنے قول و فعل میں راد و خود مختار ہے
دوسری پارٹی کانگرس ہے وہ پوری طرح دوسری قسم کے اختیار کو مستحق کرک
کی دشمن کو معوں اور حق نہیں سمجھا چاہیے۔ اس لیے سب ممکنہ اپنے لیے طے کیا ہے
کہ دست تقدیر کی تیار و اس پر عمل جاری پالیسی اور پروگرام کا خراج ہے؟

کانگرس اور وزیر اعظم نیشنل کی سارٹس نے پر وہ پ و ہاراکر پڈت جو اہر انڈ
کو وزارت سے کی دعوت دے دی گئی۔ اس موقع پر ۶ اگست ۱۹۴۶ء کو
قائد اعظم نے ایک بیان جاری کیا جس میں کہا "و سرنے سے جو قدم اٹھایا ہے۔

وہ سہائی غیر دانشمند اور غیر ترمسہ ہے و وہ خطرناک ورنہ ایک ترمسہ
کا حامل ہے۔۔۔ سنے کا و عدل یہ ہے کہ بدوستان و پاکستان و بدوستان میں
تقسیم کر دیا جائے۔

۲۶ اگست ۱۹۴۶ء کو پتہ پیغام عید میں قائد نے اپنی قوم سے کہا "آج اسے
یا قی پر تار کی پھٹی سوتی ہے عظمت برطانیہ اور و سرنے لاج کی کارروائی
مبصر کر رہیں ہیں۔ انہیں مذہم کرے کی کوشش کی ہے ہمارے حق نہ ہند کی
سرخ کیا گیا ہے انہیں ہر طرف سے دھکیں دی جا رہی ہیں۔ و سرنے سے لے لے
عرشہ صیاد کیا ہے۔۔۔ حکومت برطانیہ کے ادا سب حل و عقد اور جناب و اس
سے کانگرس کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور اب اس کے لیے کھٹے الفاظ میں
صرف دعا کرنا باقی رہ گیا ہے کہ ہم سب دمر و۔ پس سے دستکش جوئے ہیں
اور اس ملک کی حکومت دیگی ذات کے ہندوؤں کے حواس کرے دے ہیں۔
۔۔۔ انہیں ایک منظم و متحد قوم کی طرح اس ادا سب خدمات کا مفاد کر سبے در
کا مہدی حاصل کرنا ہے۔ میں کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر دس کر دس سال متحد
منظم جو عایشی تو ہمارے مخالفین کی نام سارستیں و ترمسہ بری طرح کام ہوں
کہ و ہم اس جد و جہد میں فتح پاب ہوں گے۔ ہم پاکت حاصل کر کے ہیں
گے کیونکہ یہ ہماری مشکلات کا و عدل ہے و اس کے غیر ہم نیست و ناوود
ہو جائیں گے۔

دوسرے دن (۳۰ اگست ۱۹۴۶ء کو) پھر قائد نے فرمایا "و سرنے پانچویں
جو و سرنے عورتی حکومت کے سلسلے میں ۳۰ اگست کو دلی سے سرنے حق معص
وگوں سے جب سے ہڈی پر سارست قومیت تار ہو گئے تھے لیکن جب و بی
جز جہاں میں شائع ہوئی و اس پر خود و عرض کیا گیا کہ تو اس کی نسبت کھلی

قائد اعظم بحیثیت مسلمان

قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمہ کو اسلام کی محنت کا سبق و مدہ کی گود ہی میں مل گیا تھا۔ ان کی دہرہ صفت چوری کر سنے کے لیے شیر خوار محمد علی جناح کو پیر جس کی درگاہ پرے گئیں جہاں اس کا عقیدہ کیا گیا اور اس کے سر کے ہاں تار سے لکھ دہرنت محترمہ کا طرہ جناح ہی تھا "دی برور" میں اس سفر کی تحصیل کیا کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ جس کشتی میں یہ لوگ سوار تھے، وہ طوفان میں گھر گئی۔ کشتی میں سوار لوگ سر پیر ہو گئے۔ میرے والد کی لڑکیوں پر لگی ہوئی تھیں۔ میری دہرہ اپنے ناڈے بیٹے محمد علی کو پلچے سے لگائے تمام ساتھی ملاحوں کی سلامتی کی دعا میں لگے رہی تھیں۔ طوفان مل گیا۔ یہ لوگ بحیرہ عرب ساحل پر پہنچے تو میری والدہ نے میرے والد سے ذکر کیا کہ میں نے اس کشتی میں یہ مسلمان تھے کہ اگر اللہ سے بخیر بہت منزل پر پہنچا تو میں شکر نے کے طور پر حضرت پیر جس کی درگاہ پر میرے ایک دن قیام کروں گی۔ چنانچہ محمد علی جناح نے دین سے محبت کا سبق اپنی والدہ سے سیکھا اور زندگی کے سعی برسوں میں دین کے نام پر ایک ایک ملکیت کے حصول میں کامیاب ہوئے۔

ایک مسلمان کی حیثیت سے قائد اعظم نے اپنی زندگی کو بے حول دہری ورجن کوئی گمان نہ بنایا۔ عارفان صرف اس سے ڈرتا ہے، اور جو خوف خدا کو شعار کہتا ہے، ہر قسم کا خوف اس سے دور ہو جاتا ہے۔ قائد اعظم سے ہر ایک

ملاسنہ تقریر کے الفاظ محنت چار کی سے مرتب کیے گئے تھے۔ واسطے سے اپنا وعدہ ادا کر کے دور رس کے ساتھ "سلم نیگ" کو منظر بردار کر کے دو برنی پروردگار کا موت و یاد میں ہیں حاکم برطانوی حکومت پالیسی کی اصل حال مستند سے وقت ہے، ہمیں لیکٹ ٹیجے۔ بسا معلوم ہوتا ہے کہ برطانوی محرم اور برطانوی پریس سے جس کو چھپانے کے لیے درپردہ کوئی تحریک کام کر رہی ہے۔ واسطے سے کا طرز عمل ۱۹۴۰ کے عہد سے پاک شہادت تیسرے طرف ہے۔ مدر برطانوی حکومت نے تہذیبی اور اس کی ترتیب میں پیر پائی بھی شریک تھی۔

قیام پاکستان سے چند ماہ پہلے ۱۲ مارچ ۱۹۴۷ء کو جس چیمبر آف کامرس میں کے اجتماع سے قائد اعظم کا خطاب فرمانے ہوئے کہ "ہمدوستان کیا ہے یا ہتھیم ہو جائے" آخر تحریروں کا اس سے کیا واسطہ ہے، وہ اس کے متعلق کیوں چہیتا ہو رہے ہیں، وہ کیوں تمیدوں کے خلاف عہدہ لڑتی کر کے ملک کی قیادت کے لیے کچھ کر رہی ہیں، کچھ کر رہے ہیں۔ تحریر کر رہے ہیں۔ یہاں سے جہاں ہی پڑے گا بیگ وہ متحدہ ہمدوستان کا رنگ کیوں دہا رہے ہیں" تاریخ کی سس دہائی میں غور فرمائیے کہ قائد اعظم میرے لئے سے پاکستان کے حصول کے لیے کیا کچھ کیا۔ اور کہا پاکستان کسی سے بحیثیت کے طور پر مل گیا ہے یا قائد اعظم سے ملنا پڑا کچھ پرستے چھپا ہے؟

ہات کو جیسے انھوں نے پرچ سمجھا، نہایت بے خلقی و برے ہاکی کے ساتھ بیان کر دیا۔
اسوں سے مصدقوں کی رکاوٹوں کو کبھی سمجھ نہیں دی۔ ۱۹۷۰ء میں کاننگر سس
میں تھے تو گامدھی جی سے "مان کو پریشین" کا چکر چلایا محمد علی جناح نے کاننگر سس
کے پیٹ فارم پر ترک موالات کے خلاف دوٹو دیا، تحریک خلافت کے
حوالے سے مسلمان رہنماؤں نے قوم کو ترک موالات پر بھار کچھ عرصے مسلمانوں
کو ترک وطن کی تلقین کی وریوں رکھوں ضرور کو بے فکر کر دیا، کچھ خداتان چائے ہو
یہ وہیں آتے ہوئے مر گئے، کچھ وہاں ٹٹ گئے کچھ وہیں پئے گئے اس طرح
مسلمانوں کا بے نہ رہا خدا ہوا۔ ایسے میں حبیب مسلمانوں کی جذباتی تقریر
کے دم میں گرفتار تھے وکسی سے صاحب دلی سے بھڑک کر کے کوئی فیصلہ کر کے
کے موافق نہیں نہ تھے، قائد اعظم نے سیاست ہی سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

مقتدرہ دست و نشان کی سبلی کے ممبر کی حیثیت سے انھوں سے ہمیشہ
انگریزوں کو کھری کھری سبلیں اور احقاق حق کی۔ برداری سے عصبہ برد
ہوتے رہے

تقسیم ہند کا فیصلہ ہو گیا تو لارڈ ڈائونٹ بین بھارت اور پاکستان دونوں ملکوں
کا گورنر جنرل بننے کے خواب دیکھنے لگا، قائد اعظم نے اس کی دھمکیوں اور فتنوں کا
کوئی اثر قبول نہ کیا، ورقم کے مفاد میں خود گورنر جنرل بننے کا علان کر دیا۔

اللہ تعالیٰ سے منافقین کے یہ جہم کے سب سے بچے طعن کی ضروری ہے
قائد اعظم نے زندگی بھر نہ وقت، رہا کاری، درفتخ کے خلافت عمل جہاد کیا، انھوں سے
اپنے ظاہر و باطن کو ایک رکھا، ان میں تفاوت کا نا سبب بھی نہیں نے یہ گفتار
کر دیا میں بعد اس کے نزدیک بہت بڑا جرم تھا وروہ عداور رسول خدا کے احکام
کے پیش نظر منافقت اور رہا کاری سے ہمیشہ بے غور رہے، اور ایسے آدمی کو کبھی

پسند میں کہ جسے اس جرم کا چھٹا ہو۔

قائد اعظم مسلمانوں کے سیاسی رہنما تھے۔ مسلمان ان سے محبت کرتے تھے،
عقیدت رکھتے تھے۔ لیکن انھوں نے اپنے ہندو سے دو کوٹ پتوں کو ہر سے
کو رہا کاری سمجھا، اسے منافقت گردانا، اور اپنا پسندیدہ باس پٹتے رہے۔ ایک
محسوس میں گنجی میں بیٹے ہوئے ان کا ہیٹ کھٹنے پر پڑھا، باس بیٹے ہوئے وہاں
محمد ساجیل سے اس چال سے کہ مسلمانوں میں انگریزوں کے خلاف ہر وقت نفرت
لگتی وروہ بیٹ کوں کا تہرہ خصوصی بچھے تھے قائد سے درخواست کی کہ وہ
سبٹ نہیں دے دیں تاکہ وہ سبٹ ایک طرف رکھ دیں لوگوں کو نظر نہیں آئے گا
تو ن پر چھ تو پڑے گا قائد اعظم نے ہر سبٹ تو ہٹا دیا وروہ سے پتہ سر پر
رکھ دیا

اسی لیے محاسبین اس کا سامنا کرتے ہوئے کرتے تھے کہ وہ لگی بیٹی رکھے
بغیر حق بات کہہ دینے کا واسطہ نہ رکھتے تھے، وروہی مسلمان کی شان ہے۔ خدا تعالیٰ سے
محسوس سے احساب کی بتین کی ہے اور محسوسوں پر لعنت کی ہے تو پھر سچ سے
ڈرنا کیا، خدا سے منافقت کا نتیجہ دوزخ کا سب سے بڑا طبقہ قرار دیا ہے تو
قائد اعظم ہر نفرت کیوں نہ کرتے۔

قائد اعظم کا مقصد کاننگریوں سے خداجن کا اور مصلحتی رہا کاری رہا
کانگریسیوں کے دھرتا گامدھی جی ایک پرستار ہو کر تنگ دھڑلنگ رہنے کا
ڈھونگ رہا تے رہے، انھوں نے کبھی "مان کو پریشین" کی بات چلائی، کبھی
"عدو سندو" کی تبلیغ کی، کبھی کھد پوٹی کی مہم چلائی۔ لیکن محمد علی جناح کے نزدیک
یہاں سبب اصل نہیں۔ لاکھوں کروڑوں کی جائیدادوں اور مصدقوں کے مالک
عوم ان سس کو دھوکہ دینے کے لیے کھد پوٹے پھریں تو یہ منافقت ہے

اور قائد اعظم نے اسی کسی حرکت کو کبھی پسند نہیں کیا۔

اسلام میں محکمہ بیت کا اختراع تک نہیں ہے مسلمان تو اللہ کی نیا بت میں حکومت کا تنظیم کرتا ہے کسی کے زیر نگین نہیں رہ سکا وقت دار سلام کے اہل مغربوں میں رہتے مسلمان کے لیے وہی راستے میں ہالک چھوڑ کر چلا جائے یا نظام و رگاہر حکومت کو رہے کے لیے جہاد کرے قائد اعظم نے اپنی تمام زندگی انگریزوں کی حکومت کے خلاف جدوجہد کی اور جو بے پرواہی کے ہندو مسلمان کو انگریز کی علامی سے طاعن کر ہی غلامی میں لایا جاتا ہے تو اس سے بھی زیادتی کی قائد کی محنت کو مستثنیٰ نہ کرنا ۱۹۴۷ء کی شکل میں مودرمو نہیں اور مسلمان ہندو حکومتی کے جوئے کو تار پھیلنے میں کامیاب ہو گئے۔

نظم و ضبط اسلام میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ معاشرت سے بے کر معاشرتی زندگی کے تمام شعبوں تک اسلام سے ہے۔ اسے دین کو نظم و ضبط کی قطعیت کی سب سے قائد اعظم اس حیثیت میں بھی پکے اور سچے مسلمان کی طرح قوم کو نظم و ضبط کا پابند دیکھا جاتے تھے چنانچہ انہوں نے مختلف موقعوں پر اہل اسلام کو اس کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی اور کہاں نہیں قوم میں اس کا فقدان نہ ہو گیا وہ انہوں نے سخت ماری کا اظہار کر کے اس کی اہمیت مسلمانوں کے دلوں میں راسخ کرنا چاہی

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جس سے اپنے آپ کو پہچانیں، اس نے خدا کو پہچان لیا۔ یعنی خود کو اس خدا کو کی رہ دکھائی ہے۔ قائد اعظم خود کو گہری کی دہشت سے ڈالتے تھے۔ وہ وقت کو اس صفت سے متصف دیکھنا چاہتے تھے۔ وہ یہ صفت کے مسیحا میں رہے یا قانون کی عدالت میں وہ سادھتوں میں ہوسے یا معاندی کے پاس انہوں نے جلیہ خود کو گہری کی دوست کا احساس کیا۔ اور لوگوں

کو اس کا احساس دلایا۔ انہوں نے قوم کے لیے اس صفت کے حصول ہی کی خاطر ایک ملک کا ملامت کیا اور پھر سے حاصل کر کے دم دیا۔

مسلمانوں کو حد و پیموں سے پابندی وقت کا احساس دلانے کے لیے بہت سے حکام دیے ہیں مگر راج رورہ، زکوٰۃ تمام عبادت میں پابندی وقت ہی کو میاوی اہمیت حاصل ہے قائد اعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی سے ظاہر ہے کہ وہ پابندی وقت کا بہت جہاں رکھتے تھے۔ وہ مقررہ وقت کے علاوہ کسی ملاقات سے نہیں ملنے دیتے۔ کہیں جانا ہو یا کسی کو اس کے پاس نہ جانا نہیں پنے۔ اور دوسروں کے وقت کا ہم جہاں ہوتا تھا۔ ایک مارن کا محاسن ایک دھرم کی تاثیر سے پہنچا تو انہوں سے حیا منت سونے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے اہمیت لوگوں کو اس کی اہمیت جہاں کی سہی کی۔

اسلام سے پائی عورت اور پرستے مال پر نظر رکھنے کی ممانعت کی ہے۔ قائد کی زندگی تمام دنیا کے سامنے ہے۔ انہوں نے کسی کے حصے کے ہاں کو کبھی نظر اٹھی کر بھی نہیں دیکھا۔ اور اگر کبھی کسی سے وکیل کے طور پر ان سے ملنے کی پوچھ نہیں سے یہ وہ رقم دینا چاہی تو انہوں سے اسے پہنچا نہ جاسکتے ہوئے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ انگلستان میں حصول تعلیم میں مصروف تھے کہ شہر کے میں امت کھاتے کے بعد انگلستان کی ایک خاتون نے معاہدے کے مطابق اپنی مرضی سے انتقال کرنا چاہی کہ محمد علی جناح اسے پیار کریں۔ تو جناح محض اس سے چھس سے ایک آؤٹ کر گئے تھے کہ اسلام نے ایسی بیوی کے علاوہ کسی عورت کو پیار کرنے کی اجازت نہیں دی۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو محمد کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ قائد اعظم کی حیات پر نگاہ دوڑائیں تو اس کا ایک لمحہ بھی اس گناہ میں

عزت نظر نہیں آتا۔ اس کی زندگی مسکن تک دو سو سے عبارت تھی لیکن کہیں جسد کا تشہد بھی دکھائی نہیں دیتا۔ قائد اعظم نے وکاسٹ شروع کی تو بڑے وکسوں سے جسد ہیں کہ انہوں نے سیاست کی ورنی پڑھا رہی تھی پائی کی تو چھوٹا بیڈر ہونے پر کسی بڑے سے بیڈر سے جسد ہیں کیا گزرتا ہے۔ کسی کی نہیں کی حتیٰ بات کہ وہ سب سے کامیاب ہر حال انجام دیتے ہیں۔ حبیب خود بڑے بیڈر بن گئے تو کسی جھوٹے بیڈر کو حقیر نہیں سمجھا کہ مسکن کی سٹاں ہی ہے

حضور سرورِ باریا صلی اللہ علیہ وسلم سے خوش نہ کرنے والے کا مذہب کا سب سے بھروسہ کی بات فرمائی۔ قائد اعظم نے اسے یوں فرما دیا کہ اس کے واسطے کسی کو ان کی تعریف کرنے کی جرات نہیں ہوتی تھی خصوصاً پاکستان کے واسطے سے تو بات ان کے سامنے بھی ہوتی تھی لیکن کسی خوشامدی کو اپنا من ان پر آتا ہے کہ جرات اول تو ہوتی ہی نہ تھی، کوئی یہ جرات نہ کر سکتا تھا تو اسے مشکل پڑتی تھی۔

جو شخص لوگوں کے سامنے پرستی دینے کی عزت نہ رکھتا ہو، اس سے غیبت جب تبلیغِ حق سمندر ہی نہیں ہو سکتی۔ اس سے اس کی ضرورت نہیں رہتی کہ غیبت کا مرتکب ہو۔ غیبت کا رکش کو جہنم و قیامت ہے اور قائد اعظم سازشیوں کو پاس بھی پھٹکے نہ دیتے تھے۔ ہمارے قوم پرستی کے روبرو رہ کر کہہ دینے کے حوصلے سے ہر مند تھے۔ اس لیے غیبت کا جرم جسے خدا و تعالیٰ نے مردہ بھائی کا گورنمنٹ کالے کے ستر ادا کیا ہے اس سے سمندر ہی نہیں ہو سکتا۔

آقا نے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خصوصیت جو کسی شخص میں پائی جاتی ہو، اس کی غیر حاضری میں اس کا ذکر کیا جائے تو غیبت ہے۔ اگر ایسی کوئی شخص کسی کے متعلق کہی جائے جو اس میں نہ پائی جاتی ہو تو بہت بڑا گناہ ہے۔

میں ہندو تشریف عام ہوتی ہے کچھ عہدے قائد اعظم کی بیوی کے متعلق شائع کیے گئے ہیں۔ ان کی محترمہ ہمشیرہ کو گالیاں دیں، لیکن خوشگوار حیرت ہوتی ہے جب ایسی باتیں سن کر بھی قائد اعظم نے اپنے کسی مخالف کے ہارسے میں بہت بڑا اثر تھا، ان کے متعلق سچی باتیں بھی ان کی غیر حاضری میں نہیں کہیں۔ چنانچہ سیاست کی دنیا میں جہاں بہت سی ترائشی اور شام طرزی کا سکہ چلتا ہے اس صاف ستھرے انسان سے سیاست تک کو قریب نہیں پھٹکتے دیا۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو شرع شناسی کا درس دیا ہے۔ آدمی خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عہدے دار بھی ہو اور فرخ شناسی کا مرتکب بھی ہو ممکن نہیں بلکہ اصل میں اپنے دعوے میں جھوٹا ہونا ہے۔ قائد اعظم اپنے دعویٰ اسلام میں اتنے سچے تھے کہ انہوں نے شرع شناسی کا دامن ہی آخری علامت میں بھی نہیں چھوڑا۔ بہتر ملک پر چڑھے ہوئے بھی وہ اپنے فرائض کے ہارسے میں سوچتے تھے، وہ اسی کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ ان کا احساس و مرداری فریاد تھا۔ جو لوگ روس کے غمگین ہوں، وہ ہی دراصل صحیح معنوں میں ایمان و یقین کے

درجے پر فائدہ ہوتے ہیں اور قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عزم معتمدِ قریب کی شکل میں لوگوں کے سامنے گیا۔ مسلمان وہ ہے جو پیسے نیکی کا مال ہو، پھر لوگوں کو اس کی تلقین کرے۔ "لَا تَقْفُو لِقَاءَ رَبِّكَ إِلَّا تَقَفْتُمْ" کی انہی ہدایت سے کرد و عمل میں یکسانیت اور ہم آہنگی سکھائی ہے۔ قائد اعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو حق قوم کو سکھایا، اس پر پیسے خود عمل کیا۔ انہوں نے عمل پیہم سے اپنے نصیب انہیں کو حاصل کر لیا اور صرف اسی طرح ضرورت کامیابیوں سے بھرا ہو سکتا ہے۔

"قائد اعظم" سچے اور کھربے مسلمان تھے۔ انہیں خدا و رسول کی تعظیم کو

پنے جسم و جان پر رستنے کا سبقت تھا۔ انہوں نے اسلام کی سکھائی ہوئی روح پر چل کر
منہ پر پہنچنے کا راہ کیا خود، خدادی بن کارا و سحر تھا۔ حدود و کمرہ جل و علائے
منزل پر مقصود گھوڑوں کے قریب کر دیا۔ گراں کی قوت ایمانی کا رفرمانہ ہوتی تو کما
دینا میں پہا گھی بڑا ہے کہ کوئی یہ شخص کسی قوم کا مسٹر رہا بن جائے جو اس قوم
کی رہا میں گفتگو کرتا ہو۔ ان کے پیسنہ یہاں ہی کی بدعت اللہ کریم نے
لوگوں کے دل ان کے پیسے سے بھر کر دیئے۔ اور یہاں وہ شہر و گھر ہی سے تاجد مسلمان
نکھر رہے ہوتے۔ اسے محمد علی جناح کی رہنمائی میں پاکستان سے کے رہتے

قائد اعظم۔ بحیثیت قانون دان

محمد علی جناح کی اصل تعلیم حاصل کرنے کے لیے ۱۸۹۲ء میں انگلستان
گئے۔ وہاں "پگن ان" میں داخلہ دیا۔ آپ پہلے ہندوستانی تھے جس نے ۸
سال کی عمر میں میرٹھی کی تعلیم مکمل کی۔ ۱۸۹۶ء میں واپس ہندوستان لوٹے تو
گھریلو حالات دیگر لوگوں تھے۔ والدہ فوت ہو چکی تھیں، والد کا کاروبار ختم ہو چکا تھا۔
انہوں نے عملی زندگی کا آغاز کیا تو حالات کی نامساعدت نے روڑے اٹکائے۔
ابتداءً تین سال سزائش کے تھے محمد علی جناح استقلال، پامردی و مستقل مزاجی
کا بھجوتہ تھے۔ ان کے کردار کے یہ پیداوی اور صاف رنگ لائے بیٹی کے ایشو کو
سرل موس ورتھ میکفرسن سے محمد علی جناح کو پتہ چیمبرز میں مطالعے کی اجازت
دے دی۔

۱۹۰۰ء میں پرنسٹن میڈیکل اسکول کی سماجی حال ہوئی تو جڈیٹل ڈیپارٹمنٹ
کے ایچارج سر جارجس اوپوٹل کے اس علمی سماجی پرن کا تفرکہ دیا اس
دور میں انہوں نے اپنی نہایت اور قابلیت کا سیکھ لیا۔ سر اوپوٹل نے
ہیں ۵ سو روپے ہوا کی ایک عمارت کی فیکشش کی توجہ کے لئے کہا کہ تیرہ
ہندو سو روپے ہوا کے بجائے ۵ سو روپے روکار گنا چاہتا ہوں۔

محمد علی جناح نے اپنی قابلیت، ذہانت اور مستقل مزاجی سے جلد ہی بیٹی
میں ایک خاص مقام پیدا کر لیا اور بڑے بغیر کے چوٹی کے وکلاء میں اس کا شمار

ہونے لگا۔ قائد اعظم پوری جامعہ شامی سے مفقود تیار کرتے تھے، ورنہ عدالت میں بہت سچے طریقے سے اسے پیش کرتے۔ اس کے دلائل گونا گوں متاثر کر رہے تھے۔

عدالت میں قائد اعظم کی جرات اور سہہ ہاکی کے بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ ایک بار ایک راج کوٹ کا استغلاں سپرد کیا تو اس نے کہا: مسٹر جج! جہاں رہے کہ آپ کسی ٹھنڈے کھانسنے والے کو خطاب نہیں کر رہے۔ قائد اعظم سے رخصت جواب دیا: "اور آپ بھی ملت بھول گئے کہ آپ کے سامنے کوئی تھوڑا کلاس وکیل نہیں ہے۔"

ایک مقدمے کی سماعت کے دوران میں جج سے انہیں ہمدردی سے بولنے کو کہا کہ وہ اس کی ذمہ داری نہیں سن سکتا۔ انہوں نے کہا: میں پیرسٹر ہوں، بیگم ہیں ہوں، کچھ دیر کے بعد اس سے پھر نہیں دیکھیں گے کہ کیا توجہ دے رہے ہیں۔ اگر آپ کتابوں کا انبار اپنے سامنے سے ہٹا دیں تو جناب کو سب سے وقت نہیں ہوگی۔"

ایک مرتبہ قائد اعظم جسٹس مرزا علی اکبر خاں کی عدالت میں بحث کر رہے تھے۔ کسی سسٹم میں جسٹس مرزا کی زبان سے مل گیا کہ "یہ میری ذاتی رائے ہے۔" قائد اعظم نے فوراً کہا: "یور لارڈ مشپ! میں آپ کی ذاتی رائے کو پیش کے دو بلٹوں کے برابر بھی وقعت نہیں دیتا۔"

ذاتی پاکستان محمد علی جناح رحمہ اللہ سے اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں بھی بے حد اثر کی عملی شاہین قائم کیں۔ ایک دفعہ ایک مولیٰ قانونی مشورے کے لیے آپ کے پاس آیا۔ اس سے مقدمے کی نہایت ضخیم مسئلہ پیش کی، ورنہ گھنٹہ فیس مقرر کر کے ہونے دس ہزار روپے دیا اور کہا کہ جب دس ہزار روپے ختم ہو جائیں، آپ

مسل لاو مطالعہ نہ کر دیں، مولیٰ آقا قائد اعظم سے اس مقصد کے لیے صرف کے گئے وقت کے مطابق ساڑھے تین ہزار روپے رکھ لیے، باقی رقم واپس کر دی۔

ایک مرتبہ ان کے سوسٹریٹ، ایک مولیٰ ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ اس کے پاس مقدمے کے لیے زیادہ پیسے ہیں ہیں۔ انہوں نے مقدمے کے لیے لیکن بار گئے گھر میں بیٹیں تھیں کہ مقدمے میں جہاں ہے، اس کو چاہیے سوسٹریٹ جناح کو پھر یقین دلایا کہ مولیٰ کے پاس رقم نہیں ہے، انہوں نے سوسٹریٹ سے کہا کہ آپ اس دن کر کے کچھ خرچ کر دے، اپنی جیب سے دسے دے۔ پیل میں وہ حیات گئے لیکن جب واسٹرنے انہیں جیس دونا چاہی تو قائد اعظم سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ انہوں نے مقدمہ بغیر جیس کے کیا تھا۔

قائد اعظم کے ایک مولیٰ سے عدالت میں اس کی کارکردگی سے متاثر ہو کر مقررہ معاوضے سے زیادہ رقم بھیجی تو انہوں نے فاضل رقم واپس کر دی اور لکھا کہ حق جیس ملے ہوئی تھی میں اسی قدر سے لے سکتا ہوں، رائے نہیں

ایک مرتبہ تاجر کسی ٹیکس انڈسٹری میں، خود ہونے قائد اعظم سے جیس کی بات ہوئی تو انہوں نے کہا: "پانچ سو روپے روزانہ" تاجر سے کہا: میرے پاس پانچ ہزار روپے ہیں، پتا نہیں مقدمہ کب تک چلے گا، آپ یہ رقم معاوضے کے طور پر وصول کر لیں لیکن قائد اعظم نہیں اسے مقدمہ بہانہ دن میں مقدمہ جیتا، ورنہ سو روپے فیس وصول کی۔

قائد اعظم انہوں نے تحصیل سے انہوں نے سیکرٹری سٹ بھوپال کے کاغذات و دستاویزات دیکھ کر دو چار سو روپے قرض پر مشق تھے، مشورے کے لیے پانچ سو روپے فی گھنٹہ فیس ملے گی۔ مولیٰ کا خیال تھا کہ تمام کاغذات دیکھنے پر کئی دن لگیں گے لیکن حراج سے سب سے سٹ میں مقدمے کی حقیقت

سچ کر مشورہ دے دو۔ ورنہ ہمیں منٹ کے حساب سے رقم وصول کی۔

ہمارے قوم قائد اعظم محمد علی جناح صاحب رحمہ نے اپنی سیاسی زندگی کی طرح وکیل کے طور پر بھی پیشہ ور زندگی میں بھی، مسووس کا چیلن رکھا اور کس برس سے سے ٹرے ٹرے سے بھی تھامے نہیں ہوئے۔ ۶۰وں نے وہاں ہی درجہ کو کبھی ہاتھ سے نہیں دے دیا اور کبھی کسی کی جائزہ دے نہیں دیا۔ ورنہ عجب میں نہیں سے ۹۲ کا ذکر ہے، اپنی کورٹ میں کوئی بڑا جرم مقدمہ نہ چلا رہا تھا عد کا کروکھی کچھ بھر ہو تھا حتیٰ کہ اس کے دروازے سد کرنا پڑے۔ کمرے میں ایک حلقہ دکلا کے لیے محسوس تھا۔ جب محمد علی جناح اندر آئے تو ۶۰وں سے دیکھا کہ کوئی کرسی صاف نہیں۔ لیکن غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ دکلا کی سسٹم میں سے ایک پر مینٹی کارپوریشن کا صدر جیمز میکڈنلڈ بیٹھا ہوا ہے۔ محمد علی جناح نے انہیں کہا کہ وہ کرسی خالی کر دیں۔ مسٹر میکڈنلڈ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ انہیں بھی کوئی شخص کرسی صاف کرے کہ یہ کہہ سکتا ہے، بچا بچہ کرسی سے نہیں اُٹھے۔ محمد علی جناح نے عدالت کے نشی سے شکایت کی، درمطابق کہ مسٹر میکڈنلڈ کو کرسی سے اُٹھا جائے۔ نشی بچا یا تو جناح نے دھمکی دی کہ وہ جج سے شکایت کرے گا۔ نشی نے مجبوراً میکڈنلڈ سے کرسی خالی کرے کی درخواست کی۔ درجہ جناح وہاں بیٹھ گئے۔ مسٹر میکڈنلڈ نے ناراضی ہونے کے بجائے جناح کا نام دیا دست کیا۔ در کچھ دن بعد انہیں ایک ہزار روپے ہمارے پر کارپوریشن کا وکیل مقرر کر دیا۔

قائد اعظم کو جس مقدمے کے بارے میں یقین ہو گا کہ جھوٹا ہے، سے ہاتھ میں نہیں لیتے تھے۔ درنظر ہر جہ کوں کے نزدیک اُمروں کے مقابلے میں پیسے کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ ایک دفعہ پنجاب کی ایک ریاست کے حکمران نے پچھلے

کے طاغوت کے ساتھ فیس کے طور پر ایک لاکھ روپے بھی پیش کر کے اصرار کیا کہ اس مقدمے کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ انہیں کیس کے مقدمے کے بعد آپ نے کاغذات کے ساتھ میس بھی دیں کہ وہ کیونکہ مقدمہ جھوٹا تھا۔

ایک مقدمے کے سلسلے میں انہیں بھوپال جانا تھا۔ اس کے پہنچنے سے پہلے مقدمے کی سماعت شروع ہو گئی اور قائد اعظم کے جوہر وکیل میر سید محمد حسین سے بحث شروع کر دی۔ جب آپ وہاں پہنچے تو جوہر وکیل سے بحث کی درخواست کی۔ قائد اعظم سے دربارہ کہ یہ پیشہ ور اخلاق کے منافی ہے۔ میر سید برادر وکیل نے مقدمے کا آغاز کر دیا ہے، میں اس کے جوہر کے طور پر اس کی مدد کر دوں گا۔ یہ کہہ کر مقدمے کے آخر تک جوہر وکیل کے طور پر شامل رہے۔ درمطالع کو بحث کی فیس واپس کر دی۔

اپنی پاکستان محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے، اپنی پیشہ ور زندگی کو بھی ہمیشہ قومی مفاد کے تابع رکھا۔ در ملک و قوم کی ستری کے لیے پیشہ ور مفاد کو بچ دیا۔ اپریل ۱۹۳۴ء میں سرکاری سمیل میں ممبرانہ شاہ کے منہور کیس پر بحث ہو رہی تھی۔ آخری دن ساریات اہم تھا۔ میں رشتہ شہری کے دن میں پیشگی کی گئی امداد اس پر اصرار کیا گیا کہ وہ ایک مقدمے کی پیروی کے لیے مہینے پہنچیں۔ اس مقدمے کے لیے ایک لاکھ روپے کی پیشگی کی گئی۔ اس لاکھ ۹۲۴۔ لیکن آپ سے وطن عزیز کی خاطر اس کے مقدمے کیس کو ٹھکر دیا اور اسمبل کی کاروائی سے غیر حاضر ہونا پسند نہ کیا۔

دیون سنگھ معتون کے اجازت سے ایک ریاست کے خلاف مضمون لکھا۔ ہر سب سے ڈیٹر کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا۔ پیروی کے لیے قائد اعظم سے درخواست کی۔ ایک گرو قدر رقم فیس کے طور پر پیش کی۔ انہوں نے یہ کہہ کر فیس ٹھکر دیں در مقدمہ میں یہ کہ ان کے روپے ہمد و شال کے پر میں کی وار کو دیا، ہر سب سے وہ پر میں کی آزادی کے لیے کوشاں ہیں۔

قائد اعظم بحیثیت سید سندان

۹۹ میں مشاعرے، ملاقات ملک میں نافذ ہوئیں تو مسل فور کے صدر کا خطاب کا حق تسلیم ہو اور جو عملی خارج ملٹی پریذیڈنسی کے مسئلہ سے انتخاب سے نو تشکیل سپر پٹر قائل ساز کو نسل کے علاوہ ہر کن شخص ہوسے، شہر سے سبیل میں حرکت کے ساتھ جہد و تانیوں کی مائیدگی و تربیتی کا حق و کیا ۱۹ میں قائد اعظم محمد علی جب جے نے پیر مل کو مسل میں وقف عمل الاولاد و جوا لعدہ مسلمانوں کا مسئلہ سے منطبق ایک مسودہ پیش کیا۔ برصغیر کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ کسی پریذیوٹ رکن کی طرف سے کوئی بل پیش ہو کہ جہد و قوانین میں شامل ہو۔

۱۹۲۳ میں قائد اعظم نے مسلم لیگ کی رکنیت اختیار کی۔ لیکن کانگریس کے رکن بھی رہے۔ اس دور میں محمد علی جناح کا، مہمند و مسلم اتحاد کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ وہ انہوں نے اس مقصد کے لیے اتحاد جہد و جد کی۔

اکتوبر ۱۹۲۶ میں ملٹی کی صوبائی کانگریس جوں پر ریشہ کا مقرر سس حتی احمد آباد میں ہوئی اس کی صدر رت محمد علی جناح سے کی انہوں نے فرما، "مسلمانوں کو سسوں کے پوائنٹ میونسپل کمیٹیوں و رڈ سٹرکٹ بورڈوں میں بھیج دو و ترمیم شدگی چاہتے ہیں و پیریمپلٹا سب سے جس سے کوئی صحیح مینا ہندو یکسٹ کے لیے خدو اب نہیں کر سکتا۔"

دسمبر ۱۹۲۶ میں کانگریس کا انگریس اور مسلم لیگ کے اجتماعات منعقد ہوئے جو تہذیب لکھنؤ کی وجہ سے تاریخ میں ایک مہاں مقام رکھتے ہیں مسلم لیگ کے اجتماع کی صدر رت کرتے ہوئے محمد علی جناح نے کہا، "ہم کسی اہم پارٹی کی خواہش نہیں رکھتے ورنہ کوئی قیادی سلوک چاہتے ہیں مسلمانوں کو پوری عزت و نفس کے ساتھ ہندوؤں کے ساتھ معاملہ طے کرنا چاہیے۔"

۱۹۱۷ میں ہونے والے مسلم لیگ کے اجلاس میں قائد اعظم نے ایک قرارداد پیش کی جس میں نظم و نسق کے برعکس میں ہندوستانوں کی شمولیت کے احکام پذیر ہونے کے احکام پر اظہار مسترت کیا گیا و ہر ریڈارم میں مسلمان قوم کی مورد و رنوٹ میں بدگیا کا مہد کیا گیا۔ قرارداد کی تائید و واقعہ عام لے کی اور سید رضا علی، یعقوب حسن، برکت علی، سب سرفراز حسین خان و لوہا و واقعہ جنگ اور جو جہاد علی محمد کٹر و نئے تائید و مرید کی۔

۱۹۱۹ میں حکومت سے روٹ ایکٹ منظور کیا جس کے تحت پولیس کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ کسی شہری کو بلا وارنٹ گرفتار کر سکتی ہے۔ محمد علی جناح مرحوم سے اس ایکٹ کی پینڈر و رھا لغت کی۔ انہوں نے بھیجیڈ کو سل میں ہنگامی اختیار سے اس کے اس بل پر بحث کے دوران "تھو رپر دست تقریریں کیں۔ انہوں نے حکومت سے کہا، "گر یہ قوانین پاس ہو گئے تو ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سی سی بے عیبانی اور شورش کا موجب ہیں گے جو پ لے کبھی نہ دیکھی ہو۔"

روٹ بحث منظور ہو گیا تو پنڈت موقی لال نر دھیاے تو سسلی کی کرسیوں پر ڈٹے رہے لیکن قائد اعظم نے ۲۸ مارچ کو پنا ستن و شہر سے کو بھیجا و ر لکھا کہ "حکومت نہ ناراض میں بیٹے قانوی منظور کرتی اس کی امارت

دیتی ہے۔ وہ مغرب حکومت کلاسے کا حق کھودیتی ہے۔

۱۹۲۰ء میں خلافت کے پیروں نے گاندھی جی کو بیڑ بنایا، "نہیں باپ" یہاں تا قرار دیا، خلافت کے چند سے سے انہیں ملک بھر کا دورہ کرنا۔ ان کے کہنے سے ناں کو "پیشین" کو ترک موالات کا نام دیا، اور ترک معاہدہ کی ٹھان۔ محمد علی جناح سے اس کو نقصان دہ سمجھا، اور اپنی پورے کانگریس کے سالانہ اجلاس میں گاندھی جی کے سب سے گروہ کے پروگرام پر غور و خیر فرماتے کیے تو مسلمانوں سے جو خلافت کے پیروں کی تقریروں کے تشریح کرتا رہا کہ گاندھی جی کو "مصلحت مندانہ" سمجھتے تھے، جناح کی باتوں پر تو جھنجھکی۔ خلافت کمیٹی کے فیصلوں اور گاندھی جی کی مکاریوں کا پتہ نکلتا تو مسلم لیگ میں پھر زندگی کے بارے میں غور و خیر ہوئے۔

۲۵، ۲۴ مئی ۱۹۲۲ء کو لاہور میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے "نمان کو" پریشن" کے پروگرام کی مصرت رسانیوں کا جائزہ لیا۔ اس اجلاس میں ایک قرارداد منظور ہوئی جس میں آبادی کے تناسب کے مطابق نمائندگی کے تناسب کا فیصلہ کیا گیا۔

حکومت برطانیہ نے سائنس کمیٹی کے قیام کا اعلان کیا۔ مولانا محمد علی جوہر نے ۱۹ مئی ۱۹۲۸ء کو کل پریز کانفرنس منعقد کی جس میں محمد علی جناح سمیت ۲۳ مایہ دلوں کے وفد نے شرکت کی۔ در قائد اعظم نے قائد وفد کی حیثیت سے نمائندہ محمد تقی میر کی اور سرور پورٹ پر مسلمانوں کا نقطہ نظر بھرپور انداز میں پیش کیا۔ ۳ مارچ ۱۹۲۹ء کو مکرئی "مبلی" کا بحث اجلاس شروع ہوا تو قائد اعظم سے، پی تقی میر ہیں تعینات کیا کہ مسلمانوں سے نرور پورٹ کو کیوں قبول نہیں کیا۔ مارچ ۱۹۲۹ء کے آخری ہفتے میں لیگ کا ملقوی شہر اجلاس دہلی میں ہوا جس میں ڈاکٹر عالم، محمد تقی احمد، حاکم شیرانی، دیکھ دو ممبر سے لوگوں نے نرور پورٹ کی منظوری کی قرارداد پیش

کی مگر احمد، سرور پورٹ کے حامیوں کو بھاگ جلا پڑا۔ اور اجلاس سے اس پورٹ کو مسترد کر دیا۔ اور "جناح کے جودہ شکایت" منظور ہوئے یہ شکایت ۳۱ دسمبر ۱۹۲۸ء کو کل پریز کانفرنس دہلی میں سر جناح کی درخواست منظور کیے جانے سے پہلے جناح کے نائب کردہ ان چودہ شکایت کو مسلمان ہند کے لیے اپنی قریبی منظور کیا جاسکتا ہے۔ مسلمانوں نے ان شکایت کے ذریعے اپنی مرتبہ اپنی اجمیٹ و حقیقت کو گروہوں اور ممبروں سے منسوب کیا۔

۹۲ء میں قائد اعظم علیہ الرحمہ سے لندن میں گورنر جنرل سے خطاب کر کے ہونے لگا۔ "لیگ" میں مسلمانوں کا قیام خصوصاً در مسلمانوں کے مسائل کے اس وقت تک جو مسلمانوں کے لیے پائے نہیں گئے وہ چوتیس گھنٹے بھی مہل کے گئے۔ اس کے بعد قائد اعظم انگلستان میں رہائش پذیر ہو گئے۔ اور ۹۳ء میں ہندوستان واپس آئے۔

اس دوران میں لیگ دو حصوں میں بٹی رہی۔ قائد اعظم واپس آئے تو دونوں گروہوں کے صدور کے حق میں دست بردار ہو گئے اور انہیں لیگ کا دوبارہ صدر منتخب کر دیا گیا۔ ۹۳ء میں قائد اعظم نے لیگ کی تنظیم کو کام شروع کیا۔ ۱۹۳۸ء کو علامہ بن مسعود لیگ کے اجلاس میں قائد اعظم نے اعلان کیا "کانگریس سر سرچہ و معاہدہ ہے۔ لیگ کانگریس کے در و در سے ہندو رج کا جواب، مکمل مفقودہ ہو جائے گا لیگ مسلمانوں کے قیام میں رہے ہے وہ کانگریس کا عدم مہم ہر گز بر گز نہیں کریں گے۔" ۱۹۳۸ء میں سندھ صوبہ مسلم لیگ کی سالانہ کانفرنس کرچی میں ہوئی صدر وقت قائد نے ہوائی و در پے خطبہ صدر رست میں پسی بار مسلمانوں کے لیے حق خود رویت کا مطالبہ کیا۔

دسمبر ۹۳ء میں مسلم لیگ کا چھٹیوں بلا سس پیشہ میں ہوا قائد اعظم سے

وہاں اس کی مدد کرتے ہوئے واشنگٹن، ریگا میں فرمایا: "کانگریس مسلمانوں سے
 بھگوت کر کے کے حق میں نہیں وہ تو پانچواں، فساد میں پڑھو نہ پڑھتے ہیں
 یہ مطلق کر دیا جاتا ہے کہ ہم مسلمان کی کسی طرف سے کسی تجھے کو قبول کر کے
 سب سے سار ہیں ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم یہاں تک حق سے گریز نہیں کریں گے"

۲۶ مارچ ۱۹۶۹ کو امریکی سینیٹ میں انگریزوں نے مسدودوں کو فخریہ کر کے
 ہوسے قائد اعظم دیکر سندھ سے کہا: "تمہاری تعداد سب سے زیادہ ہوا کر کے۔ تم
 ترقی یافتہ ہو اور مذہبی، اقتصادی استبداد کی سہی و تمہاری حکومت کی گنتی ہی
 آخری فیصلہ ہے لیکن میں تم دونوں کو ہمارے رہتا ہوں کہ تم تمہارے دونوں اکٹھے ہو کر
 بھی ہماری روح کو نشانہ سے میں کبھی کاویاں نہ ہو سکو گے جو ہمیں درشتے میں ملی ہے
 ہمارا نو بار ایمان زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا"

پر ۲۶ مارچ ۱۹۶۹ میں پٹنہ جو سرحدوں کے ایک خط کے جوہر ہیں
 قوم محمد علی جناح کے لکھ: "کانگریس مسلم لیگ کو ساری درجہ میں دے گی اور اس
 میں وہ ہندو مسلم معاہدہ پر مبنی ہے جس سے کہہ سکتے ہیں اس دنیا کا نظارہ
 کر، جو کہ جب ہماری طاقت سے وہ خود جاری ہیست اور میری حقیقت ثابت
 ہو جائے"

— اور پھر ۲۳ مارچ ۱۹۶۹ کو لاہور میں اس دنیا مسلم لیگ کا وہ تاریخی
 اجلاس ہوا جس میں "حق رائے سے قرار دیا جائے گا منظور ہوئی اس اجلاس
 سے خطاب کر کے ہوسے قائد اعظم نے فرمایا: "قوم کی کوئی تعریف، بچنے، اس کے
 منصفی مسلمان ایک ملک قوم ہیں اس سے ہمیں حق حاصل ہے کہ پاکستان قومی
 وطن مدنی، یہی علاقے ملک نہیں ہیں ملکات ملک سائیں"
 ۲ مارچ ۱۹۶۹ کو چیمبر مسلم سٹوڈنٹس میڈریشن میں خطاب کرتے

ہوئے: "ہم نے قوم سے فرمایا: ہم جس ہم سے دیکھ رہے ہیں یہ سب کا ہیں وہ صریح راوی
 منصفی کے ہے ہی نہیں بلکہ مسلم قوم سے وجود کو ذاتی رکھنے کے لیے ہیں سے"

۲۴ مارچ ۱۹۶۹ میں گاندھی جی ور قائد اعظم میں خط کتابت اور ہندو حیات کا
 مسدود: "جیو" لیکن تیجہ حشر ہو۔ گاندھی جی چاہتے تھے کہ سلطان کانگریس
 میں شامل ہو جائیں اور انگریزوں کے چہرے سے ہندو و ہندوستان آپس کے
 اختلافات نہ رہیں قائد اعظم چاہتے تھے کہ راوی سے پہلے اختلافات ٹھیکہ
 جائیں گے گاندھی جی پاکستان کا انہوں نے ان میں

۸ مارچ ۱۹۶۹ کو علی رضا کے طلبہ سے خطاب کر کے ہوسے آپ نے کہا
 "جسٹس کے مطالبے کی وجہ مسدودوں کی تنگ نظری ہے۔ انگریزوں کی چل
 یہ اسلام آباد ہندی مطالبہ ہے"

قائد اعظم قلم کے جوہر بڑے عرصوں، غور توں اور تجویز کو سامنے کر کے ایک
 عظیم مصدب ہیں کے اصول کے سے بڑھے تھے اس کا مقادیر ہندو و ہندو
 سے تھا، دونوں سیاسی قومیں لیکن استقلال و استقامت کے سچے تھے
 چہے مقصد کو حاصل کر کے دہرا، انگریزوں کو مجبور کر دیا کہ ہندو کے مطالبے
 کو اہمیت دیں۔ ہندوؤں کو زچ کر دیا کہ سیاست کے بعد میں ان کا پالا محمد علی جناح نامی
 شخصیت سے تھا۔ قائد اعظم نے یہ سب میں "پاکستانی" مانگو ہیں کیا انہوں
 نے منافقت کو تعارف میں کیا وہ ظاہر و باطن کے تضاد کا کبھی انکار نہیں ہوسے
 اور انگریزوں اور ہندوؤں کے ملاوہ مسلمانوں کے "ظہار" کے ایک
 گروہ کی ساریوں اور رشتہ داروں نے ان کا کچھ بگاڑا، اور ان کا ۳ اگست
 ۱۹۴۷ سے دنیا کے نقشے پر کچھ سے نمودار "بھارت" دیکھو۔

قانونی حیثیت سربراہ مملکت

لارڈ آسٹن مین نے کہا، "رفیق اعظم محمد علی جناح سے پوچھا کہ پاکستان کا گورنر
جس کو کون ہوگا۔ پندت جو ہلال خرواسہ ہندوستان کا گورنر جنرل بننے کی پیشکش
کی تھی چلے گئے وہ چاہتا تھا کہ پاکستان کا گورنر مرزا بھی بنی کوئی خاصیت تو وہ
فائنکس کے مفادات کی تحریکیں تھیں۔ آخر کار ۲ جولائی ۱۹۴۷ء کو قمر نے ایک ملاقات
کے دوران میں "اسٹنٹ" کے ساتھ سے پتے فیصلے کی اطلاع دے دی کہ صدریوں
کی علامتی کے بعد نہیں رہی تھی۔ پھر بھی بھرت پانچویں سے چار سو سو کے
گورنر و بری، بھری اور عدالتی تہمتیں دفعتی اداروں کے سربراہ نئی پر مقرر کیے ہیں
لیکن مسلمان عوام کو اردی کا حق دلائے کے لیے اور قوام عام میں پاکستان کو متعارف
کرانے کے لیے جس نے اپنی رفعت سے شورش کے بعد صدر کی ہے کہ میں خود گورنر
جس میں شامل

لارڈ آسٹن مین نے محمد علی جناح کو دھمکیاں دیں، قائد سے دھمکیوں سے
متاثر ہوا کبھی سیکھا ہی نہیں تھا اس سے سفارشات کا ڈول ڈالنا، ایک قائد کوئی
بھی قصور سوجھ کر کرتے تھے ورجب کوئی قصور کرتے تھے تو دنیا کی کوئی
طاقت اس سے انہیں ہٹا نہیں سکتی تھی اس لیے اسوں سے "آؤٹ مین" کے
کس طرح کو اچھیست نہ دی اور اپنا جھلہ برقرار رکھا۔

۲۴ جولائی ۱۹۴۷ء کو پاکستان کے گورنر مرزا قائد اعظم محمد علی جناح سے پاکستان

کی دستور ساز اسمبلی کے فیماں کا اعلان کیا جس کے مطابق کی تقسیم دہائی
یہ حکم اگست کو متحدہ ہندوستان کی ریاستوں کے مستقل کے بارے میں انہوں
نے فرمایا "قانونی حیثیت یہ ہے کہ ریاستوں کی اعتبارات کے اختتام کے ساتھ ہی
سب ریاستوں کو ملنے اور لا محدود دی پھر سے حاصل ہو جائے گی۔ وہ چاہیں تو
کسی ایک مملکت میں شامل ہو جائیں، چاہیں تو نہ درج ہیں۔ اگر کوئی ریاست پاکستان
میں شامل ہو، چاہے گی تو پاکستان دستور ساز اسمبلی کی مفادات کی پاکستان کے
کے مائندے سرور کی شرائط پر مبنی تھیں، یہ حیثیت کریں گے۔"

ملی کے باشندوں کو انوکھی پیغام دیتے ہوئے، اگست کو قائد اعظم نے کہا
"ہندوستان اور پاکستان کی دونوں مملکتوں کو زیر سر نو کام کا کار کرنا ہے میرا
خواہش ہے کہ اس تاریخی اور عظیم انسان شہر میں لوگ اس دعا دیتے رہیں"
۱۱ اگست کو سابق صوبائی پارلیمنٹ کی عمارت میں پاکستان کی اولین دستور
ساز اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا۔ ۵۱ رکن حاضر تھے۔ قائد شہر بنی و رفعت اور صاحب کیپ
پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے یہی تقریریں فرمائی اس اسمبلی کو دو اہم کام کر رہے ہیں
پاکستان کے لیے آئندہ کا نظام حکومت تیار کرنا اور پاکستان کی آزادی اور خود مختار
دفاقی مجلس قانون ساز کی حیثیت سے کام کرنا۔ قائد نے کہا "حکومت کا پہلا فرض
اعظم و ضبط قائم رکھنا ہے تاکہ لوگوں کے جاں و مال عزت و رتبہ ہی عطا نہ کا تھا ہوئے۔
ہیں و ملت جو برسی تعلیق مسلط ہیں، اس میں رشوت حمدی اور بے یانی بھی شامل ہے
میں ان کے فساد کی پہچان کرنا ہے"

ہائے قوم نے اپنی اس تقریر میں "متحدہ ہندوستان" کے تصور کی تباہ کاریوں
پر گفتگو کی، پاکستان کو ایک خوشحال مملکت میں تبدیل کر کے کی رہ چکا ہے پاکستان
کے پاسیوں کو اعزت شہری قرار دیتے ہوئے ان کی مدد بھی کر دی کا ذکر کیا اور

پاکستان کے جھنڈے کو تمام لوگوں کی آزادی اور مساوات کا نشان قرار دیا
پاکستان کی عملی تشکیل کے تین دن پہلے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے
پہلے اجلاس میں محمد علی جناح کے بیٹے قائد اعظم کے قومی خطاب کی بڑی خوشی
کردی۔ قوم کو دس سال پہلے، پہلے اس عظیم رہنما کو اس کی خدمات کے اعتراف کے
طور پر قائد اعظم کا خطاب دے چکی تھی ۱۹۴۷ء میں قائد اعظم ہی تھے۔ ابھی اپنے
ایک جلسے میں انہیں کسی طرح مخالفین کا خطاب کیا تھا۔ اب ایک مملکت کے رہنے والوں
سے اپنے محسن سربراہ کے بیٹے پر خطاب خاص کر دیا تھا۔

۵۔ اگست کو سارے نو بجے قائد اعظم نے لاہور ہائی کورٹ کے چھپ
جائیں سربراہ کے سامنے پاکستان کے گورنر جنرل کے عہدے کا حلف
لیا۔ پھر انہوں نے حکومت پاکستان کے مرکزی وزیر سے حلف سنا۔ وزیر اعظم
یافتہ علی صاحب نے۔ اسی دن قائد اعظم کا قوم کے نام خاص پیغام ریڈیو سے نشر کیا گیا
"پاکستان کے باشندوں پر زبردست دہ داریوں کا عہدہ ہونی میں نہیں اب
یہ موقع حاصل ہوا ہے کہ دنیا کو بتا سکتا ہوں کہ کس طرح مختلف عناصر پر
مشتمل ایک قوم آپس میں مل جل کر صحیح و سستی کے ساتھ رہتی ہے۔"

قائد اعظم کی قیادت میں پاکستان کی یہ مملکت پناہ نام شروع کر چکی تھی۔
اگست میں مل گئے، اہم عدالتوں سے مندرجہ ذیل رکھنا تھا، بے سرو سامانی
پہلی جلوس سارے انہوں کے ساتھ موجود تھی۔ سازشوں کے گمراہ چہرے کھول کر سب
کچھ چڑھ کر سنے کو تیار نظر آتے تھے۔ یونیورسٹی کے علان کے ساتھ ہی بوسے ترشح
ہو گئے، انہیں کوئی جاننے لگیں مہاجرٹ پرست کہ پاکستان آنا شروع ہو گئے۔
جدید تعمیر وراثت کے انداز پر وہاں سے تو کام نہ چل سکتا۔ قائد اعظم کی سب سے بڑی
قیادت نہ ہوتی تو تیز تعمیر وراثت کا کام نہ رہتا۔ قائد اعظم کی سحر طراذم کیفیت

جادو جگایا کہ قوم سخت حسرت و رنداندہ مشکلات کو بھول کر رہ نور ہو گئی۔
پاکستان کی پہلی عید پر قائد اعظم سے فرمایا "پاکستان حاصل کر سنے کے لیے جو قربانیاں
دی گئی ہیں پاکستان کی تعمیر کے لیے بھی کم رکن تھی قربانیوں کی ضرورت پائیس
سے گی۔"

ستمبر کے آخری ہفتے میں قائد اعظم کا جو پہنچے اور وہاں بھریں کی آمد سے
پیدا شدہ مافی ورا نظامی مسئلے کا تاثر یہ کہ انہوں سے وہ عربی کی حالت نہ رہ
دیکھ کر شدت گریب کی حالت میں بھارتی حکومت کو مظلوم مسلمانوں کی اس تباہ حالی
کی طرف توجہ دلائی اور دعوت دی کہ اس مسئلے پر قابو پانے کے لیے پاکستان انتقال
بادی کی سکیم پر غور کرے پر تیار رہے۔ لیکن بھارت نے اس تجویز کا کوئی مثبت
جواب نہ دیا۔

۱۶۔ اکتوبر کو انہوں نے ایک غیر ملکی اخبار نویس کو نروڈیوریتے ہوئے فرمایا
"پاکستان قادیان جگایا ہے، وہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ ہم ہندوستان کے ساتھ رواد
مسلمی اچھوتیت، اور خود مختار ملکوں کی طرح ہمیشہ معاہدہ کر سکتے ہیں۔"

۲۳۔ اپریل ۱۹۴۸ء کو کوئی پاکستان نے ڈھاکہ کی یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم سنا
کی صدارت کرتے ہوئے خطاب سے خطاب کیا "تم سب سے بڑی غلطی کے
قریب ہو گئے، اگر تمہارے اس بات کا موقع دیا کہ کوئی یا مٹی نہیں پہنچے مقاصد کا
نہ کار ہوتا ہے، اور سیاسی مقاصد کے لیے تمہارے جان و مال نہ ٹھکانے انہوں نے
فرمایا "آپ کی بھلائی آپ کے دین کی بھلائی، ہندو ساری مملکت کی بھلائی اس
میں ہے کہ آپ کی توجہ صرف حصول علم کے لیے وقت رہے۔ اسی طرح
آپ خود کو زندگی کی جنگ کے لیے تیار کر سکتے ہیں"

۸۔ بریل کو، پتہ دورہ سرحد میں انہوں نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا:
 "آپ کی حکومت کوئی اچھا کام سے نرس کی تفریب کیجئے ہیں صحت مند اور
 تعمیری عقیدہ کا پیروند کرتا ہوں۔ آپ سے حوالے سے حب ضرورت ہو کھڑے ہوتے
 کیجئے۔ کھانے پانی پسند ہے، بیشتر طلبہ یہ بددعا در تعمیر اور میں کی گئی ہو
 سربراہ پاکستان سے ۱۹۴۸ء کو سٹیٹ بینک آف پاکستان کے اعزاز
 کا حکم جاری کیا تاکہ ملک کی بچت اور غیر ملکی تبادلہ کو کمزور کیا جاسکے۔ اور
 کو بیس کوئٹہ میں پیل کیٹی سے، تحقیق یہ دیا تو انہوں نے صوبائی تعینات تحریک
 کے لیے پٹ صوبائی گورنر بنی۔" جب میں پاکستان کے کسی طبقے
 اور صوبائی کابینہ میں ہوں تو قدرتی طور پر مجھے دیکھتا ہوں کہ پاکستان کو اس بنی
 سے تار و جھوٹا ہے۔ اب ہم سب پاکستانی ہیں۔۔۔ عوامی اور پٹ
 نہ سہی، ہنگامہ بنجانی ہیں پاکستانی اور صرف پاکستانی امور سے پر غور
 ہونا چاہیے۔"

۱۹ جولائی ۱۹۴۸ء کو گورنر جنرل ہاؤس سے ایک گھنٹی میں سربراہ ملک
 سٹیٹ بینک آف پاکستان کی وزارت تک گئے، تقریب میں مسلم لیگ
 کے قائد، دوست مشترک کے رکن، اور روس کے سفیر، متعدد محاکم
 کے نمائندے، دوست مشترک کے ٹریڈ کمشنر، مرکزی اور صوبائی وزراء اور معزز
 مشنری سٹل سٹھے۔ قائد نے اپنی تحریری تقریر میں فریاد، ہنگامہ، ایک ایسا نبا
 میدان ہے جس میں ۱۹۴۸ء سے نوجوان پورا کردار کر سکتے ہیں۔ یہی تقدیر کو
 خود ہونا ہے، اور انسانی مسرت، مسرت ترقی، انصاف، اور اسلامی تصورات
 کے تحت دیا کے سامنے ایک مثالی اقتصادی نظام پیش کرنا ہے۔ ہم

ہم کریں گے تو داعیوں سلام کی حیثیت سے، پابھی معام حاصل کر سکیں
 گے، اور اسی طرح ہم دسب کو اس دوستی کا وہ پیغام پہنچا سکیں گے جس میں
 بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود، خوشحالی اور ترقی کی۔ ہیں کھلی ہوں۔"
 قائد اعظم محمد علی جناح دھر شد نے نئی آزاد مملکت کے سربراہ کی
 حیثیت سے ماسدہ حالات کا مقابلہ کیا، قوم کو "کی۔ ہیں بھائی، لوگوں کو
 بے سرپرستی اور کمزوری کی حالت میں خدمت و ماسدہ کام کرنے کے طریقے
 سکھائے، زندگی کے مختلف شعبوں میں قدم آگے بڑھنے کا جوصلہ پہنچا
 اور پاکستان کو اپنے حزموں پر کھڑا کرنے کے لیے اپنی ہی کی

قائد اعظم بحیثیت مقرر

قائد اعظم رحمت اللہ علیہ پیسے عطا تھے کہ وہ اپنے واسطے تھے جہاں کی زبان اردو میں تھی۔ ہوں سے انگریزی زبان میں تعلیم حاصل کی، پیرس، سترس، انگلینڈ سے پاس کیا، اس سے پہلے اردو دیکھے، پڑھے اور بولنے کے مواقع ہی نہ تھے۔ یہ سنت کے سید ہیں اس کا واسطہ انگریزوں سے تھا۔ نیز وہ مسلمان ہند کی دوا کو بین الاقوامی سطح تک پہنچا، چاہتے تھے تاکہ دنیا کے رہنے والے مسلمانوں کے مطالبات کو عطا کیجیں اس لیے وہ انگریز ہی میں خطاب کرتے تھے مگر انہیں اردو زبان کی سمیت کا بہت زیادہ حاسس تھا۔ انہوں نے اردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا اور مختلف موقعوں پر عامۃ المسلمین کی حمایت پر اردو میں خطاب بھی کیا۔ اس کی ایک مثال پیسے ایک باب میں پتی کی جا چکی ہے۔

دنیا کے لیے یہ بات، علت، استعجاب و حیرت ہے کہ انگریزی میں بات کرے والا ایک شخص ایسے لوگوں کا سیاسی رہنما کیسے بن گیا جو اس کی زبان کو سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ بہت کم مسلمان اس زمانے میں پڑھے لکھے تھے اس لیے قائد اعظم کی تحریر کو سمجھنا عامۃ الناس کے لیے ممکن نہیں ہوتا تھا اور دیباچے یا کچھ نہیں ہو کہ کسی حلقہ میں کے رہنے والے اس آدمی کو رہا سب سے زبان میں جو ان کی زبان نہ بولتا ہو یہ استثنائی قائد اعظم کی صورت ہی میں ملتا ہے۔

ایک توفیقہ اعظم مسلمان ہند کی زبان نہیں بولتے تھے۔ دوسرے ان کے مقابل کا انگریز جس میں اردو کے عظیم استاد مقرر ہو موجود تھے۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ابوالکلام آزاد، علامہ اقبال، شمس الدین عظیمی، سرحدی، بیٹو، درجہ ہلال، سروج، مسٹر، اور دیگر مصلحین کو سب لوگ تسلیم کرتے ہیں پھر ان میں انگریزوں، نیوٹن، عالم دین، تھے اور ان کے ساتھ جمعیت علم ہند اور جماعت علم ہند کے دیگر شعلہ ہند مقررین بھی، عہدہ ایک اور قائد اعظم کے خلاف ہی زبانوں کو گٹھ جوڑ رہے۔ ان لوگوں نے اپنی مذہبی حیثیت سے بھی خوب فائدہ اٹھایا، گامدھی جی اور کانگریس کے دوسرے رشتوں کی زبان سے شکستے سنا کر کو قرآن و حدیث کے حوالوں سے مزین کر کے مسلمانوں کو اسلام کی توحید کے علاوہ سارے بقیہ یکن، سلام کے فروغ و عبادت کی خاطر ایک ملک مملکت کے حصول کے ذرائع مسلمان قائد اعظم کے ہم آواز ہوئے اور علماء کو یہ یاد دلایا کہ یہ ہے کہ یہ قائد اعظم سے مسلمان ہند کو پاکستان کے حصول کی مسرت پر پہنچ کر دم دیا

تحریر، دو ہیں، بہت مراد تو

قائد اعظم کی کامیابی کا راز اصل میں ان کی آواز میں بھی پوشیدہ نہ تھا، اس کے خفیہ جو ہر بھی عامیوں کو متاثر کر سکتے تھے۔ اصل میں ہندوستان کے مسلمانوں کے مختلف موقعوں پر قائد کو پرکھا، اور یہ یقین کر لیا کہ کہ ان میں کو دار کی دو گلی نہیں ہے۔ یہ گفتار کو کہ وہ میں بعد کو منافقت سمجھتے ہیں، اور کبھی اس جرم کے ترکب نہیں ہوتے۔ ان کا طرز و عمل، ایک ہے اس سے یہ جرات کہتے ہیں، اگر وہ ہم میں سے دیشتر لوگ بھی تھے کہتے ہوں، تو بھی وہ غلط نہیں ہو سکتی

اس کے باوجود قائد اعظم جہاں سبے مثل سیاسی بصیرت رکھتے تھے، انہیں بے حد کی مصرت پر، یہی پہننے والی شخصیت پر اور عافہ مسلمان کی جرات

مقرر و مانتا، وہاں وہ ایک بہترین مقرر و خطیب کی خصوصیات سے بھی بہرہ ور تھے۔ عام مسلمانوں کی نگہ پوری تقریر کے ترجمے سے مستفید ہوتے تھے اور پڑھنے والوں سے سن کر خوش ہو جاتے تھے کہ ان کے فائدے کے لئے کہ اس وقت فرمایا ہے۔ دنیا کے مدبرین کے گھر بھی ان کی تقریر پر لگے ہتے تھے اور ان کی چھٹی رائے، گل پٹی کے ممبران کی صاف دانت بائیں مسئلہ عدالت اور دقتیں پر پورے بیان کے ساتھ سمجھ میں آتے وہاں بائیں جو سبب دماغیہم کا محور اپنے طواریں سمجھتے ہوئے تھے اس کے اس کے مسطقی دلائل سے متاثر ہوئے بغیر رہ سکتے تھے۔

پچھلے مقرر کے بے ضروری ہے کہ وہ سے موعود کے بارے میں پوری معلومات رکھتا ہو اس کا اور مہربان متاثر کن ہو سے معلوم ہو کہ اس کے سامعین کن صلاحیتوں کے مالک ہیں، سے سننے والوں کی غیبت سے آگاہی ہو و سوت مانتا مقرر کا گھر ملحق ہوتا ہے، حفاظت کا گھر وراک نتائج کے استنباط میں اس کے یہ اسماں فرہم کرتا ہے۔ اگر وہ سبب سے ہے تو اس کے بے ضروری ہے کہ سے عالمی نظام ہائے سیاست کا گھر شعور ہو وہ مسطقی دلائل سے سننے والوں کے دلوں میں گھر کرنا چاہئے۔ متعلق مفاہد و رد اور ان کا مصلحت اور اعتبار سے، ستموں کے سے۔ اعتراضات کا جو سبب پورے اطمینان سے دے درجہ تا ہو کہ اسے کورسی بائیں کس اندر میں اپنے سامعین تک پہنچانا ہے تاکہ، ضروری بھی ہو اور دیر پا ہی چھ مقرر و مانتا کے لئے جس کی صحبت کا خود سے بھی پوری طرح یقین ہو جو سبب دیگر وہ بھی نہ سمجھی پڑ جاتا ہے۔

قائد اعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ تعالیٰ کی آقا پرہ کا غائبہ تجزیہ اس نتیجے پر

پہنچتا ہے کہ اس کی نقاد پر میں ایک پچھلے مقرر کی سبب خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں وہ جو کچھ کہتے ہیں پورے عباد سے کہتے ہیں اس کا بوجھ کسی ممدت جو انہیں نہیں ہوتا، وہ وہ ہیں، سب کو پوری قوت سے سامعین کے کالوں کے راستے کے دلوں تک پہنچاتے ہیں۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۳۲ء کو آپ سے فرمایا کہ ان کی سبب خود کہتا ہی سوچا ہے کہ ان کی قومی گھر ہے، میں کہوں گا یہ غلط ہے، ان کی ایک ممد و مانتا سے میں پوچھتا ہوں، کیا ان کی سبب ممدوں کی ناسمجھی کہتی ہے میں معلوم نہ چاہتا ہوں، یہ ان کی سبب ممدہ، قوام کی ترجمان ہے، میں کہتا ہوں کہ ان کی سبب ممدوں کی سبب ممدہ ہے، یہ ہیں کی افغانی مسلسل آتی ہیں، درحقیقت ان کی سبب ممدوں کی بھی ممدہ نہیں، اس میں شک نہیں کہ وہ ملک میں سب سے بڑی پارٹی ہے لیکن اس سے زیادہ کچھ ہیں۔

لاہور کے باہمی جلسہ ۹۸ کے خطبہ صمدت میں قائد اعظم نے فرمایا کہ ایک مذہبی بھی یقین کے ساتھ ہی کہے گا کہ مسلم لیگ کو مسلمانان ہند کی پوری تائید حاصل ہے پھر حقیقت جان پر ردہ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے، یہ توڑ توڑ کیوں سو رہے ہیں؟ مسلمانوں کو دباؤ کے یہ بڑھاپے پر کیوں ردہ ڈال جا رہا ہے؟ عدم تعاون کا غلان کس سے ہو رہا ہے؟ سول فرانسیسیوں کیوں دی جا رہی ہے؟ ۹۹

۱۹۳۲ء میں علم لیگ کے جلسہ کرچی میں قائد اعظم نے اسلام کے متعلق جسے جیالاب کا خطاب ایک پچھلے مسلمان کی زبان سے ایک بڑے مقرر کے سامنے کیا وہ کو سارشتہ سے جس میں ملک سو سے میں تمام مسلمان اجماع کی طرح ہیں وہ کو کسی چٹان ہے جس پر ان کی سبب کی ممدت

ہستو رہے، وہ کوں رہے مگر ہے جس سے من کی کشتی حفاظت میں لگی ہے۔ وہ رشتہ، وہ فکر وہ شان صد کا کتاب قرآن کریم ہے۔ مجھے یہیں سے کہوں جو تم کے ترے جا میں گئے، ہم میں رہا وہ سے یہ وہ اتحاد پیدا ہونا چاہے گا ایک صد، ایک سو، ایک کتاب اور کتابت۔
۲۰ مارچ ۱۹۴۱ء کو قائد اعظم نے فرمایا: "جہ دستان تو ایک ملک ہے، مٹی اس میں ایک قوم ہے۔ اس میں بیسیوں قومیں ہیں۔ یہاں ہندو جاہلات ہیں جو کہ ہمارے رہوں میں یہ سوز کس سے رنج کیا۔ ہندو سناں رک رہے یا قہریم ہو جائے۔ ہر نگہ بدوں کا اس سے کیا واسطہ ہے اس کے متعلق وہ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔ وہ کیوں ٹھیک و بیک کے خلاف حوصلہ فرما کر کے ملک کی قیادت کے لئے کچھ کر رہے ہیں۔ اور ان میں پیدا کر رہے ہیں، انہیں انہیں یہاں سے جانا ہی پڑے گا لیکن وہ خوفزدہ ہندوستان کا ملک کیوں الٹا رہے ہیں؟"

قائد اعظم کی فکر قیادت ہوتی تھی وہ جوابات کہنے سے، اس میں درمیان معنی نہیں ہونا تھا کیونکہ جب وہ مردہ کی سمجھنے تھے تو ان کا بعد ہائی طریقہ یہاں حفاظت کی نشست درخاست اور پوجا پوجا کوں کے دروں پر تھکا دیتا تھا، ملاحظہ فرمائیے، پاکستان کی حفاظت کے لیے وہ کس طرح تیار ہیں، اور پاکستانیوں کو کس طرح تیار کر رہے ہیں، انہوں کی قسم! حسب تک ہمارے دشمن نہیں، انہیں کھیر عرصہ میں رہ چکا ہے، ہم ہمارے ہاں گئے، پاکستان کی حفاظت کے لیے میں ننہا رٹوں گا، حسب تک میرے ہاتھوں میں سکتا رہے میرے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی موجود ہے مجھے آپ سے یہ کہنا ہے کہ اگر کبھی یہ وقت آئے کہ پاکستان کی حفاظت کے لیے جنگ لڑنا پڑے تو کسی

صدر مہتمم میں ہتھیار نہ ڈالیں اور یہاں رٹوں، جنگوں، مسجدوں، درہا اور دہا میں جنگ جاری رکھیں۔

ایک اچھا مقرر سامعین کو متاثر کرنے کے لیے اپنے معانی کی کمزور اور بودی دہیوں اور کچی باتوں پر تقریر کرتا ہے اور سننے والوں پر اس کے اثرات اثرات مرتب ہوتے ہیں ۵ فروری ۱۹۴۱ء کو مسلم لیگ ہندوستان علی گڑھ کے شریکوں میں میں تقریر کرتے ہوئے قائد اعظم نے کہا: "صدر کانگریس سے جب سبوں کی گئی کہ وہ کی عجیب و غریب مصلح اعلیٰ کی تمکین کست تک کر لیں گے تو انہوں نے جواب دیا: "میری زندگی ہی میں اس کے ساتھ فرمایا کہ حسب تمام فتور ہوا میں گئے تو دستور کا خاتمہ کر دیں گے مگر نوک قلم سے نہیں لیں سوال یہ ہے کہ عرصہ اس "دوبل قلم" کو بروں کے ہاتھ میں ہے، کب تک یہ ہنسی پڑے رہیں گے؟"

"۱۱ مارچ ۱۹۴۱ء کو ہندو صدر پرشاد نے تجویز پاکستان کے متعلق ہمارے "کانگریس کی مجلس عامہ سے اس پر غور نہیں کیا" قائد اعظم نے مسلم لیگ کے اجلاس میں میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ کانگریس کا ہر سیدہ پاکستان پر بحث کر رہا ہے، بات آپ کے ہیں، پمٹلٹ سے گئے ہیں۔ یہ ہے ہیں، ہندو صدر پرشاد کا یہ کہنا کہ کانگریس سے اس پر غور نہیں کیا کہ تک درمست ہو سکتا ہے۔ آخر میں قائد نے کہا: "میں، ہندو صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ حسب تک کی مجلس عامہ سے اس پر بحث نہیں کی تو اسے کیجیے کہ اس کیسے؟"

آل انڈیا مسلم ٹیوٹنشنس چیئر پرسن کے اجلاس ۱۹۴۱ء دسمبر ۱۹۴۱ء کی صدر امت قائد اعظم نے فرمائی کہ اس دور میں گامدھی جی باروں میں رہائش پذیر تھے۔ و روجا، سیو، گاؤں، اور باروں گامدھی جی کی قیادت گاہیں نہیں

قائد اعظم سے اپنی تقریر میں فرمایا: آپ جانتے ہیں وہ رہا ہستی ہے کہ اس دنیا
مسلم لیگ ہی کی بنیاد کی بنیاد ہے جس سے سکس ۶۰ ویں ایجنسی
مدھ سے میں ہے میں ناگپور میں خود دار دھار دھار گورنر کے حرم سے
دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ ہماروں میں بھی کچھ روشنی پیدا کرے۔

۱۵ دسمبر ۱۹۴۲ء کو گاندھی جی کے دہلی سے ملنے والے پہلے اجلاس میں جب
برسرِ سامنے سے کام ہو چکے تو میں نے گوروں پر اس قدر غصہ کیا کہ میں
ہندوؤں سے مل جل جاتے گا کہ وہ کیوں ہوجا رہے ہیں۔ کامیاب ہو رہے ہیں
ہوتا جو کہہ سکتے ہیں۔ اور جو کچھ ان کا مقصد ہوتا ہے وہ یہ کہتے ہیں "لیگ دھار
عظیم سے خطاب کرتے ہوئے قائد نے کہا "یہ بات کامیاب ہے تو عمر بھر دیا
اس بات کے ٹھکانے میں کدیں رہیں گے۔ لیگ دھار سے فریاد "جہاں وہ کاغذ
ہماری حساسی قربانی تھی اور ساتھیوں کی کشش کا غرور ہمارے روح کی موت سے۔"

چچا حبیب علی و مرزا کے تیراکی اور اسے چھوڑنا ہے کہ دشمن رچی
ہوئے بھر نہیں رہتے۔ درود سے اس مہارت پر غش غش کر رہے تھے۔
قائد اعظم کی تقریروں میں غور و مزاج کا عنصر نہایت لطیف ہوتا ہے اور اس
میں کہیں درکھی تندی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اس غور و لطیف کی ضرب ہمیشہ
کارہی ہوتی ہے۔ دروں و حکمت ایک آج رہتی ہے۔ ۱۰ اپریل ۱۹۴۳ء کو جلسہ سے
خطاب کرتے ہوئے آپ نے کہا "ایک مرکزی حکومت بن کر وہ قریب انداز
کے صند و چاقے میں کثرت حاصل کر کے ہندوستان کے ہیں کہ وہ ملک کو حلقوں
سے محفوظ بنا سکیں گے۔ ہر سے چلائے نہ اندوہی ملتی ہے نہ ہر قدر دھی
جاسکتی ہے۔"

تجربہ پاکستان پر اثر مند جیسے شہر احمدیہ میں یہ مقام لکھا جو ہندوؤں

میں سے غور سے قریب تھا تو پرل ۱۹۴۳ء میں قائد اعظم سے اپنی ایک تقریر
میں کہا "برطانوی خدایت کو بھی گمراہ کیا گیا چنانچہ غریب مقرر اور ہندو
جہاں نے لیگ پرل کو ایک مفاد لکھ ڈالا جس سے اس کے یقین بنائے
جائے گی حقیقت ظاہر تھی مگر کیوں نہ ہو مغربی روایات کے مطابق یہ دن
دیکھ پرل تو یومِ حافیت ہی ہے۔"

فصل حق و سیر عظیم گاہ سے مسلم لیگ سے غور کی در حکومت بڑھتی
سے تعاون کیا ہو سب دھار بھی فصل حق کے ساتھ مل گئے تو قائد اعظم سے
اپنی ۲۹ دسمبر ۱۹۴۳ء کی تقریر میں فرمایا: میں فصل حق کا حساب کو کر سکتے تھے
کے طور پر نہ ڈالنا کی خدمت میں پیش کرنا ہوں اور وہ سب دھار کو گورنر
مستجاب کی خدمت میں پیش کرنا ہوں ۵ فروری ۱۹۴۴ء کو قائد سے پھر
فصل حق کا ذکر کیا۔ "مسلم لیگ گندہ سرے میں سب گاہ کے وزیر اعظم نے

— جس کی مثال کی تحقیق سے دیا قاصر ہے۔ اس امر کے لیے مطلب
ہے کہ میں نے جس کو اس کی مبری سے تقویٰ دی ہے وہ دیتے پر غور کروں بہت
طلب کرنا اس کی منہور نظر چاہی ہے جس سے ہر شخص واقف ہے جب کوئی
مشکل آپ سے تو ستر فصل حق یا تو صحت مانگتے ہیں یا کار ہو جاتے ہیں۔"

۱۲ نومبر ۱۹۴۵ء کو پتہ در میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے گاندھی جی پر
یوں چوٹ مار لی کہ ایک چچا جریں اس وقت تک حمد نہیں کرتا جب تک اس سے
فتح کا یقین نہ ہو۔ انکم از کم سے عزت منانہ شکست کا بغیر ضرور ہو چاہیے
ہیں اس میں عین نہیں رکھنا کہ پیسے لوگوں کو گویاں کھائے۔ وہ جیل جاسے ہر
آبادہ کروں اور اس کے بعد جیل سے مصلوہ نہ انداز میں یہ علاقہ کر دوں۔ اس
معاہدے میں میر کوئی ہاتھ نہیں اور اصل سے ہر کوئی تو لوگوں کی قربانی کا

گمراہی حاصل کرنے کی کوشش کروں۔

اچھے مقرر کے بے ضروری ہونے سے انتخاب، لحاظ کا سلسلہ ہو، اسے معلوم ہو کہ ایک عام سی حقیقت عام حفاظ میں بیان کی جائے تو قادی یا مباح مذکورہ نہیں ہوتا، درہم سے اس کا درجہ پیشکش سے بھی کر کہا جائے تو وہ سنیے اور پڑھے دسے کے دل میں کھلب خلی ہے۔ ۱۰ مارچ ۱۹۴۴ء کی تقریر میں قائد اعظم نے تیار ہونے کے سلسلہ کا مدھی جی دہلی میں مجھ سے ملے تھے، وہ مسلم ہندوؤں سے ملے تھے کیونکہ وہیں مسلم ہندوستان کے نمائندے کے ساتھ کچھ دیر بیٹھے۔

بقیہ بات قریب آ رہے تھے۔ ۱۲ اگست ۱۹۴۵ء کو قائد اعظم نے قوم سے پہلے ہندوؤں سے کی اپیل کی لیکن اس کے لیے بھی چندے و غیرہ کے الفاظ استعمال نہیں کیے۔ انہوں نے فرمایا: "میں آپ سے جو کچھ کہتا ہوں، وہ غور سے یاد رہے کسی پر کوئی دباؤ نہیں ڈالاجائے گا، کوئی جبر نہیں کیا جائے گا، حفاظ دیگر یہ ایک ایسی جنگ ہے جو صرف چاندی کی گویوں سے لڑی جاتی ہے مجھے آپ چاندی کی گویوں کی بجائے ہمیں آپ کو کامیاب، مختار ملک پہنچا دوں گا۔"

دنیا سے دیکھا کہ قائد اعظم کے حکم پر اسی دن بلی کے مسابو سے تین لاکھ گیارہ ہزار روپے کی رقم پیش کی اور قائد اعظم نے انتخابات کے اس مرحلے کو پہنچنے والے کے مطابق کامیاب، مختار ملک پہنچا کر دکھایا۔

ہترین مقرر کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ مجمع کی مصافحت سمجھتا ہو اسے علم ہو کہ اس کے سامعین کے لیے کون سی بات زیادہ مؤثر کن ہوگی، قائد اعظم مسلمان ہندو کی انگلیوں سے واقف تھے، انہیں علم تھا کہ عورت، مسلمان، ہندی و قادیانی پس ماندگی کا بھی حاصل محاسن رکھتے ہیں، چنانچہ وہ اپنی تقریروں میں جہاں ان کے دلوں کی آواز سلام کا ذکر کیا کرتے تھے، وہاں ان کی پس ماندگی

کے احساس کو گہرا کرتے ہوئے ان میں ایک لگ بھگ مملکت کے حصول کی لگن پیدا کرتے تھے مسلم لیگ کے اجلاس مدراس میں اپریل ۱۹۴۱ء میں قائد اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: "ہم اپنے اس عظیم شان وطن میں دوسری اقوام کی نسبت اقتصاد اور معاشی ترقی کے لحاظ سے قطعاً پسماندہ رہے ہیں۔ صرف دو صنعتیں ایسی ہیں کہ ان میں مسلمانوں سے بہت بڑے بڑے کوئی جگہ بنائی ہے۔ یعنی کھانوں اور چمڑے کا کاروبار۔ بیڈی بنانا ایک بہت بڑی بیڈی بنانے والا اور چمڑے والا ہی رہنا چاہتے ہیں یا اپنے ملک کی معاشی اور تجارتی نشوونما میں داخل و داخل دینا پسند کرتے ہیں۔"

جن امیدواروں کو انتخابات کے لیے پارٹی ٹکٹس دی گئیں ان میں سے کئی دوسروں کے ساتھ جیتے ہیں۔ اور اگر پارٹی طاقتور ہو تو وہ اس پارٹی کو پسند کرتے ہوں تو پھر غداروں کا احیاء عہد نامہ بھی ہو سکتا ہے۔

۱۹۴۵ء میں انتخابات کا مسئلہ آیا تو پشاور میں تقریر کرتے ہوئے قائد اعظم نے ۱۲ نومبر ۱۹۴۵ء کو فرمایا: "جس لوگوں کو انتخابات میں حصہ لینے کے لیے مسلم لیگ بورڈ کی طرف سے ٹکٹ نہیں ملے۔ گھر ہوں سے دس کروڑ مسلمانوں سے عذر دے دی کی تو وہ خود بھی وزیر اعظم یا درپیش کے لیے زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ اچھے مقرر کے بے ضروری ہونے کے وہ اپنے موقف کے حق میں منطقی دلائل کو متاثر کن نہ رہیں۔ ہمیں اس کے سامنے پیش کرے قائد اعظم نے تجویز دینے کے متعلق کہا کہ کانگریس کی مجلس عامہ سے اس پر غور کریں کہ کیونکر مسرت خارج سے ہمیں اس پر بحث کرنے کو ہمیں کماؤ قائد اعظم نے پشاور ہی کی تقریر میں اس کا ذکر کرتے ہوئے پوچھا: کیا آپ کو یقین ہے کہ کانگریس کی مجلس عامہ نے اس پر بحث نہیں کی ہوگی؟ یہ سچا سچا سوال ہے۔"

۱۹۴۰ء سے اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ کیا یہ ہے کانگریس کے پرجہ مونس کا بیانیہ؟
 مرد اقتدار ہے کہ کانگریس کے ہر ایک میڈر اور اس کے سرورڈ مسٹر گاندھی نے
 پاکستان پر بحث کی ہے۔ مباحثات شائع کیے ہیں، اختراؤں کے دفتر لکھے ہیں
 اور خود باپورا چندر پرشاد نے ایک مختصر سا رسالہ شائع کیا ہے اور اس میں
 پاکستان پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ تحقیق کے پیش نظر کانگریس کے
 کانگریس کی مجلس عامہ سے اس پر بحث نہیں کی کیونکہ مسٹر جواہر سے ہمیں بحث
 کی دعوت نہیں دی، مگر تک درست ہو سکتا ہے میں باوجود صاحب سے
 عرض کرتا ہوں کہ جناب کی مجلس عامہ سے اس پر بحث نہیں کی تو اسے کیسے کہہ
 کر سے مشروطیکہ کانگریس قیادت میں سیاسی و مالی اور ملکی تدبیر بھی کچھ ترقی ہے۔
 ۹ نومبر ۱۹۴۰ء کو صدر اعظم نے مسلم لیگ کو حل کے اجلاس سے کہا "بھائی
 امریکی دوست مرید چاہتے ہیں، ہمارے بڑا بڑا دوست، انگلستان چاہتے
 ہیں لیکن میں کہاں جاؤں گا؟ میں اس سرزمین کی جد غلت و جہانت سے تعلق
 خاطر مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے؟

قائد اعظم کی تقریروں کی خصوصیت اظہار من شمس ہے کہ وہ یہی ہر بات دہل
 سے کرتے تھے اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ ہمت چھ وکیل بھی تھے۔
 لیکن ایک چھ مقرر کے لیے یہ خوبی مرعہ نہایت ہم ہوتی ہے۔ ۱۰ مارچ ۱۹۴۰ء
 کے لاہور کے تاریخی اجلاس میں انہوں نے کانگریس و مسلم لیگ کے سب سے
 اہم مسئلے کو نہایت سادہ و سادہ میں حل کر دیا۔ انہوں نے فرمایا "میں اپنی پارٹی چھوڑ
 ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ جناب گاندھی وہ ہندوؤں سے تسلیم کریں کہ کانگریس ہندو
 جماعت سے ہے اور وہ صرف ہندوؤں کے مائدہ ہیں۔ جناب گاندھی کیوں یہ
 بات فخر سے نہیں کہتے کہ میں ہندو ہوں اور کانگریس کو ہندوؤں کی حمایت

حاصل ہے۔ مجھے تو یہ کہنے میں شرم محسوس نہیں ہوتی کہ میں مسلمان ہوں۔ ۱۰ مارچ
 ۱۹۴۰ء کی تقریر میں انہوں نے کہا "گزشتہ برس گاندھی جی دہلی میں مجھے سے
 آئے تھے وہ مسلم ہندوؤں سے ملنے آئے تھے کیونکہ میں مسلم ہندوؤں
 کے فائدہ کے سوا کچھ اور نہیں ہوں؟

عمومیہ ہونے کے جو کچھ مقرر کننا چاہتا ہے وہ پٹے سے سامعین کے علم
 میں ہوتا ہے۔ انہیں، سوپ سان متاثر کرنا ہے یہ کہ وہی بات مقرر کس سے
 بد مذہب و خوبصورت و صاحب سے پیش کرتا ہے جس قدر مذہب میں ہندو ہوگا
 اسی قدر لوگ روادار قائل ہوں گے۔ گاندھی جی سے ۱۰ مارچ ۱۹۴۰ء کو کہا
 "تیرے لیے ہندو مسلمان پارسی و سریلنگ سب برابر ہیں قائد اعظم کا ذکر
 کرتے وقت میں سلیج باتیں نہیں کرتا۔ وہ میرے بھائی ہیں" قائد اعظم نے ان
 کی بات کا ذکر کر کے لاہور کے تاریخی اجلاس ۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء میں اس کا
 تجزیہ ہوں کہ "فرق صرف یہ ہے کہ بھائی گاندھی کے تین دوست ہیں اور میرے
 ایک دوست" یہی یہ اپنے مسلمان "بھائیوں" کو ہندوستان میں اس طرح رکھنا
 چاہتے ہیں کہ وہ تین کے مقابلے میں ایک ہوں اور ان کی کسی بات کی شہرانی
 نہ ہو۔

بنگال کے وزیر اعظم فضل الرحمن کی مسلم لیگ سے عداوتی کے س سے
 قائد اعظم نے ۱۵ فروری ۱۹۴۰ء کو کہا "مسلم لیگ کا وجود وزیروں اور وزیروں
 کے لیے نہیں بلکہ اس کے خلاف وزیروں اور وزیروں کی بقا کا انحصار مسلم لیگ کی خوشنودی پر ہے"
 ۴ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت
 کرتے ہوئے انہوں نے کرپشن کے حوالے سے مجلس عین ساز کا ذکر
 کیا اور کہا "جب مسٹر گاندھی اس مجلس میں آئیں گے تو ہمیں کامل یقین ہو

گا کہ ہمیں ایک ایسا تین ضرور مل جائے گا جو ایک آل انڈیا یونین کے لیے سارے ہندوستان کی ایک متحدہ ریاست کے لیے ہوگا۔ جب یہ سب کچھ ہو چکے گا تو علیحدگی پسند صوبے یا صوبوں سے بول خطاب کیا جائے گا۔ "سرسنگو گھبراؤ نہیں۔ ہمیں پھانسی پر لٹکا دینے سے پہلے ایک موقع دیا جاتا ہے۔"

قائد اعظم ان معصوموں میں حوامی مقرر نہیں تھے کہ کسی ایک موضوع پر تقریر کریں، دھڑ دھڑ کی کہیں، لطیفے سنائیں اشعاروں سے، پی تقریر کو خوبصورت بنائیں، ایک تقریر میں بیسیوں مضامین بیان کر جائیں اور آخر میں سامع کو کچھ بتا دیں کہ وہ ڈیڑھ دو ڈھائی گھنٹے کی تقریر میں کیا سنتا رہا۔ وہ یہی تقریریں سنجیدہ سیاسی موضوع پر بات کرتے، ایک ایک نکتے کو سننے اور بحث کرتے چلے جاتے۔ مثال کے طور پر گاندھی جی نے پاکستان کی تجویز پر کہا کہ یہ ہندوستان کو چیرے چارٹلے کے برابر ہے۔ قائد اعظم نے ۱۲ مارچ ۱۹۴۷ء کے خطبے میں فرمایا: "میں پوچھتا ہوں کہ ہندوستان کو کب ایک وحدانی حیثیت حاصل تھی؟ کبھی نہیں۔ پھر یہ چیرے چارٹلے کے لٹا کا استعارہ ہے معنی ہے مگر مہاتما گاندھی کے چبے مسٹر راج گوپال اچاریہ تو ان سے بھی ایک قدم آگے نکل گئے ہیں کہ پاکستان بنا کسی بے کردہ ٹکڑے کر ڈالنے کے مترادف ہے۔ میں ان سے عرض کروں گا کہ ڈر دیکھو تو بچہ کہاں ہے ہاں اس کے معنی صرف یہ ہو سکتے ہیں کہ اب ان کے پاس کوئی زبردستی نہیں رہی، اور وہ اپنے دھوسے کے ثبوت پیش کرے سے دیوس سوچکے ہیں۔ اس کے علاوہ ہیں تیار جاتا ہے کہ یہ تو خود سلام کے بھی خلاف ہے۔"

ہندوستان میں کانگریس اور مسلم لیگ کے خلاف کوہانی پاکستان نے سپریم کورٹ میں یوں بیان فرمایا "ہندو بیڈر ورہندوؤں کے مائدے کی حیثیت سے آؤ اور مجھ سے باتیں کرو کہ میں مسلمانوں کے معاملات کی ترجمانی کروں میں کانگریس کے متعلق سن، اسی قدر کہت چاہتا ہوں۔"

گاندھی جی نے آزادی کا ل کے لیے ۳ نکات مرتب کیے قائد اعظم نے ۲۹ دسمبر ۱۹۴۷ء کے آٹھویں مسلم لیڈ شوش فیڈریشن کے اجلاس میں ان کا تقریر پڑھ کر کہا "مسٹر گاندھی فرماتے ہیں کہ پہلی شق فرقہ وارانہ اتحاد ہے، فرقہ وارانہ اتحاد سے ان کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان، غافل قبول کر لیں، اور اپنے قتل نامے پر خود دستخط کر دیں۔ اس کے بعد اچھوت پر کو درد کرنے کا سہرا ہے، پھر شذیع مسکرت، کدو، ادھیاتی، صلیبیں، دیہات کی صفائی، ہندوئی تعلیم تعلیم پانچاں تعلیم و ترقی نسوں، تعلیم صحت و تندرستی، ماسٹر بھاکا پرکاشا رہبان کی خدمت اور قضاوی مساوات کس کے ساتھ؟، حکم یزوں کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ نہیں؟ میں ایک ہم تریم پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ کانگریس پاکستان کو قبول کرے اور اس طرح تیرہ کو چودہ نکات خادیا سے اس سے بھگوت تسان ہو جائے گا جہاں تک رہاں کا صلہ ہے، نہاں کی حد سے اور قضاوی مساوات کے معاملے میں ہم کانگریس کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں کریں گے۔ ہم اپنے علاقوں میں خود مختار حیثیت سے جو زبان چاہیں گے بولیں گے۔ ہندوؤں کو حق ہے، جو زبان چاہیں بولیں؟"

قائد اعظم علیہ الرحمہ ہمیشہ اپنے موقف کو پورے اعتماد کے ساتھ پیش کرتے تھے۔ ان میں ہر شے سی وقت ہوتا ہے جب بوسے والا اپنے موقف کی بھائی پر خود یقین رکھتا ہو اور اسے پورے اعتماد کے ساتھ لوگوں کے سامنے

رکھے۔ قائد اعظم کی ہر تقریر اس اعتماد کا مظہر نظر آتی ہے۔ ایک مثال ملاحظہ ہو مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بلوچستان کے اجلاس کو جس میں اکتوبر ۱۹۴۵ء میں انہوں نے فرمایا۔ ”پنجاب میں ایک جماعت خفیہ طور پر چار سے خلاف کوشاں ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی ہلک نہیں کہ پنجاب کا گورنر سر گلشنی یونیورسٹی پارٹی کی حمایت میں مسلم لیگ کو شکست دینے کی پوری کوشش کرے گا۔ اس کی طرف سے ہر وہ کارروائی کی جائے گی جس سے مسلم لیگ کو ناکام بنایا جاسکے۔ میں بہانگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ ہم نوکر شاہی کی پروردہ یونیورسٹی پارٹی کی طاقت کو پنجاب میں توڑ کر رکھ دیں گے اور ملت اسلامیہ فتح و ظفر کا پرچم اڑاتی ہوئی منظرِ ملت کے گرداب سے ابھرے گی۔“

قائد اعظم اپنے موقف کی صداقت کی بنا پر اپنی تقریروں میں کئی بار صلح کے لیے بات کہتے ہیں۔ ۱۵ نومبر ۱۹۴۶ء کی تقریر میں ان کی تحدی کا یہ انداز دیکھیے۔ ”پھر مشترک مذہبی پر ایک غیر معمولی فطرتیہ کا الفا ہوا اور وہ یہ تھا کہ برطانوی حکومت ہندوستان چھوڑ دے۔ اگر انگریز کل ہی ایسا کریں تو مجھے بڑی مسرت ہوگی۔“ پھر ہم بخوبی ان سے منت لیں گے۔ ایک تقریر میں انہوں نے فرمایا ”مسلمان جھگڑنے کے لیے پیدا نہیں ہوا۔ اگر اس کو جھگڑنے کی کوشش کی گئی تو یہ باہر بن جائے گا، نیپو کی شکل میں نمودار ہوگا۔ یہ مر جائے گا لیکن محکوم کی زندگی قبول نہیں کرے گا۔ یہ اس کی فطرت کے خلاف ہے کہ غلام کا غلام بنے۔“ ۵ جون ۱۹۴۶ء کو انہوں نے نئی دہلی میں تقریر کرتے ہوئے حکومتِ برطانیہ کو فلسطین، یبسا، شام اور انڈونیشیا میں کیے جانے والے غلام پر تنبیہ کی۔ اور کہا۔ ”تمہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ تم کمزوروں اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کر رہے ہو اور ان جذبات کا فروغ خطرناک ہوگا۔“

یوں، بلاشبہ قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمہ و بنیادیں ایک بڑے سیاستدان بہترین مدبر اور نامور وکیل کے ساتھ ساتھ بہترین مقرر کے طور پر مشہور ہوئے، ان کی تقریریں سماعت کے راستے دلوں میں گھر کر جاتی تھیں۔

قائد اعظم کی نظر میں اقتصادی ترقی کی اہمیت

پاکستان کی اقتصادیات کے حوالے سے مخالفین یہ پروپیگنڈہ کرتے تھے کہ یہ چند دن بھی برقرار نہ رہ سکے گا لیکن ۲۷ مارچ ۱۹۴۷ء کو مین چیئر آف کامرس بمبئی کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم نے معاشرتی عدل و انصاف اور مساوی بنیادوں پر قائم اقتصادی ڈھانچے کا ذکر کرتے ہوئے پاکستان کے متعلق اس قسم کے پروپیگنڈہ سے کی تلبیط کی اور فرمایا کہ اس لحاظ سے پاکستان کا کسی بحران سے دوچار ہونا غیر ممکن ہے۔

اپنی اسی تقریر میں رہائے قوم نے فرمایا: میں مسلمانوں کی تعلیمی اقتصاد اور معاشرتی ترقی کے لیے بہت سے منصوبوں پر غور کر رہا ہوں۔ میرے خیال میں مسلم تاجروں کی بہتری کا سوائے اس کے کوئی راستہ نہیں کہ وہ ممکن طریقے سے اقتصادی تنظیم پیدا کریں۔۔۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے صنعتی اور تعلیمی ادارے کھولنے چاہئیں۔ ہمیں اپنی قوم کی تنظیم کرنا ہوگی۔ پاکستان کے گورنر جنرل قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمہ نے ۲۷ اپریل ۱۹۴۸ء کو کراچی چیئر آف کامرس کے پانسانے کا جواب دیتے ہوئے صنعت اور تجارت کا ذکر فرمایا: جناب صدر! آپ نے پاکستان کی صنعتی پالیسی کا سرسری طور پر ذکر کیا ہے، یہ اس قدر اہم مسئلہ ہے کہ اس پر تجارت طبقے کے غور و خوض کی ضرورت ہے۔ حکومت پاکستان نے اپنے زیر اہتمام

اسلٹ گولڈ بارڈ، ریل کے ڈبوں اور تار، وائرلیس کے آلات بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ تمام صنعتیں پرائیویٹ سروس کے لیے ہوں گی۔ پاکستان ایشیائی ممالک میں زرعی اعتبار سے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ میری خواہش ہے کہ پاکستان اپنی زرعی دولت سے فائدہ اٹھا کر دنیائے تجارت کا علمبردار بھی بن جائے؟

مساویات اور تجارت کی کسی قوم کی زندگی کے لیے اہمیت بیان فرماتے ہوئے قائد اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے تجارت پیشہ اصحاب پر زور دیا کہ وہ جائز کمائی کی اہمیت کو کبھی فراموش نہ کریں۔ آپ نے فرمایا: مجھے یقین ہے کہ پاکستان میں تجارت اور سودا گروں کا ہیشہ خیر مقدم ہوگا اور وہ اپنی آمدنی کے ساتھ ساتھ مساوات اور جائز کمائی کو کبھی نہ بھولیں گے۔ یہ کہتے ہوئے قائد نے بعض ضروریات زندگی کی قیمت بڑھ جانے پر سخت اضطراب اور تشویش کا اظہار فرمایا۔ پاکستان میں چند ضروریات زندگی کی قیمتوں میں اضافہ ہو جانے کی وجہ سے حکومت کو بڑی تشویش ہے اور وہ ان میں کمی کرنے کے طریقوں پر غور کر رہی ہے۔

اس تقریر کے آخر میں انہوں نے فرمایا: پاکستان کی معاشرت اعلیٰ تجارت کے لیے ایک مؤثر آلہ کار ثابت ہوگی۔ میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان کے مال کی شہرت قائم کرنے کے لیے حکومت پاکستان ہر ممکن کوشش کرے گی۔ میری خواہش ہے کہ پاکستان دنیا میں اپنے مال کی خوبی اور عمدگی میں مستند ہو جائے۔ آپ نے کہا: "مجھے یقین ہے کہ پاکستان کی تجارت کاروباری دیانت کے اعلیٰ معیار قائم کرے گا بہت مؤثر ذریعہ ثابت ہوگی۔ اگر ہم اپنے ملک کی چیزوں کا نام پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس کی ابتدا ابھی سے

ہونی چاہیے۔

وایک ایک ٹل ملز کا افتتاح کرتے ہوئے ۲۹ ستمبر ۱۹۴۸ء کو قائد نے فرمایا: "اگر پاکستان کو اپنی وسعت، اپنی آبادی اور اپنے وسائل کے مطابق دنیا میں کوئی شاہان شان مقام حاصل کرنا ہے تو اسے چاہیے کہ زراعت کے ساتھ ساتھ اپنے صنعتی رجحانات کو بھی فروغ دے اور اپنی اقتصادی زندگی میں صنعتی رجحانات پیدا کرے۔ سر دست پاکستان ایک زرعی ملک ہے، مصنوعات کے لیے باہر والوں کا محتاج ہے۔ اگر ہم اپنی ممکنہ صنعتی بنیادوں پر استوار کرنا شروع کر دیں گے نہ صرف اپنے ہزاروں باشندوں کو روزی مہیا کر سکیں گے بلکہ اپنے وطن کے وسائل میں بھی اضافہ کریں گے صنعت و حرفت کے کام کی بہت سی خام اشیاء ہمیں قدرت نے عطا کر رکھی ہیں۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ انہیں ممکنہ طور پر اس کے باشندوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام میں لائیں۔ صنعت کی ترقی کی بات کرتے ہوئے قائد نے یاد دلایا کہ کارکنوں کا بیکار اور مزدوروں کی آسائش اور اطمینان اس میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ آپ نے محولہ بالا تقریر میں فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ آپ نے اپنے کارخانے کا پلان تیار کر کے وقت کار یگر دوں گے یہ مناسب رہائشی مکانات اور دوسری آسائش کا خاص طور پر اہتمام کیا ہو گا کیونکہ کوئی صنعت اس وقت تک حقیقتاً فروغ نہ پز نہیں ہو سکتی، جب تک اس کے مزدور مطمئن نہ ہوں۔"

۲۔ فروری ۱۹۴۸ء کو بنگال ٹل ملز کا افتتاح کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے فرمایا: "ہر ٹل مل اور کارخانہ ہمارے ملک کے اقتصادی استحکام اور عوام کی خوشحالی کی راہ میں ایک قدم ہے۔"

بانی پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کاشتکاروں اور سرکاری ملازمین کے ساتھ ساتھ تاجروں اور کاروباری لوگوں کو پاکستان کی ترقی کے لیے فروری

قرار دیا۔ ۲۷ اپریل ۱۹۴۸ء کو انہوں نے ایوان تجارت کراچی سے جو خطاب فرمایا، اس میں کہا: "تجارت اور کاروبار، قومی زندگی میں حیات بخش خون کے مانند ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک تاجروں کے بغیر پاکستان کا تصور اسی طرح ناممکن ہے جیسے کاشتکاروں اور سرکاری ملازمین کے بغیر۔ مجھے یقین ہے کہ پاکستان میں تاجروں اور کاروباری لوگوں کو خوش آمدید کہا جائے گا اور یہ لوگ بھی اپنے فائدے کے ساتھ ساتھ ہر شخص سے، خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا، اہل انداز کا برتاؤ کر کے اپنی معاشرتی ذمہ داری کو فراموش نہیں کریں گے۔"

قائد اعظمؒ نے پاکستان کی پہلی سالگرہ پر ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء کو قوم کے نام اپنے پیغام میں فرمایا: "ہمارے دشمنوں کو یہ اُمید تھی کہ ان کا دلی منشا اقتصادی چالیاڑی سے پورا ہو جائے گا۔ ان تمام دلائل و براہین سے کام لے کر جو بعض وعداوت کی بنا پر تراشی جاسکتی ہیں، پیشگوئیاں کی جانے لگیں کہ پاکستان دیوالیہ ہو جائے گا اور دشمن کی شمشیر و آتش جو مقصد حاصل نہ کر سکی، وہ اس ممکنہ کی مالی تباہی سے حاصل ہو جائے گی۔ مگر ہماری برائی چاہنے والے ان بخوبیوں کی تمام پیشگوئیاں جھوٹی ثابت ہوئیں، ہماری تجارت کا توازن ہمارے حق میں ہے اور اقتصادی میدان میں بھی مجموعی حیثیت سے باقاعدہ ترقی ہو رہی ہے۔"

مصنف کی دیگر تصانیف

ورفتن ملک و ذکرک	(پہلا مجموعہ نعت)	مطبوعہ
حدیث مشوق	(دوسرا مجموعہ نعت)	"
حق دوی تائید	(نعت و منقبت)	"
درج رسولؐ	(انتخاب نعت)	"
نعت خاتم المرسلین	(انتخاب نعت)	"
اقبال قائد اعظم اور پاکستان		"
اقبال واحد زمانہ	مدحت گران پیغمبر	"
راج دلاور سے	(بچوں کے لیے نظمیں)	"
تظہیر پاکستان اور نصابی کتب		"
ترجمہ خلافت اکبری		"
ترجمہ فتوح الغیب		"
ترجمہ تعبیر الرؤیا		"
تحریر یک ہجرت ۱۹۲۰ء	زیر طبع	"
نگار اقبال کی جات		"
ماں باپ کے حقوق		"
سوچاں واسپین	(پنجابی نعتاں و مجموعہ)	"
اسان دہشتہ والے دا	(پنجابی نعتاں و انتخاب)	"
شائے محمدؐ	(انتخاب نعت)	"
خاروقی نظمیں	(انتخاب مناقب)	"
تحریر یک پاکستان	ثبوت اور منہی کردار	زیر ترتیب
احادیث اور معاشرہ		"
تحریر یک ترک موالات		"
یاد اسلاف یا تقلید اسلاف	غیر مطبوعہ	"
زنگارے ملت		"
اردو کے چند نعت گو		"
لمحہ فکر		"
علمی مجاہدے		"

نذیر سنز پبلشرز کی چند اہم مطبوعات

مکتوبات نبوی	سید محبوب رضوی
قصص الحکم	ابن عسکری
علوم مصطفیٰ	مولانا احمد رضا خان بریلوی
احکام شریعت	"
عرفان شریعت	"
حدائق بخشش	"
اسلام	امام حسنی
فلسفہ دعا	علامہ فضل احمد دارت
سیرت سلمان فارسی	"
برکات برودہ	"
برکات رمضان	"
اصول الشاشی	علامہ قادر لاجپوری
الفوز الکبیر	حضرت شاہ ولی اللہ
علم حدیث اور چند اہم محدثین	سالم مستدوائی
معارف حدیث	مولانا عبد العزیز
اسلامی اخلاق	مولانا حبیب الرحمن خان شیروانی
گلدستہ شہنوی	مولانا جلال الدین امجدی